اسلام اور عیسائیت

ایک تقابلی مطالعہ

مصنف

علامہ مفتی جاوید احمد عنبر مصباحی

پرنسپل مرکز پبلک ہائی اسکول

تقریظ

مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن برطانیہ

والضحیٰ پبلی کیشنز

Marfat.com

اسلام اور عیسائیت

ایک تقابلی مطالعہ

مصنف

علامہ مفتی جاوید احمد عنبر مصباحی

پرنسپل مرکز پبلک [illegible] اسکول

[illegible]

تقریظ:

مفکر اسلام علامہ قمر الزمان اعظمی

سیکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، مانچسٹر، یوکے

والضحیٰ پبلی کیشنز

داتا دربار مارکیٹ لاہور۔ پاکستان

0300-7259263,0315-4959263

Marfat.com

جملہ حقوق بہ حق ناشر محفوظ ہیں

کتاب	اسلام اور عیسائیت
مصنف	علامہ مفتی جاوید احمد عنبر مصباحی
تقریظ	**مفکر اسلام علامہ قمر الزمان اعظمی**
سرورق	اے، ڈی گرافکس
ناشر	**والضحیٰ** پبلی کیشنز، داتا دربار مارکیٹ، لاہور
لیگل ایڈوائزر	محمد صدیق الحسنات ڈوگر: ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
تاریخ اشاعت	صفر 1435ھ / دسمبر 2013ء
تعداد	1100
قیمت	200 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ فیضانِ مدینہ: مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد 0346-6021452، 0312-6561574

مکتبہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز: فیصل آباد، لاہور — **دار الاسلام**: داتا دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ فیضان مدینہ بھکر۔ اوکاڑہ۔ لالہ موسیٰ۔ جہلم — انوار الاسلام: چشتیاں، بہاول نگر

مکتبہ غوثیہ ہول سیل: کراچی — رضا بک شاپ: گجرات

اسلامک بک کارپوریشن: راول پنڈی — مکتبہ شمس وقمر: بھائی چوک، لاہور

مکتبہ قادریہ: لاہور، گجرات، کراچی، گوجراں والا — مکتبہ اہل سنت: فیصل آباد، لاہور

مکتبہ امام احمد رضا: لاہور، راول پنڈی — مکتبہ فیضان غوث، میرپور

ہجویری بک شاپ: گنج بخش روڈ، لاہور — ضیاء القرآن پبلی کیشنز: لاہور، کراچی

احمد بک کارپوریشن: راول پنڈی — مکتبہ برکات المدینہ: کراچی

مکتبہ درسِ نظامی: پاک پتن شریف — علامہ فضل حق پبلی کیشنز: لاہور

Marfat.com

فہرست

اِنتساب	10
پاکستانی ایڈیشن	11
تقریظِ جلیل	14
حرفِ آغاز	20
مقدمہ	23
بائبل میں عقل و مشاہدات اور میڈیکل سائنس مخالف اِقتباسات	28
عیسائی مشنریز کا طریقۂ پرچار	37
ایک ضروری وضاحت	39

باب اول

توحید، نبوت مسیح اور بائبل	42
مسیح کے متعلق یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں کے عقائد و نظریات	42
نبوتِ مسیح سے متعلق بائبل کا پہلا اقتباس	43
نبوتِ مسیح سے متعلق بائبل کا دوسرا اقتباس	44
نبوت مسیح سے متعلق بائبل کا تیسرا اقتباس	47
نبوت مسیح سے متعلق بائبل کا چوتھا اقتباس	47
نبوت مسیح سے متعلق بائبل کا پانچواں اقتباس	48
نبوت مسیح سے متعلق بائبل کا چھٹا اقتباس	49
نبوت مسیح سے متعلق بائبل کا ساتواں اقتباس	51

Marfat.com

نبوت مسیح سے متعلق بائبل کا آٹھواں اقتباس 51
نبوت مسیح سے متعلق بائبل کا نواں اقتباس 53
بائبل میں درسِ توحید 55
وحدانیتِ باری سے متعلق بائبل کا پہلا اقتباس 55
وحدانیت باری سے متعلق بائبل کا دوسرا اقتباس 56
وحدانیت باری سے متعلق بائبل کا تیسرا اقتباس 57
وحدانیت باری سے متعلق بائبل کا چوتھا اقتباس 58
بائبل میں تذکرۂ توحید کے تقریباً پچاس مقامات کے حوالے 59
شبہات اور ان کا ازالہ 59
عیسائیوں کے ایمان کو تولنے کا ترازو 62
حواری مسیح اِسکریوتی نے مسیح کی جان تیس درہم کے عوض یہودیوں کو فروخت کردی 64

باب دوم

اسلامی حدود و تعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں 66
اِسلامی حدود و تعزیرات اور ان کی حکمتیں 68
اسلامی حدود و تعزیرات بائبل کی نظر میں 71
عضو کا قصاص عضو، جان کا جان اور جلانے کا قصاص جلانا ہے 72
ماں اور بیٹی اگر ایک ہی مرد سے شادی کریں تو تینوں جلا دیے جائیں 75
زنا کی سزا سنگ ساری 76
Wife Swapping ناقابل معافی اور لائق سنگ ساری جرم ہے 76
زنا کی سزا آگ 78
اسلام۔ حاملہ پہ حد وضع حمل کے بعد جاری کی جائے 79

Marfat.com

کاہن کی بیٹی اگر زنا کرے تو اسے جلا دیا جائے	80
والدین کی نافرمانی کی سزا سنگ ساری	81
اِغوا کاری کی سزا قتل	82
کرمنلوں کی سزا قتل	82
غلطی کسی کی، سزا کسی کو	83
سبت کا احترام نہ کرنے کی سزا سنگ ساری	84
ہم جنسیت کی سزا قتل	85
جانوروں کے ساتھ بدکاری کی سزا موت	86
ارتداد کی سزا سنگ ساری	87
غیر خدا کی عبادت کی سزا سنگ ساری	89
پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم: شک کی بنیاد پر کسی کو سزا نہ دی جائے	90
عمر فاروق رضی اللہ عنہ: ایک ملزم کا سزا سے بچ جانا بے قصور کو سزا دینے سے بہتر ہے	90
بے حیا عورت کا ہاتھ کاٹا جائے	90
کوہ سینا کو چھونے کی سزا سنگ ساری	92
مختلف جرائم اور ان کی سزائیں	93
سینگ مارنے والے بیل کو سنگ سار کرنے کا حکم	94
آئین کی ضرورت اور اس کے مقاصد	96
عید فسح کے موقع پر خمیری روٹی کھانے کی سزا سماجی مقاطعہ	99
سوتیلی ماں سے زنا کی سزا موت	100
بہو سے زنا کی سزا موت	101
نذر کیا ہوا لڑکا قتل کیا جائے	101
آسیب زدگی کی سزا سنگ ساری	102
بائبل ـ ـ ں سزاؤں کی حکمتوں کا بیان	104

اسلامی حدود و تعزیرات عقل سلیم کی نظر میں 104

باب سوم

دہشت گردی کا داعی کون......؟؟ قرآن......؟؟؟ یا بائبل؟ 107

امریکی پادری ٹیری جونز کا قرآن سوزی کا گستاخانہ اعلان 107

اسلام کے حکم جہاد کا تقدس 108

صلح و جنگ کے احکام 110

عورتوں اور بچوں کے قتل سے ممانعت 111

مزدوروں اور غلاموں کے قتل پہ روک 112

راہبوں اور بوڑھوں کے قتل سے ممانعت 112

جہاں تک ہو سکے دشمنوں کو بھی قتل نہ کیا جائے 114

جنگ کے دس عمدہ اور بے مثال اصول 115

دشمن فوج کے کمانڈر کا سر کاٹ کر بھیجنے کی ممانعت 115

آکسفورڈ ڈکشنری: دفاعِ اسلام میں لڑی جانے والی جنگ کا نام جہاد ہے 116

بائبل کی امن پسندی کا فسانہ 116

پہلی شہادت 117

بائبل: بنی اسرائیل سرکش اور باغی قوم ہے 118

بائبل: بنی اسرائیل نے کئی انبیا کو شہید کر دیا اور موسیٰ کو بھی سنگسار کرنا چاہا تھا 120

بنی اسرائیل نے مِدیان کی دوشیزاؤں کے علاوہ ہر جان دار کو مار کر شہر کو آگ لگا دیا 122

دوسری شہادت 123

یروشلم اور بیت ایل میں قتل و غارت کے بعد بنی اسرائیل نے شہر کو آگ لگا دی 124

تیسری شہادت 125

Marfat.com

بائبل: فلسطین کی سات قوموں کو نابود کرڈالنا، ان سے عہد باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا 127
بنی اسرائیل نے ان کو بالکل نابود کرکے ان کے مندروں کو آگ کے حوالے کر دیا 128
چوتھی شہادت 130
بنی اسرائیل کے پیغمبر و بادشاہ داؤد کا مہر دین: دوسو فلسطینیوں کی جان 130
بائبل: داؤد بنی اسرائیل کے خدا کے نبی و فرماں بردار اور خدا ان کا نگہبان 132
پانچ ویں شہادت 133
یشوع نے جانور سمیت تمام ذی روح کو ہلاک کر کے یریحو شہر کو آگ لگادی 134
چھٹی شہادت 136
یشوع کی زیر قیادت بنی اسرائیل نے عی شہر کو تہ تیغ کر دیا 136
سات ویں شہادت 137
وہ اکتیس ممالک جن پر یشوع کی زیر قیادت بنی اسرائیل نے غارت کر کے قبضہ کرلیا 138
یشوع کی لہونوش تلوار کو خوں خواری کا حکم خدائے عیسائیت نے دیا تھا 139

باب چہارم

اصحابِ محمد اور حوارین مسیح کے ایمان وایقان کا ایک تقابلی مطالعہ 141
مسیح اور یحییٰ علیہما السلام نے کہا: درخت کو ان کے پھلوں سے پہچانو! 142
پہلا موازنہ 144
واقعہ معراج اور صدیق اکبر کا ایمان 144
مسیح کی قدرت پہ حوارین کا ایمان 146
غزوۂ خندق اور حضرت جابر کا ایمان 149
دوسرا موازنہ 153
بلال حبشی کا ایمان 153

وقت مصیبت پطرس Peter کا مسیح کی شناسائی سے انکار	154
فہرست رسولانِ عیسائیت	157
پطرس کا ہر کلمہ الہامی ہے	157
حواریین انبیا سے افضل	157
بہ روز قیامت حواریین بنی اسرائیل کے قبیلوں کا فیصلہ کریں گے	158
پطرس کو تشریعی مقام دیا گیا	159
حواریین کو گناہ بخشنے کا اختیار دیا گیا	160
حواریین نے موسیٰ اور الیاس علیہم السلام سے ان کی وفات کے بعد ملاقات کی	161
حواریین اسرار الٰہی کے راز دار	162
حواریین کے لئے شیطان کے شر سے حفاظت کی مسیح نے خصوصی دعا کی	163
حواریین کو مسیح کی بشارت کہ کوئی ان کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا	163
تیسرا موازنہ	164
وقت ہجرت علی رضی اللہ عنہ بر فراشِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	164
یہوداہ اسکریوتی کا تیس درہم کے عوض مسیح کو فروخت کرنا	166
یہوداہ اِسکریوتی مسیح کے خزانے کا امین تھا	166
چوتھا موازنہ	171
جنگ احد میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لیے صحابہ کی جاں نثاری	171
وقت مصیبت حواریین مسیح کو چھوڑ کر بھاگ گئے	172

باب پنجم

نسخ، اسلام اور بائبل	179
بائبل میں حکم نسخ	180

Marfat.com

اسحاق کا وجود غیر شرعی 181
ہر طرح کی بہن سے نکاح حرام 181
بائبل: ابراہیم وسارہ سوتیلے بھائی بہن 182
بائبل کے مختلف ورژنوں میں شدید اختلاف 183
بھائی بہن سے شادی کرے تو دونوں کو قتل کیا جائے 183
ولدالزنا اور اس کی اولاد دس نسل تک خدا کی جماعت میں شامل نہیں ہوں گے 185
موسیٰ اور ہارون کا وجود بھی غیر شرعی 187
بائبل: موسیٰ وہارون کے والد عمرام نے اپنی پھوپھی سے شادی رچائی 187
پھوپھی اور خالہ سے نکاح حرام 187
یوسف کا وجود بھی غیر شرعی 189
سالی سے نکاح حرام 189
یعقوب نے لبناہ اور راحیل دونوں بہنوں سے شادی کی 190
بنی اسرائیل کے لئے گرگٹ اور چھپکلی بھی حرام ہیں 190

باب ششم

اسیران جنگ اور دشمنوں کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ کے ''خلق عظیم''
اور ''پیغمبران بائبل'' کے اخلاق وکردار کا ایک تقابلی جائزہ 192
اسیرانِ بدر اور پیغمبر اِسلام ﷺ کا خلق عظیم 196
فتح مکہ اور عام معافی 196
یوشع کی سنگ دلی 199
اجنبی قوم سے سلیمان کا غیر انسانی سلوک 200
تعارفِ مصنف 202

انتساب

(۱) حضور حافظ ملت علامہ عبدالعزیز قدس سرہ

جن کی آغوشِ تربیت

الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور، یوپی (ہند)

نے خاک کے کتنے ہی ذروں کو کہکشاں بنادیا اور جہاں سے نکلنے والا ہر فرد ایک شمع فروزاں کی حیثیت رکھتا ہے۔

ویسے تو نہیں کوئی بشر نطق سے محروم　　پائی تھی مگر حافظ ملت نے زباں اور
ہم ہوگئے بیدار پکارا جو انہوں نے　　یہ سچ ہے کہ ہوتی مجاہد کی اذاں اور

(۲) سیدی ومرشدی حضور علامہ جمال رضا خاں مد ظلہ النورانی

جن کے روحانی فیوض و برکات سے ہم اس مقام تک پہنچ سکے۔

اور

(۳) ہند و پاک کے ان تمام علمائے اہل سنت کے نام

جن کے علمی فیضان، افکار و خیالات اور زرّیں جملوں نے ہماری علمی قابلیت اور سوچ و فکر کی افزودگی میں کسی طرح کا کردار ادا کیا۔

جاوید احمد عنبر مصباحی

۲۰ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ / ۲۷ نومبر ۲۰۱۰ء

Marfat.com

پاکستانی ایڈیشن

آج کی دُنیا سکون کی پیاسی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سکون کا برکھا اِکیس ویں صدی سے رُوٹھ گیا ہے۔ دُنیا ترقی کی معراج کے باوجود امن وشانتی کے لیے ترس رہی ہے۔ پریشان حال انسان سکون کی تلاش میں سرگرداں پھر رہا ہے۔ تلاشِ حق کی راہ دانش وروں کی ایک معتد بہ تعداد کو صوفی مسلمانوں کی چوکھٹ تک پہنچارہی ہے۔ اس وقت صوفیہ کرام کی پر امن تعلیمات سے کائنات کے لوگوں کو سیراب کرنے کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ اعدائے اسلام کے علاوہ بہ نام اسلام متعدد چہرے، ٹیلی ویژن چینلز اور انٹرنیٹ سائٹس اسلام کی تصویر کو دوسروں کے سامنے غلط طریقے سے پیش کررہے ہیں۔ جدید خوارج اور نوزائیدہ فرقوں نے اسلام کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کے مشن میں مستشرقین کو رسد فراہم کیا ہے۔ ایسے وقت میں ہماری ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ہمیں اسلام کے دفاع کے لیے اس گوشے پر بھی سخت محنت کی ضرورت ہے تاکہ غیر مسلموں تک اسلام اور خواجہ غریب نواز و گنج شکر رحمہما اللہ کی صوفیانہ اور امن بھری تعلیمات سے دنیا کو زیادہ سے زیادہ سیرابی کا موقع میسر آسکے اور ان کا شانتی بھرا پیغام سبھوں تک پہنچ سکے۔ نوجوان علما کو مطالعۂ مذاہب اور مختلف زبانوں میں مہارت پہ خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جزیرۂ انڈمان میں اپریل کے پہلے ہفتہ میں ہونے والی تعطیل گرما کی آہٹ سنائی دے رہی تھی اور ماہ مارچ کا نیم گلابی موسم سسک سسک کر الوداع کہنے کی کوشش کررہا تھا۔ ہم اپنی دوسری تصنیف ''بائبل میں نقوشِ محمدی'' کی رسم اجرا کے لیے عرس

Marfat.com

عزیزی میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور جانے کی تیاریوں میں مشغول تھے کہ ہمارے دیرینہ شناسا محترم خورشید احمد سعیدی (لکچرار: انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد، پاکستان) کا ای میل ملا کہ ایک صاحب (محترم رضاء الحسن) نے آپ کی کتاب ''اِسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' کا ذکر چھیڑ کر آپ کی یاد تازہ کردی۔ وہ اس کتاب کو دارُ الاسلام لاہور پاکستان سے شائع کرنا چاہتے ہیں۔ ایک دن بعد رضاء الحسن صاحب کا میل بھی ملا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ ان کے میل سے ہفتہ عشرہ پہلے ہی ہم نے نظرثانی کے غرض سے اس کا پرنٹ آؤٹ نکالا تھا۔ جواباً ہم نے رضاء الحسن صاحب کو حالات سے باخبر کردیا اور ایک قلیل مدت کی مہلت مانگی جو انھوں نے بہ خوشی قبول کرلی۔ اب کتاب نظرثانی کے مرحلے سے گذر کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ چند ایک مقامات کو چھوڑ کر جملوں اور الفاظ کے پیچ وخم کو علیٰ حالہ باقی رکھا گیا ہے۔ ہم اپنی حد تک یہ کہہ سکتے ہیں کہ اضافہ شدہ یہ نیا ایڈیشن پہلے سے زیادہ مفید اور کارآمد ہے۔ حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ و الرضوان کے چہیتے شاگرد مفکر اسلام علامہ قمر الزماں اعظمی مدظلہ العالی (سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن مانچسٹر یوکے) کے تاثرات نے کتاب کی اہمیت وافادیت اَور دوچند کردی ہے۔ امید ہے کہ قارئین کو بھرپور لطف آئے گا۔

رضاء الحسن صاحب نے دارُ الاسلام لاہور کی مطبوعات کی جو فہرست ہمیں میل کی ہے اسے دیکھ کر اندازہ ہوا کہ وہ اسلامی کتابوں کی اشاعت کے لیے کافی تگ ودو کرتے ہیں۔ دارُ الاسلام کی مطبوعات میں ہندوستانی قلم کاروں کی بھی کئی ایک کتابیں شامل ہیں۔ یہ ایک اچھی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اور ان کی ٹیم کے بازوؤں کو اور مضبوط بنائے اور اس کار خیر کو ذخیرۂ آخرت و باعث مغفرت، آمین بجاہ سید الانس والجن ﷺ! ہم اسی طرح تقسیم کار کا فارمولہ اپناتے ہوئے ایک دوسرے کی کتابیں شائع کریں تو زیادہ نتیجہ خیز ہوگا۔ باہمی تعاون سے الحاد و بے دینی کے سیلاب

Marfat.com

کے خلاف اور زیادہ مضبوط بند باندھنا ممکن ہو پائے گا اور ہماری انرجی صحیح طریقے سے صرف ہوگی۔ ایک بکھری ہوئی قوم کا سب سے بڑا المیہ یہ ہوتا ہے کہ ایک ہی کام کو دس آدمی کر رہے ہوتے ہیں اور دس کاموں کو کوئی نہیں کرتا۔ یہ منظر دیکھنے کے لیے ہم اپنی جماعت کی موجوہ حالت کا تجزیہ کرلیں، بات پوری طرح سمجھ میں آجائے گی۔ جماعت اہل سنت میں اتحاد و تقسیم کار کے کاز اور دنیا میں صوفیوں کی تعلیم کی اشاعت کے لیے سعی کرنے والا ہر فرد، ہر تحریک و جماعت ہماری جانب سے شکریے کے ساتھ مبارک بادی کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں محمد مصطفیٰ ﷺ سے ساری کائنات سے زیادہ محبت کے نقطہ پہ اتحاد پیدا فرمائے اور ایک پرامن دنیا کی تشکیل میں ہمیں خواجہ و داتا کے نقش قدم پہ اور مضبوطی سے چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰھم آمین بجاہ من للنبی ﷺ فدوا نفوسھم و الوالدین و الأولاد!

جاوید احمد عنبر مصباحی
پرنسپل: مرکز پبلک اسکول، وِمبرلی گنج،
پورٹ بلیئر، جزیرۂ انڈمان، ہند
۲۵؍شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ/
۵؍جولائی ۲۰۱۳ء

() () () () ()

تقریظ جلیل

مفکرِ اسلام حضرت علامہ قمر الزماں اعظمی مدظلہ العالی
سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن، مانچسٹر، یو کے

اس مرتبہ قیام ہندستان کے موقع پر مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی کی کتاب ''اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' نظر نواز ہوئی اور اس سلسلے میں فون پر ان سے گفتگو کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ان کا حکم تھا کہ میں ان کی کتاب پر اپنے تاثرات لکھوں، مگر ہندستان میں دینی اجتماعات کانفرنسوں اور سیمینارز میں شرکت کی وجہ سے اتنا مصروف تھا کہ کتاب پڑھنے کا موقعہ نہ مل سکا، دو روز قبل برطانیہ واپس ہوا تو قدرے فرصت ملی اور مَیں نے پوری کتاب کو ایک ہی نشست میں پڑھ لیا، کتاب کا اسلوبِ تحریر دلچسپ اور تحقیقی ہے۔ مجھے امید ہے یہ کتاب اسلامی لائبریریوں میں ایک گراں قدر اضافہ ثابت ہوگی۔ مولانا موصوف نے اسلام اور عیسائیت کا ایک تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے اور اس مختصر سی کتاب میں بہت سے عناوین کو اجمالاً مگر بہت مؤثر اور مدلل انداز میں سمو دیا گیا ہے، اسلوبِ تحریر بہت شگفتہ ہے اور تحقیق کے ساتھ طنز ملیح کی عنبر بیزیوں سے قاری کا مشامِ فکر معطر ہو جاتا ہے۔

کسی بھی آسمانی دین کے ماننے والے کے لیے تین بنیادی عقیدوں پر ایمان لانا ضروری ہے اور یہ عقیدے بھی ہر منزل من اللہ دین کے لیے اساس کی حیثیت رکھتے ہیں: اِلٰہ، رسالت اور کتاب۔

Marfat.com

اگر ہم عیسائیت کے عقیدۂ اِلٰہ کا جائزہ لیں تو اِنتہائی ناخوش گوار حیرت سے دوچار ہوں گے، اس لیے کہ التثلیث فی الوحدۃ اور الوحدۃ فی التثلیث تین ایک اور ایک تین کا معمہ عقل وشعور اور ریاضی قطعیت کے منافی ہے۔ آج تک علماے مسیحیت نہ اس عقیدے کو ثابت کر سکے ہیں اور نہ قیامت تک ثابت کر سکتے ہیں اور پھر ان اقانیمِ ثلاثہ کے تعین میں بھی سینکڑوں اختلافات ہیں، کچھ لوگ روح القدس کو اقنومِ ثالث مانتے ہیں اور کچھ حضرت مریم کو، اور پھر یہ عقیدہ عقیدۂ صلب مسیح کے ساتھ اور بھی حیرت انگیز اور ناقابل فہم بن جاتا ہے، عیسائی دانش وروں نے جنابِ مسیح کی مزعومہ صلیب پر عقیدۂ الٰہ کو بھی مصلوب کر دیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر حضرت مسیح خدا تھے تو وہ اتنے مجبور کیوں ہو گئے تھے کہ انھیں ایک بادشاہ کے حکم پر سولی چڑھا دیا گیا، کیا سولی پر جان دینے والا خدا ہو سکتا ہے، کیا عیسائی مذہب میں خدا کو موت آ سکتی ہے اگر وہ خود خدا تھے تو سولی پر جاتے ہوئے کس خدا کو آواز دے رہے تھے: اے خدا! اے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔

ان سوالات کے جواب میں یہ تاویل کی جاتی ہے کہ ان کا یہ فعل اختیاری تھا، انھوں نے عیسائیوں کے گناہوں کے کفارے کے طور پر خود کو سولی کے لیے پیش کیا تا کہ ان کے ماننے والوں کے گناہ معاف کر دیے جائیں۔ یہ تاویل اور بھی مضحکہ خیز ہے کہ گناہ امتی کرے اور سولی نبی کو دی جائے۔ کیا دنیا کا کوئی ذی ہوش انسان یا عدالت اس مفروضے کو صحیح قرار دے سکتی ہے کہ بعد میں پیدا ہونے والے مجرموں کی سزا ایک پیغمبر معصوم یا عیسائیوں کے مزعومہ خدا یا اقنوم ثانی کو صدیوں پہلے دی جائے۔

صلیب کا ایک سبب یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے جو (گناہ) سرزد ہوا تھا وہ موروثی طور پر ہر ابن آدم اور بنت حوا میں منتقل ہو گیا اس لیے ہر انسان گناہ گار پیدا ہوتا ہے حضرت عیسیٰ نے سولی پر چڑھ کر ہر ابن آدم اور بنت آدم کے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے البتہ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر پیدا ہونے والے

Marfat.com

بچے کو عیسائی عقیدے کے مطابق بپتسمہ دیا جائے۔ ورنہ ان کے کفارے کے اجر میں شامل نہ ہوگا۔ اور پیدائشی گناہ گار ہونے کی وجہ سے جہنمی ہوگا، کتنا عجیب عقیدہ ہے کہ ہزاروں سال پہلے جلوہ گر ہونے والے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کی جنت میں سرزد ہونے والی ''زلتِ پیغمبرانہ'' کو گناہ کا نام دے کر کفارے کے طور پر نبی کو مصلوب کرنے کے بعد بھی تاہنوز انسانوں کی اکثریت کو جہنم کا مستحق قرار دیا جا رہا ہے۔ کیا یہ بات عقل و دانش سے بعید نہیں ہے کہ گناہ باپ کرے اور سزا بیٹوں کو دی جائے اور وہ بھی ہزاروں سال کے بعد۔ کیا اس کو کوئی عقل سلیم رکھنے والا انسان یا دنیا کی کوئی عدلیہ تسلیم کر سکتی ہے۔

یہ بات بھی کس قدر عجیب ہے کہ ان کے نزدیک خدا ہی منتقم ہے اور خدا ہی منتقم بھی، سزا دینے والا بھی خدا ہے اور سزا یافتہ بھی خدا ہے معاذ اللہ، عیسائیت کے اس عقیدۂ تثلیث، صلیب اور کفارہ کے مقابلے میں اسلام کا عقیدۂ توحید و تنزیہ باری تعالیٰ، ہر بچے کا بے گناہ پیدا ہونا اور اگر سن بلوغ کے بعد گنا ہو جائے تو توبہ اور شفاعت کے ذریعہ نجات حاصل کرنا کس قدر خوب صورت اور عقل سلیم کے لیے قابل قبول ہے۔

عقیدۂ توحید کی طرح عقیدۂ رسالت بھی انتہائی مبہم غیر واضح اور ناقابل قبول ہے۔ عیسائیوں نے رسالت اور الوہیت کو اس غتر بود کیا ہے کہ یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہے کہ ہم جناب عیسیٰ علیہ السلام کو نبی کہیں یا ان کے مزعومہ عقیدے کے مطابق خدا یا خدا کا بیٹا جو خدا میں ۳/۱ کا مکمل شریک ہے، باپ بیٹا روح القدس ان اقانیم ثلثہ میں حضرت عیسیٰ کی حیثیت کیا ہے عیسائی دنیا کے کے لیے یہ ایک بڑا سوالیہ نشان ہے جو تا ہنوز تشنۂ جواب ہے۔

پیغمبر اس دنیا میں ایک ہدایت دینے کے لیے اور اپنی زندگی کو بہ طور نمونۂ عمل اور

Marfat.com

معیار کے پیش کرنے کے لیے جلوہ گر ہوتے ہیں جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے وہ اوراق جو عیسائیوں کے ہاتھ میں ہیں ان سے انسان کی مذہبی، معاشرتی، تمدنی، سیاسی اور اخلاقی زندگی کے لیے کوئی نظام تشکیل نہیں دیا جا سکتا، ان کی حیات کے کتنے ہی ماہ و سال دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں۔ ولادت کے بعد ۱۲ر سال تک بعض معجزات سرزد ہوئے اور اس کے بعد وہ غائب ہو گئے غالباً ۳۲ر سال کی عمر میں دوبارہ ظاہر ہوئے کچھ معجزات پیش فرمائے اور پھر عیسائی عقیدہ کے مطابق مصلوب ہو گئے۔ کیا اتنی سی زندگی سے انسان کی انفرادی یا اجتماعی زندگی کا کوئی قانون حاصل کیا جا سکتا ہے اور غالباً انہوں نے اسی لیے عہد نامۂ عتیق اور عہد نامۂ جدید کو اپنے قانون کی اساس بنایا مگر برا ہو نفس پرستی کا کہ انہوں نے قدرت کے حلت و حرمت اور باب عقائد کو یک قلم خارج کر دیا صرف چند کہانیاں باقی رہ گئیں۔

پیغمبران کرام معصوم ہوتے ہیں ان کی عصمت کا عقیدہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ ان کے پیغام اور نظام زندگی کو شبہات سے بالاتر قرار دیا جا سکے۔ اس لیے کہ اگر ان سے غلطی کے امکان کو تسلیم کیا جائے تو پھر پورا نظامِ عقائد و اعمال مشکوک ہو جاتا ہے مگر محرّف بائبل میں انبیاے کرام کا جو کردار پیش کیا گیا ہے وہ انبیا تو کیا کسی معاشرے کے شریف انسانوں کے لیے بھی مناسب نہیں ہے۔ مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام کا اپنے بھائیوں کے لیے جاسوسی کرنا، جناب موسیٰ علیہ السلام کے ید بیضا کو کوڑھ سے تشبیہ دینا، جناب یعقوب علیہ السلام کو خدا سے کشتی لڑتے ہوئے دکھانا، جناب سلیمان علیہ السلام کو ملکۂ سبا سے اِرتکابِ گناہ کرتے ہوئے پیش کرنا۔ جناب داؤد اور سلیمان علیہما السلام کے بارے میں یہود و نصاریٰ نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ وہ پیغمبر نہیں لیے بادشاہ تھے، مگر حقیقتہً بائبل نے انہیں بادشاہ اور پیغمبر دونوں حیثیت سے پیش کیا ہے۔ اس طرح کی متعدد مثالیں ہیں، کچھ کا تذکرہ مولانا عنبر مصباحی نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔

رہی بائبل کے منزل من اللہ ہونے کی بات، اور تحریف سے پاک ہونے کا

Marfat.com

عقیدہ تو یہ بہت زیادہ ناقابل اعتبار ہے، عہد نامہ قدیم حضرت موسیٰ اور داؤد وغیرہ پر نازل ہوا تھا تو ان میں ان کی موت اور دفن وغیرہ کا تذکرہ کس طرح شامل ہو گیا۔ اور اگر انجیل جناب عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی تو اس میں ان کے مصلوب ہونے کے بعد کے واقعات کہاں سے شامل ہو گئے۔

حقیقت یہ ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کے رفعِ آسمانی کے بعد کم و بیش دو سو سال تک انجیل غائب رہی، سینکڑوں کلیساؤں نے پادریوں نے اپنے اپنے طور پر سیکڑوں انجیلیں لکھ لی تھیں اور پھر پولس شمشاطی کے (جو ایک یہودی تھا مگر عیسائیت قبول کر لی تھی) مشورے سے اس وقت کے بادشاہ نے اناجیل اربعہ پر اپنی طاقت و قوت کے بل بوتے پر دست خط لے لیے تھے جو تا ہنوز عیسائیوں کا صحیفۂ حیات ہیں۔

اندازہ فرمائیں کہ عیسائیوں کے دین کے تینوں بنیادی ستون کس قدر کمزور اور تارِ عنکبوت کی طرح ہیں پھر ان پر جس مذہب کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ کیسا ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ قرآن نے جناب عیسیٰ علیہ السلام، ان کے معجزات، ان کے خاندان، حضرت مریم رضی اللہ عنہا، انجیل و توریت کی تاریخیت کو محفوظ کر دیا ہے ورنہ عیسائیوں کے لیے یہ ثابت کرنا مشکل ہوتا کہ جناب عیسیٰ کوئی پیغمبر تھے اور انجیل کوئی منزل من اللہ کتاب تھی۔ دراصل جناب عیسیٰ علیہ السلام اور پیغمبرانِ بنو اسرائیل کا ذکر کر کے قرآن عظیم نے ان کے ماننے والوں پر اِحسانِ عظیم کیا ہے، آج جس اسلام، قرآن اور پیغمبر کے خلاف یہود و نصاریٰ صف آرا ہیں اس نے انبیاے بنو اسرائیل کے تقدس، عصمت رسالت، عظمت اور معجزات کی تصدیق کی ہے، اور قرآن عظیم میں سورۂ بنی اسرائیل، سورۂ مریم اور سورۂ آل عمران میں ان کا تفصیلی ذکر کر کے ان پر ایمان لانا ہمارے لیے ضروری قرار دیا ہے، مگر افسوس کہ اس کے جواب میں کئی سو سال سے یہود و نصاریٰ اسلام کے خلاف صف آرا ہیں، تاریخ انسانی میں احسان کشی کی اس سے بدترین مثال کہیں نہ ملے گی۔

مولانا جاوید احمد عنبر مصباحی نے اپنی کتاب اسلام اور عیسائیت ایک تقابلی مطالعہ

میں بہت مدلل انداز سے تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے اور نظریہ توحید، رسالت، اسلامی حدود وتعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی روشنی میں، دہشت گردی اور اسلام کے نظریہ جہاد اور بائبل کے مزعومہ امن پسندی کے عناوین قائم کر کے بائبل اور قرآن کی روشنی میں بہت معیاری مطالعہ پیش کیا ہے۔

بلاشبہ یہ کتاب آج کے دور میں اسلام کے خلاف اعدائے اسلام یہود ونصاریٰ کے باطل پروپیگنڈوں کا بہترین جواب ہے۔ میری خواہش ہے کہ یہ کتاب ہر پڑھے لکھے مسلمان کی نظر سے گذرے، خدا مولانا عنبر مصباحی کو بہترین جزا عطا فرمائے۔

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

خیر اندیش خاکسار

محمد قمر الزماں اعظمی

سکریٹری جنرل ورلڈ اسلامک مشن مانچسٹر

یوکے

0161-7403696

0161-7734758

۱۲ر جنوری ۲۰۱۳ء

() () () () ()

حرفِ آغاز

جب ہم اپنی کتابوں میں توریت وانجیل کا تذکرہ پڑھتے تو انہیں دیکھنے اور پڑھنے کی ایک خواہش پیدا ہوتی۔ ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء میں قیامِ جامعہ امجدیہ (گھوسی، مئو، یوپی، ہند) کے دوران ایک طالب علم نے جب ہم سے یہ بیان کیا کہ اس کے والد کو کسی ٹیکسی ڈرائیور نے توریت تحفے میں دی ہے تو دل میں خیال آیا کہ کاش ہمیں بھی ایسا ہی کوئی ٹیکسی ڈرائیور مل جاتا۔ ہم نے اسی خواہش میں قیام ممبئی کے دوران ممبئی سینٹرل سے جے جے تک کا سفرِ بس ترک کردیا اور صرف ٹیکسی استعمال کرنے لگے۔ مگر کبھی کسی ایسے ٹیکسی ڈرائیور سے ملاقات نہیں ہوئی جو ہماری اس عجب سی پیاس کو دریائے جہیلم کا کنارا دے سکے۔

....

ہر طرح کی ذہنی اور روحانی بیماری کی ایک مجرب اور نہایت مفید دوا ہے مثبت سوچ (**Positive Thinking**) اگر آپ کی سوچ مثبت ہو تو آپ بڑے سے بڑے جاں کاہ حادثہ سے مسکراتے ہوئے نکل جائیں گے۔ زندگی کے مختلف مواقع پہ ہارتے ہوئے بھی آپ کے چہرے پہ مسکان کی موجودگی حریف کے لیے دباؤ اور پریشانی کا باعث بن سکتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ اخیر میں بازی آپ کے حق میں آجائے۔ مصیبت و پریشانی تو زندگی کے حصے ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ان اوقات میں دل کو موم کی بجائے سنگ بنالیا جائے، حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ذہن کو تیار کرلیا جائے اور اپنی کوششوں کے ذریعے خود مصیبت ہی کو خوشی کی طرف موڑنے کی سعی کی جائے تو ان شاء اللہ العزیز جو واقعہ ابتدا میں باعث غم معلوم ہوگا وہ انتہا میں خوشیوں کی

Marfat.com

سوغات کا منبع نظر آئے گا۔

شعبۂ تقابل ادیان جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی (ہند) کے قیام کے دوران دو سالوں تک جس ایک خاص موضوع پہ مقالہ نگاری کا قرعہ ہمارے نام نکلا، اس کا عنوان تھا: ''قرآن اور مستشرقین''۔ یہ موضوع ہی ایسا تھا جس پہ سیر حاصل گفتگو کے لیے بائبل کا ایک تنقیدی مطالعہ نہایت ضروری تھا۔ بائبل کے ایک تنقیدی مطالعہ کے بعد عیسائیت کے خلاف اچھا خاصا مواد جمع ہو گیا۔ کشمیر وارد ہونے کے بعد سے ہی ہم نے 'المصباح'' کے ہر شمارے میں رد عیسائیت پہ لکھنا شروع کر دیا۔ جو ''المصباح'' کے علاوہ ماہ نامہ ''اشرفیہ''، مبارک پور (یوپی)- ماہ نامہ ''کنز الایمان''، دہلی- ماہ نامہ ''سنی دعوتِ اسلامی''، ممبئی- سہ ماہی ''امجدیہ''، گھوسی (یوپی) اور بیرونِ ملک کے متعدد اُردو رسائل و جرائد میں شائع ہو کر قارئین سے دادِ تحسین وصول کرنے میں کام یاب ہوئے۔ چند مقالات کی اشاعت کے بعد سے ہی متعدد اصحاب کی جانب سے انہیں کتابی شکل میں شائع کرنے کا مطالبہ بھی شروع ہو گیا اور اس طرح چھ مقالات کا مجموعہ ''اِسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ'' کی شکل میں آپ کے ہاتھوں تک پہنچنے میں کام یاب ہوا۔

وہ اساتذۂ کرام جن کے فیوض اور ان کی شبانہ روز کاوشوں سے ہم اس لائق ہوئے ان کو اس کا کریڈٹ پورے طور پر جاتا ہے۔ اگر ان کی شبانہ روز محنت نہ ہوتی تو ہم کبھی بھی اس لائق نہیں بن سکتے تھے۔ اللہ انہیں ان کی محبتوں اور محنتوں کا صلہ اپنے فضل خاص سے عطا فرمائے۔ انہیں دارین میں شاد و کام رکھے۔ اور ان مشفق سرپرستوں کا سایہ تادیر ہم پہ قائم رکھے۔ آمین! بجاہ من ولدا النبی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم.

ہم دردِ قوم و ملت عالی جناب الحاج گلزار احمد بٹ (فرشتہ بل، پان پور) کے لیے دل سے خصوصی دعائیں نکل رہی ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت بارِ اوّل میں اپنا خصوصی تعاون پیش کیا اور ملت کے درد کو محسوس کرتے ہوئے اس کی جلد

Marfat.com

طباعت کا اہتمام کیا۔ ہم رب قدیر کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس دینی خدمت کو ان کے اور ان کے مرحومین کے لیے باعث نجات بنائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم خوشی کے ان لمحات میں فطرتِ نسیان کو موردِ الزام ٹھہراتے ہوئے مولانا صابر رضا رہبر مصباحی، مفتی محمد شہاب الدین حلیمی مصباحی، مولانا اشفاق احمد مصباحی، مولانا محمد اسلم مصباحی، مولانا زین العابدین نورانی، مولانا محمد حبیب نورانی، قاضی عبد القیوم، فاروق احمد میر، علی محمد لون، محمد سبحان صوفی (مالک شاہ ہمداں بک ڈپو، پان پور) اور شمیم احمد لون صاحبان سے صرفِ نظر کر جائیں اور ان کا شکریہ ادا نہ کریں۔ جنھوں نے ہمیں مناسب مشوروں سے نوازا اور قدم قدم پہ دست تعاون دراز کیا۔

اس بات کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ پروف ریڈنگ میں کوئی خامی نہ رہ جائے لیکن ہمیں اس حقیقت سے انکار نہیں ہے کہ انسان خطاؤں کا مجموعہ ہے لہٰذا اگر کسی طرح کی کوئی غلطی باقی رہ جاتی ہے تو اس پہ اطلاع کی صورت میں ان کی جانب نشان دہی کو ایک ملی اور اخلاقی فریضہ سمجھتے ہوئے ہمیں ضرور مطلع کریں تا کہ ہم اگلے ایڈیشن میں ان کی اصلاح کی جانب متوجہ ہو سکیں۔

اِن شاء اللہ تعالیٰ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ (English Translation) بھی جلد منظر عام پر ہوگا۔

جاوید احمد عنبر مصباحی

ایڈیٹر ماہ نامہ ''المصباح''، پان پور، جموں و کشمیر

۱ر رمضان المبارک ۱۴۳۲ھ / ۲ر اگست ۲۰۱۱ء

Marfat.com

مقدمہ

حق و باطل کی کشمکش اور ان کے شیدائیوں کی معرکہ آرائی کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنا اس آب و گل کا اتہاس پرانا ہے۔ جس وقت پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا اسی وقت ابلیس کے اندر حسد کی ایک چنگاری جل اٹھی اور اس نے خیر کی تبلیغ ترک کر کے شر و فساد کی دعوت دینی شروع کر دی۔ آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کے بعد اللہ ربّ العزت نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا:

''اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ''

یہ سن کر تمام ملائکہ سجدہ ریز ہو گئے۔ خدا کا حکم پا کر آدم کو سجدہ کر کے تمام فرشتوں نے اپنا نام اطاعت شعاروں کے رجسٹر میں درج کروالیا۔ مگر ان کے استاذ ابلیس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا باوجودے کہ یہ خالص حکم ربانی تھا اور اس کی اتباع اطاعت الٰہی تھی۔ ابلیس نے حکمت ربانی کے خلاف اپنی ناقص عقل کے گھوڑے دوڑائے۔ اس بے لگام اور سرپٹ دوڑنے والے گھوڑے نے اسے پل بھر میں راہ راست سے ہٹا کر ایک افتادہ علاقہ میں پہنچا دیا۔ جہاں علم و حکمت اور سعادت و فیروز مندی کا کوئی پودا نہیں اُگتا ہے۔ وہاں دور دور تک خیر و راستی کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ وہاں صرف اور صرف شقاوت و نامرادی کی ہی فصلیں اور کھلیان نظر آتے ہیں۔ باہری دنیا سے وہاں فقط ملائکہ اور جن و انس کی لعنتیں ہی پہنچ پاتی ہیں۔ جب سجدۂ آدم سے انکار کی سزا میں اللہ رب العزت نے ابلیس کو اس دور افتادہ اور شر و فساد کے ملک میں ڈھکیل دیا تو اس کے اندر حضرت آدم کے تعلق سے آتش حسد کا جوالا مزید تیز ہو گیا

Marfat.com

اور اس نے اپنی ''جنت بدری'' کا سبب آدم علیہ السلام کو قرار دیتے ہوئے خدائے ذوالجلال کے سامنے ہی یہ قسم کھائی کہ وہ اپنی اس نامرادی کا انتقام آدم اور اس کی اولاد سے لے گا۔ کبھی ان کے سامنے دشمن کے روپ میں آئے گا تو کبھی دوست کے روپ میں انہیں یہ کہہ کر دھوکہ دینے کی کوشش کرے گا: اِنِّیْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِیْنَ''۔ (بے شک میں تم لوگوں کا خیر خواہ ہوں۔) انہیں ضرور بہ ضرور گم راہ کر کے انہیں ان ہی علاقوں میں ''لعنت کے شہر'' میں پہنچانے کی کوشش کرے گا۔ اور اس دن سے وہ طرح طرح کے حیلے اور ہتھ کنڈے آزما کر لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھنساتا ہے اور انہیں ضلالت و گم راہی کے پنجرے میں بند کر کے اسی شہر میں پہنچا دیتا ہے جہاں باہری دنیا سے کھانے پینے کی غذا اور رحمت الٰہی نہیں پہنچتی ہے بل کہ وہاں صرف اور صرف برائی کی کاشت کاری ہوتی ہے اور وہاں رہنے والے انہی چیزوں سے شاد و کام بھی رہتے ہیں۔ یعنی جیسی طبیعت ویسی ہی ہوا ملتی ہے۔ وہاں پہنچ کر خیر و بھلائی کا وسوسہ بھی اس آدم کی اولاد پہ نہیں گذرتا ہے جسے اللہ جل مجدہ نے فرشتوں سے بھی اعلیٰ ترین مخلوق قرار دیا ہے۔ اس طرح ابلیس نے دن ورات ایک کر کے محنت و جاں فشانی کی اور آدم کے فرزندوں میں سے ہی کچھ کو اپنا ہم نوا بنا لیا۔ ان کے اندر اپنے شر و فساد کا وافر حصہ بھر دیا اور انہیں ان ہی کے بھائیوں کو گم راہ کرنے کے کام میں لگا دیا۔ اللہ رب العزت نے ابلیس کے مکائد اور اس کی تخریبی کارروائیوں سے انسان کی حفاظت کی خاطر اور انہیں صحیح راستہ دکھانے کے لیے انبیاے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ انبیاے کرام علیہم السلام آتے رہے اور اپنا فرض منصبی کما حقہ ادا کرتے رہے۔ ابلیس نے انبیاے کرام علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ کے تیز اور دھاردار پتھروں سے اپنی ضلالت و تخریب کے پنجرے کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا تو وہ خون کے آنسو رویا۔ اسے نہ صرف یہ کہ رب سے کیے گئے اپنے وعدے کے ٹوٹنے کا خوف ستا رہا تھا بل کہ اسے دوسری فکر یہ بھی لاحق تھی کہ اسی طرح اگر انبیاے کرام کی دعوت اثر کرتی رہی تو آدم سے انتقام کی آگ بھی

Marfat.com

کبھی ٹھنڈی نہ ہوگی اور تیسری باعث تشویش بات اس کے لیے یہ تھی کہ اگر انبیاے کرام علیہم السلام کا تبلیغی مشن اسی طرح کام یاب ہوتا رہا تو اس کے ''لعنتی شہر'' کے ارد گرد جتنی فصلیں ہیں وہ سب تباہ و برباد ہو جائیں گی۔ جب وہاں یہ حیثیت کام کرنے کے لیے مفت کے مزدور انسان نہیں ملیں گے تو پھر اختلاف و اِنتشار، نزاع و نفاق اور فساد کی کھیتی کون کرے گا۔ اور ان کھیتوں میں موجود فصلوں کی نگہ بانی کی ذمہ داری کون ادا کرے گا۔ اس نے انبیاے کرام علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ سے متاثر ہو رہے لوگوں کو اپنے گروہ میں شامل کرنے کا ایک طریقہ یہ ڈھونڈ نکالا کہ انہیں انبیاے معصومین علیہم السلام ہی کی محبت و عقیدت میں غالی کر دیا اور انہیں ان کی محبت کے ذریعے ہی گم راہ کرنا شروع کر دیا۔ وہ معصومین علیہم السلام جو بنی آدم کو بت پرستی سے روکنے کے لیے مبعوث ہوئے تھے ابلیس نے ان مقربین بارگاہ الٰہی اور پاک بازوں ہی کے بت تراش کر ان کے معتقدین اور چاہنے والوں کو یہ کہہ کر تھما دیا کہ ان بتوں کو دیکھ کر تمہارے دلوں میں ان کا پاکیزہ تصور آئے گا اور ان کو چوم کر تمہارے دلوں میں ان کی جدائی کے باعث جمنے والے غم کے کوہ ہمالہ کی برف پگھل سکے گی۔ بعض لوگوں کو تو اس نے اس قدر مخبوط الحواس بنا دیا کہ وہ مخلوق خدا چاند، سورج، ستارے، آگ، پہاڑ، فرشتے اور انبیا کو ہی خدا اور اس کی ذریت قرار دینے لگے۔ یہودیوں کی جانب سے حضرت عزیر پہ اور نصاریٰ کی جانب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہ لگنے والی ابنیت الٰہی کی تہمت اور ملائکہ پہ خدا کی بیٹی ہونے کا اِلزام سب شیطان کے اسی ترکش کے تیر ہیں جنھیں اس نے آدم کی اولاد کے خلاف زیادہ سے زیادہ استعمال کیا تا کہ تخریب و اِفساد کی کاشت کاری کے لیے وہ اس کی مدد کریں اور ابلیس کو زیادہ سے زیادہ بے فکری میسر آ سکے۔ اللہ رب العزت نے ہر دور کے انسانوں کے سامنے کچھ ایسی نشانیاں ظاہر فرمائی اور انہیں دکھائی ہیں جن کا مشاہدہ اس بات کی شہادت کے لیے کافی ہے کہ اللہ جل علاہ ہی خالق ہر جہاں ہے اور معجزات و بینات لے کر آنے والے یہ گروہِ انبیا اسی ذات فرید

Marfat.com

کے فرستادہ ہیں۔ان کا پیغام ہی حق رساں اور ذات باری کی معرفت کا ذریعہ ہے۔یہ وہی کہتے ہیں جو حکم ربانی ہوتا ہے۔ان کی زبان صرف اور صرف وحی آسمانی کے تابع ہوتی ہے اور بس۔جن کے دل ابلیس کی محبت میں کچھ کچے ہوتے ہیں وہ اس کی مزدوری چھوڑ کر معبود حق جل شانہ کی بندگی اختیار کر لیتے ہیں۔لیکن جن کے قلوب اَفیون اور بھنگ کے نشے کو ہی دنیا کی حقیقی لذت تصور کرتے ہیں وہ اپنے دل کے دریچے کو بند کر لیتے ہیں تا کہ ان کے ذریعے ان تک حق کی بادِ صبا توحید کے نغمے لے کر داخل نہ ہو سکے۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت اور ان کی معرفت کا طریقہ تو سبھوں سے جدا اور نرالا تھا۔ان کی آمد سے ہزاروں برس قبل ہی اللہ رب العزت نے تمام انبیاے کرام علیہم السلام سے یہ عہد مسعود لیا تھا کہ ہر نبی اپنے اپنے مبارک زمانے میں نبی آخر الزماں ﷺ کی نعتیں گنگنائے۔ان کی ذات، ان کے نام اور ان کے اوصاف سے لوگوں کو باخبر کریں۔یہی نہیں کہ صرف ان کے اوصاف شمار کرائے جائیں بل کہ ان اوصاف کو اس طرح روشن کر کے بیان کیا جائے کہ جس طرح دن کے اجالے میں سورج اور اس کی شعاعوں کو دیکھ لینے کے بعد سورج کے وجود میں کسی طرح کا کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا ہے اسی طرح محمد عربی فداہ ابی وامی ﷺ کو دیکھنے والے کسی طرح کے شبہے کا شکار نہ ہوں۔رُخِ انور پہ نظر پڑتے ہی ان کا دل گواہی دینے پر اور ان کی زبان یہ کہنے پر مجبور ہو جائے:

''و رب الکعبۃ الذی لا الہ الا ھو! ھذا الرجل محمد رسولہ الذی کنا ننتظرہ۔''

قسم ہے رب کعبہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! یہ شخص محمد (ﷺ) اس کے وہی رسول ہیں جن کی بعثت کے ہم منتظر تھے۔

اور حضرت عبداللہ ابن سلام رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں

Marfat.com

''اھل الکتاب یعرفون محمدا صلی اللہ علیہ وسلم کما یعرفون ابنائھم، و لقد عرفته حین رایته کما عرفت ابنی، بل معرفتی بمحمد اشد من معرفتی بابنی۔''

(تفسیر البغوی: زیرآیت: الذین آتینا ھم الکتٰب یعرفونه کما یعرفون ابنائھم
تفسیر الجلالین: زیرآیت: الذین آتینا ھم الکتٰب یعرفونه کما یعرفون ابنائھم)

اہل کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد کی طرح پہچانتے ہیں، میں نے پہلی نظر پڑتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے ہی پہچان لیا تھا جیسے میں اپنے بیٹے کو پہچانتا ہوں (کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر ہماری کتاب توریت وانجیل میں آیا ہے) بل کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میری معرفت اپنی اولاد کی معرفت سے کہیں زیادہ شدید اور قوی ہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت سے متعلق اہل کتاب یہود ونصاریٰ سے زیادہ نشانیاں کسی کے پاس نہ تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان، علی، طلحہ، زبیر اور حمزہ بن عبدالمطلب میں سے کسی کے پاس اہل کتاب کی طرح نشانیاں اور دلائل مہیا نہیں تھے۔ ان کے پاس دل کی آواز اور عقل سلیم کی پہچان کے سوا اہل کتاب کی طرح کوئی آسمانی اطلاع نہیں تھی کہ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب' اللہ کے رسول ہیں۔ اور یہی وہ آخر الزماں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو باعث وجود کائنات ہیں۔ گل وگلشن کی رعنائیاں، کہکشاں کی چمک، جگنوؤں کی جگمگاہٹ، سورج کی شعاعیں، چاند کی دودھیا اور شفاف روشنی، یہ انسانوں کا ازدہام، کعبۃ اللہ اور مکہ ومدینہ کی عزت وحرمت سب کچھ اسی بے نظیر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔

پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے جہاں بہت سے انصاف پسند اہل کتاب کو خوشیوں کی سوغات ملی وہیں حاسد اہل کتاب کے دل یہ دیکھ کر جل بھن اٹھے کہ نبی منتظر صلی اللہ علیہ وسلم بنی اسرائیل سے نہ ہو کر بنی اسماعیل سے نسبی تعلق رکھتے ہیں۔ ان کور بختوں

Marfat.com

نے توریت وانجیل کی ان صفات کو مشتبہ اور محو کر دیا جو پیغمبر اسلام ﷺ سے متعلق ان کی کتابوں میں درج تھیں۔ بل کہ ان میں سے بعض نے تو دو قدم آگے بڑھ کر ان احکام میں بھی تحریف کی کوشش کی جن کے متعلق قرآن حکیم یا پیغمبر اسلام ﷺ نے یہ خبر دی کہ اسی طرح ان احکامات کا ذکر توریت وانجیل میں بھی ہے۔ ایک مرتبہ مدینہ کے کچھ یہودی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے ایک محصن زانی کو پیش کرتے ہوئے آپ سے زنا کی اس نوع کی سزا کے متعلق سوال کیا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں یہ بتایا کہ تمہاری کتاب توریت میں ایسے مجرم کے لیے سنگ ساری کی سزا کا ذکر آیا ہے۔ یہ سن کر بعض احبارِ یہود نے آپ ﷺ کی تکذیب کی کوشش کی کہ ہم علمائے توریت ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ایسی کسی سزا کا ذکر ہماری کتاب میں نہیں آیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے توریت لانے کو کہا۔ وہ توریت لائے اور جہاں زنا کی سزا میں سنگ سار کر دینے کا حکم تھا وہاں انگلیاں رکھ کر کہنے لگے کہ ہماری توریت میں زنا کی ایسی سزا کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ عبداللہ بن سلام نے ان کی انگلیاں ہٹا کر انہیں دکھایا کہ قرآن یا پیغمبر اسلام ﷺ نے توریت وانجیل کے متعلق جو بھی خبر دی ہے وہ سب صدفی صد درست ہیں۔ (صحیح المسلم: باب رجم الیھود أھل الذمة فی الزنا)

اور صرف یہی نہیں کہ انہوں نے اسلامی تعلیمات کے خلاف اپنی کتابوں میں تحریف کی بل کہ ان کتابوں میں بہت سی اور باتوں کا اضافہ کیا اور کچھ حذف وترمیم سے بھی کام لیا۔ بائبل میں ایک کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب ہے جسے انگریزی میں **Leviticus**، عربی بائبل میں سفر اللاویین، اردو میں کتاب احبار اور ہندی میں "**ySO;O;oLFkk**" کہتے ہیں۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو احساس ہوگا کہ اہل کتاب علما نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ کتاب احبار موسیٰ علیہ السلام پہ نازل شدہ توریت کا ایک جز ہے اور یہ تحریف سے محفوظ ہے۔ اور یہ ظاہری بات ہے کہ جو کتاب آسمانی ہوگی وہ عقل، حکمت اور مشاہدہ کے خلاف

Marfat.com

کوئی بھی بات نہیں کہہ سکتی ہے مگر ہم آپ کو اس مقام پہ اس کتاب سے چند اقتباسات ایسے دکھائیں گے جن سے اس کتاب کی آسمانی حیثیت مشکوک معلوم ہوتی ہے:

"The Lord told Moses & Aaron to say to the people: After I have given you the land of canaan as your permanent possession, here is what you must do, if ever put mildew on the walls of any of your homes, first you must say to a priest "I think mildew is on the wall of my house" The priest will reply "Empty the house before I inspect it, or else every thing in it will be unclean, if the priest discovers the greenish or reddish spot that go deeper than the surface of the walls, he will have the house closed for the seven days, Then he will return and check to see if the mildew has spread. If so, He will have someone scrap of the plaster from the walls, remove the filthy stones, then hual everything off and dump it in an unclean place outside the town, Afterwards the wall must be repaired with new stones and fresh plaster, If the mildew appears a second time the priest will come & say "this house is unclean. it is coverd with mildew that can't be removed. Then he will have the house torn down & every bit of wood, stone & plaster hauled off to an unclean place outside the town."

(Leviticus: 14/33-45, Contemporary English Bible, pub. by American Bible Society New York, America, 1995)

’’پھر خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا کہ: جب تم ملک کنعان میں جسے مَیں تمہاری ملکیت کیے دیتا ہوں داخل ہو اور میں تمہارے میراثی ملک کے کسی گھر میں کوڑھ کی بلا بھیجوں: تو اس گھر کا مالک جا کر کاہن کو خبر دے کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اُس گھر میں کچھ بلا سی ہے: تب کاہن حکم کرے کہ اس سے پیشتر کہ اس بلا کو دیکھنے کے لیے کاہن وہاں جائے لوگ اس گھر کو خالی کریں تا کہ جو کچھ گھر میں ہو وہ ناپاک نہ ٹھہرایا جائے۔ اس کے بعد کاہن گھر دیکھنے کو اندر جائے: اور اُس بَلا کو ملاحظہ کرے اور اگر دیکھے کہ وہ بَلا اس گھر کی دیواروں میں سبزی یا سرخی مائل گہری لکیروں کی صورت میں ہے اور دیوار میں سطح کے اندر نظر آتی ہے: تو کاہن گھر سے باہر نکل کر گھر کے دروازہ پر جائے اور گھر کو سات دن کے لیے بند کر دے: اور وہ ساتویں دن پھر آ کر اسے دیکھے۔ اگر وہ بلا گھر کی دیواروں میں پھیلی ہوئی نظر آئے: تو کاہن حکم دے کہ اُن پتھروں کو جن میں وہ بلا ہے نکال کر انہیں شہر کے باہر کسی ناپاک جگہ پھینک دیں: پھر وہ اس گھر کو اندر ہی اندر چاروں طرف سے کُھرچوائے اور اُس کُھرچی ہوئی مٹی کو شہر کے باہر کسی ناپاک جگہ میں ڈالیں: اور ان پتھروں کی جگہ اور پتھر لے کر لگائیں اور کاہن تازہ گارے سے اس گھر کی استرکاری کرائے: اور اگر پتھروں کے نکالے جانے اور اس گھر کے کھرچے اور استرکاری کرائے جانے کے بعد بھی وہ بلا پھر آ جائے اور اس گھر میں پُھوٹ نکلے: تو کاہن اندر جا کر ملاحظہ کرے اور اگر دیکھے کہ وہ بلا گھر میں پھیل گئی ہے تو اس گھر میں کھا جانے والا کوڑھ ہے۔ وہ ناپاک ہے: تب وہ اس گھر کو اس کے پتھروں اور لکڑیوں اور اس کی ساری مٹی کو گرا دے اور وہ اُن کو شہر کے باہر نکال کر کسی ناپاک جگہ میں

لے جائے۔'' (احبار: ۱۴/ ۳۳-۴۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء)

اگر کوڑھ کی بیماری کے متعلق بائبل کا یہ ریمارک صحیح ہے تو یہ بھی ممکن ہے ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور اس سے ٹکرا جانے والے جہاز اسی بیماری میں مبتلا رہے ہوں اور عیسائیوں نے اپنے اس نامعقول عقیدے کو چھپانے کے لیے اس کا الزام مسلمانوں کے سر تھوپ دیا ہو۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ کسی عیسائی پادری یا یہودی ربی جسے بائبل میں کاہن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس نے ان عمارتوں میں اسی طرح کے کسی کوڑھ نامی بیماری کو پایا ہو اور کتاب احبار کے اس اقتباس پہ عمل کرتے ہوئے انہوں نے ہی اپنے معتقدین کی مدد سے اس کے اِنہدام کی کارروائی انجام دی ہو۔

ہم میڈیکل سائنس کے طالب علم ہیں نہ طب یونانی کے لیکن ہماری یہ اطلاع شاید صحیح ہے کہ کوڑھ کی بیماری وہیں موجود ہو سکتی ہے جہاں خون کی روانی ہوگی۔ جہاں خون میں حرکت نہیں ہوگی وہاں کوڑھ کے پائے جانے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

ایسے خرافاتی اور جہالت بھرے عقیدے سے اللہ کی پناہ! نہ جانے کتنے غریبوں کا آشیانہ بائبل کے اس اقتباس سے جل کر خاکستر ہو گیا ہوگا۔

لگے ہاتھوں ایک اور ''عقل دوست'' اقتباس ملاحظہ فرمالیں:

"If a man loses his hair at the back or the front of his head, this does not make him unclean. But if a reddish-white sore appears on the bald spot, it is a dreaded skin-disease, The priest shall examine him, and if there is a reddish-white sore The priest shall pronounce him unclean. because of the dreaded skin-disease on his head. A person who has dreaded skin-disease must wear torn clothes, leave his hair uncombed, cover the lower part of

Marfat.com

his face, and call out "unclean unclean" He remains unclean as long as he has the disease, and he must live outside the camp, away from others."

(Leviticus: 13/40-46, Good News Bible, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور جس شخص کے سر کے بال گر گئے ہوں وہ گنجا تو ہے مگر پاک ہے۔ اور جس شخص کے سر کے بال پیشانی کی طرف سے گر گئے ہوں وہ چندلا تو ہے مگر پاک ہے۔ لیکن اس گنجے یا چندلے سر پر سرخی مائل سفید داغ ہو تو یہ کوڑھ ہے جو اس کے گنجے یا چندلے سر پر نکلا ہے۔ سو کاہن اسے ملاحظہ کرے اور اگر وہ دیکھے کہ اس کے گنجے یا چندلے سر پر وہ داغ ایسا سرخی مائل سفید رنگ لیے ہوئے ہے جیسا جلد کے کوڑھ میں ہوتا ہے۔ تو وہ آدمی کوڑھی ہے۔ وہ ناپاک ہے اور کاہن اسے ضرور ہی ناپاک قرار دے کیوں کہ وہ مرض اس کے سر پر ہے۔ اور جو کوڑھی اس بلا میں مبتلا ہو اس کے کپڑے پھٹے اور اس کے سر کے بال بکھرے رہیں اور وہ اپنے اوپر کے ہونٹ کو ڈھانکے اور چلاّ چلاّ کر کہے ناپاک ناپاک۔ جتنے دنوں تک وہ اس بلا میں مبتلا رہے وہ ناپاک رہے گا اور وہ ہے بھی ناپاک۔ پس وہ اکیلا رہا کرے۔ اس کا مکان لشکر گاہ کے باہر ہو۔''

(احبار: ۱۳/۴۰۔۴۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ہمیں نہیں معلوم کہ اس قسم کی بیماری میں مبتلا شخص حقیقۃً کوڑھی ہے یا نہیں مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ جب کوئی شخص کسی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے سامنے اس بیماری کی شناعت اور مقدار کم کر کے بیان کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ منافرانہ رویہ بالکل ہی نہیں برتا جاتا ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ وقت جلوت اور محفل و مجلس میں رکھا جاتا

Marfat.com

ہے۔ اس کے ساتھ پیار ومحبت کی باتیں کی جاتی ہیں تا کہ اسے کچھ طمانیت وسکون حاصل ہو اور وہ اپنی زندگی کو بوجھ نہ سمجھے۔ ڈاکٹروں کا بھی یہی کہنا ہے کہ اس طرح کے رویے سے علاج میں بہت مدد ملتی ہے اور مریض کو ایک طرح کا سکون میسر آتا ہے۔

دنیا کی تقریباً پچھتر فیصد سے زیادہ آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ اربوں لوگوں نے کھیتوں میں رائی (سرسوں) کے پودے کو دیکھا ہوگا، شاید ان میں سے کسی نے بھی یہ "حادثہ" نہیں دیکھا ہوگا کہ اس کی ٹہنیوں میں پرندے اپنا آشیانہ بساتے ہوں۔ مگر متی، مرقس اور لوقا نے اپنی اپنی انجیلوں میں ایک عجیب وغریب انکشاف مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کیا ہے۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ جملہ نقل کرتے ہیں:

"The kingdom of heaven is like this. A man takes a mustard seed and sows it in his field. it is the smallest of all seeds, but when it grows up, it is the biggest of all plants. it becomes a tree, so that birds come and make their nests in its branches."

(Matthew: 13/31-32, Mark: 4/30, Luke: 13/18-19, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

"آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا تو ہے مگر جب بڑھتا ہے تو سب ترکاریوں سے بڑا اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیرا کرتے ہیں۔"

(متی: ۱۳/۳۱-۳۲، مرقس: ۴/۳۰، لوقا: ۱۳/۱۸-۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء)

ہم نے بھی چار سالوں تک عصر بعد کی تفریح کے لیے کھیتوں کے علاقے کو خاص کر رکھا تھا اور اس مدت میں رائی کی فصل کے چار موسم بھی آئے۔ ڈالیوں کے اندر تک جھانک کر دیکھنے کی کوشش کی کہ شاید کوئی ایک ہی گھونسلا ایسا مل جائے جس سے مسیح علیہ السلام

Marfat.com

کی طرف منسوب اس قول کی تائید ہو جائے مگر جہد مسلسل کے باوجود ہمیں ناکامی ہی ہاتھ لگی۔ توقع ہے کہ یورپ کے اعلیٰ دماغ عیسائی سائنس داں عن قریب ایسا کوئی آلہ ایجاد کر دیں گے جس سے مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب اس قول کے ثبوت کی کوئی سبیل نکل جائے!!

اس اقتباس کو اگر حقیقی معنی پر اسی طرح محمول کریں تو ہم اس کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جو کبھی بھی حقیقت کا روپ نہیں دھار سکتا ہے۔ رائی کے درختوں میں اتنی قوت ہی نہیں ہوتی ہے کہ کوئی پرندہ اس کی ڈالیوں میں نشیمن بنا کر اپنا گذر بسر کر سکے۔ البتہ! اگر یہ مان لیں کہ یہاں معنی مجازی (غیر حقیقی مفہوم) مراد ہے تو پھر بات بن سکتی ہے۔ ایسے بھی اناجیل کے قارئین پہ یہ بات مخفی نہیں ہے کہ مسیح تمثیلی زبان (مثالوں کی زبان) میں زیادہ کلام کیا کرتے تھے اور خاص کر یہ اقتباس تو تمثیلی ہی ہے کیوں کہ اس کی شروعات ہی ''آسمان کی بادشاہی اس رائی کے دانے کی مانند ہے'' سے کی گئی ہے۔ اور اس اقتباس کے معنی مجازی کا سب سے بہترین محمل یہ ہے:

اسلام کو جب اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے اتارے گا تو یہ رائی کے پیڑ کی ڈالیوں کی طرح نہایت کمزور اور تھوڑے لوگوں میں ہوگا۔ پھر جس طرح رائی کی ڈالیاں بڑی ہوتی اور پھیلتی ہیں یہ بھی پھیلے گا، بڑا ہوگا اور رائی کے خوب صورت درخت کی مثل اپنے خوش نما منظر اور اپنی خوشبوؤں سے لوگوں کے مشامِ جان کو معطر کرے گا۔ اور پھر جس طرح رائی کے خوش منظر اور دل کش درخت اور جاذب نظر پھولوں کو دیکھ کر باذوق پرندے اس کی طرف کھنچے چلے آتے ہیں اسی طرح آہستہ آہستہ اسلام کی دل کشی اور خوب صورتی اور اس کے اصول حیات کی اچھائی کو دیکھ کر حق جو اور انصاف پسند انسان اس کے دامن رحمت میں پناہ لیں گے اور اس کے ماننے والوں کی تعداد بڑھتی جائے گی اور یہ سلسلہ چلتا ہی رہے گا۔ چناں چہ ایسا ہی ہوا کہ اسلام کم زوروں اور غریبوں سے شروع ہوا اور آہستہ آہستہ پھیلا۔ اس کے ماننے والوں کو تعداد روز بہ روز بڑھی اور

Marfat.com

اپنی خوش بوؤں سے عالم کو معطر کیا۔ اور اب بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

بہ ہر حال! جن اہل کتاب کی قسمت میں سعادت تحریر تھی اور ہے وہ تائب ہو کر پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن رحمت میں پناہ گزین ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔ لیکن جن کے دلوں میں ابلیس کی محبت کا رس گھول دیا گیا وہ اس شراب عقل ربا کے نشے میں بدمست ہو گئے۔ اور انہوں نے اسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین کی دشمنی اور ان کی مخالفت کو ہی اپنا نصب العین بنا لیا۔ ہمہ دم حسد کی آگ ان کے دل میں جلتی رہی کہ آخر روز بہ روز اسلام کے شیدائیوں کی تعداد میں کیوں اس قدر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ مسیح کی الوہیت کے قائلین کیوں اس کی نبوت کی صدائیں لگا رہے ہیں۔ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام جہانوں سے زیادہ نفرت رکھنے والے یہود و نصاریٰ کیوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت اور موسیٰ و مسیح السلام علی جمیع المرسلین پہ ان کی افضلیت کے ترانے گانے لگے۔

یہود و نصاریٰ نے ایک منظم پلان کے تحت اسلام سے غیر مسلموں کو دور رکھنے، انہیں مذہب حق سے بیر دلانے کے لیے اور مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کے لیے اسلام اور اسلام پسندوں کے خلاف آہنی اور فولادی جنگ چھیڑ دی۔ مسلسل چھ سات صدیوں تک یہود و نصاریٰ باہمی اشتراک و تعاون سے مسلمانوں کو مار کر اسلام کو مٹانے کے فارمولے پہ عمل کرتے رہے۔ لاکھوں مسلم بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کو قتل کیا۔ ان کی ماں، بیٹیوں اور بہنوں کی عزت لوٹتے رہے۔ مسلم ممالک میں تخریبی کارروائیاں انجام دیں۔ سیف و سنان کی قوت سے زبردستی لاکھوں لوگوں کو عیسائی بنانے کی کوشش کی مگر اس طرح کی حرکتوں سے نہ اسلام کی شان و شوکت میں کمی آئی اور نہ ہی مسلمانوں کی تعداد قلت کی طرف مائل ہوئی۔ اسلام کی عظمت بھی بڑھی اور اس کے ماننے والوں کی تعداد بھی۔ اس منصوبے کے بری طرح فلاپ ہونے کے بعد انہوں نے اپنی حکمت عملی پہ نظر ثانی کی، منصوبے کو از نو سر ترتیب دیا اور آخر

Marfat.com

میں پلان یہ مرتب ہوا کہ ایسی کارروائیاں کی جائیں جن سے مسلمانوں کے دلوں سے یہود ونصاریٰ کے تئیں منفی نظریہ ختم ہو جائے اور وہ ہمیں اپنا دشمن سمجھنا چھوڑ دیں۔ آہستہ آہستہ ان کے دلوں میں ایسے افکار ونظریات کا زہر گھول دیا جائے جن سے ان کے اندر کا مسلمان مر جائے اور وہ چلتی پھرتی مسلمان لاش رہ جائیں۔ ان کا نام محمد، احمد، صدیق، فاروق، ابوبکر، عمر، عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہوں مگر ان کے عقائد وافکار، کردار وعمل اور طرز زندگی اسلامی تعلیمات کے برعکس ہوں۔ اس پلان کے تحت انہوں نے سب سے پہلے عظمت مصطفیٰ کا بار آور اور سایہ دار درخت اکھاڑ پھینکنے کا منصوبہ بنایا۔ انہوں نے احادیث نبوی کے مقدس ومعطر ذخیرے کو آلودہ کرنے کی خاطر جی کھول کر ان پر کلام کیا۔ ان کی تاریخی حیثیت اور ثقاہت پہ سوال اٹھایا۔ اور انہوں نے اپنی موافقت میں کچھ زرخرید مسلمانوں سے بھی ایسی صدائیں لگوائیں جن سے احادیث نبوی غیر معتبریت کے کٹہرے میں کھڑی نظر آئے۔ انھی حالات کو بھانپ کر ڈاکٹر اقبال نے اپنی قوم کو متنبہ کرتے ہوئے کہا تھا:

وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد اس کے بدن سے نکال دو!
فکر عرب کو دے کر فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو!

اس منصوبے میں کامیابی ملنے کے بعد قرآن حکیم کو اپنا اگلا نشانہ بنایا۔ قرآن سے آیات جہاد نکالنے کا مطالبہ یا مشورہ اسی منصوبے کی ایک کڑی ہے۔ انہوں نے قرآن وحدیث کے حکم جہاد اور حدود وتعزیرات پہ جی کھول کر اپنا تیشہ چلایا۔ اسلامی سزاؤں کو انسانیت شکن اور حقوقِ بشری مخالف قرار دیا۔ حجاب کے حکم کو عورتوں کو غلام بنانے کی ایک مہم قرار دیا۔ اسلام کو اکیس ویں صدی کے لیے ناقابل انطباق دین و مذہب ثابت کرنے کے لیے خوب ہنگامہ کیا۔ سودی بینکنگ نظام رائج کیا اور

Marfat.com

مسلمانوں کو یہ ترغیب دی کہ وہ بھی اسی طرح کے بینک قائم کریں۔ اسلام کے حرمت ربا سے متعلق حکم کو عصر جدید کے لیے ناقابل قبول گردانا گیا۔ اور کچھ عیسائی مسلم حکم رانوں اور یورپ کی یونی ورسٹیز میں پڑھنے والے مال دار مسلم طلبہ کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ان کا اسلام یقیناً ایک سچا اور حقیقی مذہب ہے مگر یہ پہلے زمانے کے لحاظ سے تھا اور آج کے دور میں اسلامی تعلیمات پہ عمل کر کے مسلمان غریب سے اور غریب تو ہوسکتا ہے مگر امیر اور ترقی یافتہ نہیں۔ کچھ یہود و نصاریٰ نے اپنے اوپر غیر جانب داری کا لیبل لگایا اور اسلام کو بدنام کرنے کی خوب سازش رچی۔ وہیں اندرونی طور پر زرو زن کی قیمت پر مذہب مسیحی کی ترویج واشاعت کی مہم کو مزید تیز کر دیا گیا۔ کروڑوں غریب ہندو، سکھ، جین، بدھسٹ اور مسلمانوں کو دس لاکھ روپے، حسین و جمیل لڑکی سے شادی اور یورپ وامریکہ میں نوکری کا لالچ دے کر انہیں مذہب عیسائیت میں شمولیت کی دعوت جاری رہی ہے۔ جو بدنصیب ان میں سے کچے نفس کے ہوتے ہیں اور جن کے دلوں میں مذہب سے زیادہ حیثیت پیسے اور حسین عورتوں کی ہوتی ہے وہ اپنے دین وایمان کا سودا کر لیتے ہیں اور اسے ''عقل مخالف'' مذہب عیسائیت کے عوض فروخت کر دیتے ہیں۔ مگر جن مسلم نوجوانوں کے ایمان وعقیدے کا رشتہ محمد عربی ﷺ سے مضبوط ہے، وہ یورپ وامریکہ کی کاسہ لیسی پہ محمد عربی ﷺ کی غلامی کو ترجیح دیتے ہیں۔ وہ اپنے اسی عقیدے پہ قائم رہتے ہیں جس کا سالک جنت کا مسافر ہوتا ہے۔ ہماری اطلاع کے مطابق وادیِ کشمیر کے اسلام آباد اننت ناگ ضلع، اس کے اطراف اور جموں کے پونچھ اور راجوڑی میں بہت سے ایسے مسلم نوجوان موجود ہیں جن کے ماں باپ کو بھی یہ خبر نہیں ہے کہ ان کے فرزندوں نے محمد عربی فداہ ابی و امی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رشتہ توڑ لیا ہے۔

دُنیا کے جس ملک یا حصے کا آپ جائزہ لیں وہاں آپ کو عیسائی مشنریاں (۱) اسکولز (۲) ہاسپٹلز اور (۳) رفاہی کاموں کے راستوں سے ہی داخل ہوتی نظر

آئیں گی۔ اور وہ انہی راستوں سے داخل ہو کر غیر عیسائی آبادیوں کو عیسائیت کی طرف مائل کرنے میں مصروف ہو جاتی ہیں۔ ان کی تحریک نہایت خفیہ اور حد درجہ تیز ہوتی ہے۔ سب سے پہلے یہ افسروں کو پیسے اور حسینائیں دے کر اس بات پر آمادہ کرتے ہیں کہ ان کے خلاف کوئی مقدمہ درج ہونے کی صورت میں وہ ان کی گلو خلاصی کی تدبیر کریں گے۔ اور ریاست و ملک کے اعلیٰ حکام پہ امریکہ اور یورپ کا دباؤ تو ہوتا ہی ہے۔ کالجز اور ہاسپٹلز میں ٹیچر اور نرس کی ذمہ داری نبھانے والی انتہائی حسین لڑکیوں کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ ان علاقوں کے ایسے اشخاص کو اپنے دام زلف کا اسیر بنائیں جن کا علاقے میں کچھ نہ کچھ اثر ہو۔ اور وہ اپنے رسوخ کا استعمال کر کے ان علاقوں میں عیسائیت کی تبلیغ کی راہ آسان بنا سکتے ہوں۔

زیر نظر کتاب میں دین مسیحی کا ایک مختصر تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ مسیحیت پہ الزام وارد کرتے وقت کوئی بھی غیر مستند حوالہ نہ دیا جائے۔ انگریزی پیراگراف اور اقتباسات کے ترجمہ کے لیے بھی یہ کوشش کی گئی ہے کہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور سے سن ۲۰۰۹ء میں شائع شدہ اردو بائبل کا ترجمہ ہی نقل کیا جائے تاکہ ترجمہ میں خیانت کا الزام وارد نہ ہو سکے۔ ایک مقالہ بہ نام ''اسلامی حدود و تعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں'' کی ترتیب اور اشاعت کے وقت بائبل کا اردو ترجمہ ہمیں دست یاب نہ ہو سکا تو اس وقت ہم نے اپنی جانب سے ان مطلوبہ اقتباسات کا ترجمہ کر دیا تھا اور اس کی اس وقت اشاعت ہو گئی تھی مگر اردو نسخے کی دست یابی کے بعد ہم نے ان اقتباسات کا ترجمہ اسی نسخے سے نقل کر دیا ہے۔ البتہ! جس مقام پہ انگریزی اور اردو بائبلوں میں ہمیں فرق نظر آیا ہم نے وہاں مسیحی ارباب بست و کشاد کی خیانت کی بھی نشان دہی کی ہے۔ اس بات کی بھی حتی المقدور کوشش کی گئی ہے کہ متانت و سنجیدگی، عالمانہ وقار، مسلمانوں کی امن پسندی اور دوسرے مذاہب کے تئیں ان کے جذبۂ احترام کی جو ریت اور روایت

رہی ہے وہ کسی بھی مقام پہ آلودہ نہ ہو۔ ہاں! جدید تعبیرات کا استعمال کرتے ہوئے بعض خوب صورت طنز آپ کو ضرور ملیں گے مگر ہمارے طرز نگارش سے واقفیت رکھنے والے افراد جانتے ہیں کہ یہ خوب صورت طنز تقریباً ہماری تمام تحریروں کا حصہ ہے۔ اگر اس کے باوجود آپ کو کہیں کوئی سخت جملہ یا کوئی ترش کلمہ نظر آئے تو اس سے انسانی جبلت سمجھتے ہوئے صرف نظر کر لیں۔

پیش نظر کتاب کے مطالعہ کے دوران بہت سے مقامات پہ آپ خلجان کا شکار ہو سکتے ہیں۔ مثلاً کسی مقام پہ آپ کو حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت داؤد علیہم السلام کے متعلق چند ایسے جملے بھی پڑھنے کو مل سکتے ہیں جو قرآن حکیم اور اسلام کی رو سے درست نہیں ہیں کیوں کہ قرآن وحدیث نے انہیں انبیاے کرام علیہم السلام کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ اور ان کی شان میں کوئی بھی غیر محتاط جملہ خرمن ایمان کو خاکستر بنا سکتا ہے لیکن تقابل ادیان کے حوالے سے کوئی بھی تحریر پڑھتے وقت آپ ایک بات ذہن میں رکھیں تو پھر کسی طرح کی پریشانی نہیں ہوگی۔ قرآن حکیم نے خدا اور انبیاے کرام کا جو تصور ہمیں دیا ہے وہ بالکل پاکیزہ ہے مگر مسیحیوں کی کتاب مقدس بائبل کے صفحات میں کہیں خدا انسانوں سے کشتی لڑتے ہوئے نظر آتا ہے۔ (پیدائش: ۳۲/ ۲۲-۳۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء) تو کہیں انبیاے کرام کو معاذ اللہ زنا اور بت پرستی میں ملوث دکھایا گیا ہے۔ اسی لیے ہمارا ایمان ہے کہ جس خدا کا ذکر قرآن میں ہے وہ حقیقی خدا رب العالمین ہے جس نے کل کائنات کو پیدا کیا۔ اور جن انبیاے کرام کا تذکرہ قرآن و حدیث میں ہے وہ خدا کے فرستادہ اور ہر طرح کے گناہ سے پاک اور معصوم ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ جس لوط کا ذکر قرآن اور حدیث کی کتابوں میں ہے، وہ اللہ کے رسول اور معصوم ہیں۔ ہر طرح کے گناہوں سے ان کی حفاظت خود خالق ہر جہاں اللہ رب العزت فرماتا رہا ہے۔ مگر جس لوط نامی انسان کو بائبل کے اوراق پہ اپنی ہی

Marfat.com

بیٹیوں سے زنا کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے اس سے ہمارا خدا، ہمارے مقدس رسول ﷺ اور ہم بیزار ہیں۔ (پیدائش:۱۹/۳۰۔۳۸،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

جس ہارون علیہ السلام کا ذکر خدا اور اس کے محبوب رسول محمد عربی ﷺ نے کیا ہے وہ ہمارے بھی نبی ہیں۔ ہم ان کی عظمت کے لیے اپنی جان نچھاور کرسکتے ہیں۔ ان کی عصمت تمام امت مسلمہ کے نزدیک اہم اور مبارک ہے۔ لیکن ہم اس ہارون نامی فرد سے اپنی براءت کا اظہار کرتے ہیں جس کی تصویر کشی بائبل میں ایک بت پرست کے طور پہ کی گئی ہے۔ (خروج:۳۲/۱۔۶،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

جس موسیٰ علیہ السلام کے صبر کی مثال دے کر ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں صبر کی تلقین کی ہے ہمارے ایمان کا دل ان کے نام سے بھی دھڑکتا ہے۔ مگر جس موسیٰ نامی دہشت گرد اور جارج بش کے پیش رو کا تذکرہ بائبل نے کیا ہے ہم اس کی معرفت و شناسائی سے انکار کرتے ہیں۔ (گنتی:۳۱/۱۳۔۱۸،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

جس داؤد علیہ السلام کی عبادت وزبور خوانی اور ان کی لحن ملت اسلامیہ کے لیے باعث فخر ہے، ان کی عظمت وعصمت کو امت مسلمہ کا ہر ہر فرد سلام عقیدت پیش کرتا ہے اور ان کے تقدس کے عقیدے کے بغیر ہم خود کو مسلمان نہیں سمجھتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس داؤد سے ہم اپنے کسی بھی طرح کے رشتے اور تعلق کے منکر ہیں جسے بائبل نے پڑوسی کی بیوی سے زنا اور پھر ایک مکروفریب کا سہارا لے کر اس کے شوہر کو قتل کرانے کے بعد اسے اپنی بیوی بنانے کا مجرم بنا کر پیش کیا ہے۔

(سموئیل دوم:۱۱/۱۔۲۷،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،سن ۲۰۰۹ء)

جس سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ ہماری مقدس کتابوں میں موجود ہے ان کی اطاعت الٰہی اور ان کا تفقہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے اور ہم ان کی محبت کے بغیر اپنے ایمان کا تصور بھی نہیں کرسکتے ہیں مگر ہمارا ایمان سلیمان نامی اس شخص سے اپنی عدم وابستگی کا اظہار کرتا ہے جسے بائبل نے زن پرستی کے نشے میں مدہوش ہو کر بت پرستی کرتے

Marfat.com

دکھایا ہے۔ (سلاطین اول: ۱/۱۱۔۱۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، سن ۲۰۰۹ء)

جس عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا کنواری اور پاک مریم رضی اللہ عنہا سے تولد ہوا وہ مسلمانوں کے مقدس نبی ہیں اور ہم ان کی عظمت کی حفاظت کے لیے قلم سے جہاد کررہے ہیں مگر ہم اس مریم اور اس کے بیٹے کو نہیں جانتے ہیں جنہیں بائبل نے کسی یوسف نامی بڑھئی کی منگیتر بنا کر پیش کیا ہے۔

یا بہ لفظِ دگر یوں کہہ لیجیے کہ ہم نے تبصرہ کے دوران جو ''غیر اسلامی'' جملے حضرت ابراہیم، اسحاق، یعقوب، مسیح علیہم السلام کے لیے استعمال کیے ہیں وہ جملے ہم نے نصرانیوں کے خلاف صرف بہ طور اِلزام تحریر کیے ہیں۔

۱۵/ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ/۲۲/نومبر ۲۰۱۰ء بہ روز دوشنبہ

Marfat.com

باب اول:

توحید، نبوت مسیح اور بائبل

اس خاکدانِ گیتی پہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق تین طرح کے نظریات پائے جاتے ہیں:

پہلا نظریہ یہ ہے کہ وہ ''ابن اللہ'' اور ''اقانیم ثلثہ'' کے ایک جز ہیں۔ یہ نظریہ عیسائیوں (Christians) کا ہے۔

دوسرا نظریہ یہودیوں (Jews) کا ہے جو آپ کی ولدیت کے متعلق سوال اٹھاتے ہیں۔ (معاذ اللہ)

جب کہ تیسرا عقیدہ یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام خدا کے ایک برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ جو مخلوقِ خدا کی ہدایت و رہبری کے لیے مبعوث ہوئے۔ ایک مدت تک زمین پہ رہے پھر زندہ آسمان پہ اُٹھا لیے گئے۔ قرب قیامت آپ پھر نزول فرمائیں گے اور شریعت محمدیہ پہ عامل ہوں گے۔ ایک مدت تک قیام کریں گے اور پھر وصال فرما کر مدینہ منورہ میں مدفون ہوں گے۔

مذکورہ تینوں نظریات وعقائد میں سے اول اِفراط جب کہ دوسرا تفریط کا شکار ہے کہ ایک گروہ الوہیت و معبودیت کا قائل ہے، تو دوسرا جائز وجود کا بھی منکر ہے (معاذ اللہ)۔ تیسرا عقیدہ اِفراط وتفریط سے خالی اور معتدل ہے کہ وہ مسیح علیہ السلام کو اللہ عزوجل کا مقرب نبی اور رسول مانتا ہے۔ اور یہی طبقہ حق پر ہے جسے مسلمان کہا جاتا ہے۔ (مسلمانوں کو خود کو محمدی کہنے سے احتراز کرنا چاہیے کہ یہ مستشرقین کی اختراع کردہ اصطلاح ہے۔ جس سے وہ یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان کسی دین کے ماننے والے نہیں ہیں بل کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پجاری ہیں۔ جیسے عیسائی خود کو عیسیٰ علیہ السلام (Christ) کے

Marfat.com

پجاری کے طور پہ عیسائی (**Christians**) کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی یورپ وامریکہ کی کثیر تعداد مسلمانوں کو محمد ﷺ کی امت نہیں بل کہ پجاری سمجھتی ہے) ہم آنے والے صفحات میں مسلمانوں کے عقیدے کی تصحیح پہ اِن شاء اللہ تعالیٰ خود مسیحی حضرات کی کتابِ مقدس ''بائبل'' جس کا حرف حرف ان کے عقیدے کے مطابق منزل من اللہ (***Inspired***) ہے' کے اقتباسات پیش کر کے قرآن حکیم کے اس دعویٰ کو ثابت کریں گے۔

پہلا اقتباس

عیسائی عقیدے کے مطابق جس دن عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی اس دن دو آدمی اتاؤس نامی گاؤں کی طرف جارہے تھے۔ اور اسی سولی کے مسئلہ پر گفتگو کر رہے تھے کہ اچانک عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے (عیسائی یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ کچھ ہی گھنٹوں بعد وہ دوبارہ زندہ ہو گئے تھے) وہ لوگ عدمِ بصیرت کے سبب مسیح کو پہچان نہ سکے اور مسیح علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ آپس میں کیا گفتگو کر رہے ہو؟ تو وہ غم سے کھڑے ہو گئے اور ان میں سے کلیپاس نامی شخص نے جواب دیا:

"Art thou only a stranger in Jeruslam and has not known the things which are come to pass there in these days,? and he said unto them What things? and they said unto him Concerning Jesus of Nazareth, which was a Prophet mighty in deed and word before God and all the people."

(Luke: 24/13-19, King James Version. Pub. by Britain)

''کیا تو یروشلم میں اکیلا مسافر ہے جو نہیں جانتا کہ ان دنوں اس میں کیا کیا ہوا؟ اس (مسیح) نے ان سے کہا کیا ہوا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا یسوع ناصری کا ماجرا جو خدا اور ساری امت کے نزدیک کام اور کلام میں

قدرت والا نبی تھا۔"

(بائبل کا اردو ترجمہ بہ نام "کتاب مقدس" لوقا: ۲۴/ ۱۳۔۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

ہم یہاں پر صرف اتنا عرض کرنا چاہیں گے:

۱- خط کشیدہ عبارت میں اس بات کی وضاحت اور اس کا صاف صاف بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے کانوں سے ان کی زبانی اپنی نبوت وعبدیت کا اثبات اور اپنی الٰہیت کا انکار سنا اور پھر بھی سکوت اختیار فرمایا۔ کچھ نکیر نہ فرمائی۔ اگر مسیح خدا ہیں اور عیسائی عقیدے کے مطابق یقیناً ہیں تو پھر ان کا سکوت وعدم نکیر کیا قرآن حکیم کی اس آیت:

"اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا"

"عیسیٰ نے کہا: بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنا کر مبعوث کیا"۔ (سورۃ مریم: ۳۰)

کی تصدیق نہیں کرتا......؟؟؟

۲- "جو خدا اور ساری امت کے نزدیک کام اور کلام میں قدرت والا نبی تھا" یہ جملہ اس امر پہ دال ہے کہ اس دور کے سارے لوگوں کا عقیدہ یہی تھا کہ مسیح علیہ السلام ایک نبی مقتدر ہیں۔ اور اِبنیتِ مسیح کا نظریہ بعد کی پیداوار ہے جسے منافق یہودی سینٹ پال نے "ایجاد" کیا ہے۔ (اگلی کسی کتاب میں ہم سینٹ پال کی عیسائیت پرستی پر بھی روشنی ڈالیں گے۔ عنبر مصباحی)

دوسرا اقتباس

مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں کے ہمراہ گلیل کی جھیل سے گزر کر ایک پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہیں براجمان ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد نیچے نظر کی تو انہیں اپنی طرف عقیدت مندوں کی ایک عظیم بھیڑ امنڈتی ہوئی نظر آئی۔ مسیح نے اپنے شاگردوں سے کہا: اتنے لوگوں کی ضیافت کہاں سے ہو پائے گی؟ پطرس کے بھائی اندریاس نے کہا: یہاں

Marfat.com

ایک لڑکے کے پاس جَو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں۔ مگر ان پانچ ہزار لوگوں میں اتنے سے کچھ نہیں ہوگا۔ مسیح نے لوگوں کو بٹھانے کا حکم دیا۔ لوگ گھاس پر بیٹھ گئے اور مسیح علیہ السلام نے شکر کرکے (شاید بسم اللہ پڑھ کر۔ عنبر مصباحی) تمام لوگوں کو روٹی اور مچھلیاں دینا شروع کیا۔ وہ پانچ ہزار لوگ ان دو مچھلیوں اور پانچ روٹیوں میں سے ہی اچھی طرح شکم سیر ہو گئے۔ مسیح علیہ السلام نے شاگردوں کو بچے ہوئے کھانے کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ جب ان بچے ہوئے ٹکڑوں کو جمع کیا گیا تو ان سے بارہ بڑی بڑی ٹوکریاں بھر گئیں۔ اب آگے کی کہانی خود بائبل کی زبانی سنیے:

"When they had seen the miracle that Jesus did, said This is of a truth that he is a Prophet that should come."

(John: 6/10-14, Matthew: 14/13-21, Mark: 6/30-44, Luke: 9/10-17, King James Version, Published by Britain)

پس اس نے جو معجزہ دکھایا لوگ اسے دیکھ کر کہنے لگے: جو نبی دنیا میں آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے۔"

(انجیل یوحنا ۶/۱۰۔۱۴/ مرقس: ۶/۳۰۔۴۴/ لوقا: ۹/۱۰۔۱۷/ متّی: ۱۴/ ۱۳۔۲۱، مطبوعہ بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جو ناممکن کارنامہ کر دکھایا اسے کاتبینِ اناجیل "معجزہ" سے تعبیر کر رہے ہیں اور اہل علم بلکہ عامۃ الناس پہ بھی مخفی نہیں کہ معجزہ اس خرقِ عادت کام کو کہتے ہیں جو ایک نبی سے صادر ہو۔ (شرح العقائد للنسفی)

ہو سکتا ہے کوئی صاحبِ علم معجزہ کی تعریفِ مذکور کو یہ کہہ کر مسترد کر دے کہ یہ تعریف مسلمانوں کے نزدیک ہے اور قولِ مسلم نصاریٰ کے خلاف حجت نہیں۔

ان سے ہماری گذارش یہ ہے کہ "جو نبی دنیا میں آنے والا تھا فی الحقیقت یہی ہے" یہ فقرہ ہمارے اخذ کردہ مفہوم کی بین دلیل ہے کہ خود خوانِ مسیح پہ زلہ ربائی کرنے والے اشخاص نے خرقِ عادت امر دیکھ کر ہی ان کی نبوت کو پہچانا اور مانا تھا۔ مزید

Marfat.com

برآں جب کسی لفظ کا ترجمہ دوسری زبان میں کیا جاتا ہے تو اہل زبان کے محاورات و تعبیرات اور اصطلاحات کو مدنظر رکھ کر ترجمہ نگاری کی جاتی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مترجم کی ذات نے بھی اس خرقِ عادت کام کو وہی معجزہ سمجھا جو اردو بولنے والوں کے یہاں شائع ومتعارف ہے۔

اس اقتباس سے جہاں یہ مستفاد ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے زمانے والے آپ کو نبی برحق مانتے تھے وہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کاتبینِ اناجیل جنہیں عیسائی عقیدۂ تثلیث (**Trinity**) کے اماموں میں سے شمار کرتے ہیں خود ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کیوں کہ انہوں نے عامۃ الناس کے قول کو بلاتردید و اِنکار نقل کیا۔ علاوہ ازیں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حوارئین نے وہی لکھا جو خدا نے انہیں الہام کیا۔ (ان متعارض اور ناقابل رفع تناقضات پہ مبنی الہامات پہ کلام وتبصرہ ہماری کتاب ''بائبل اور تناقضات'' میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ عنبر) تو اگر خدائے عیسائیت اس عقیدے کو غلط مانتا تو وہ ضرور بہ ضرور ناقلینِ اناجیل کے ''بے مثل دلوں'' پہ اس کا رد بھی اِلقا کر دیتا اور وہ لکھ دیتے (جیسے قرآن حکیم میں کفار ومشرکین کے خرافات کے بیان کے بعد ان کا رد بھی مذکور ہے) مگر نہ خدا نے الہام کیا اور نہ ہی ان حضرات نے قلم بند کیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود عیسائیوں کے خدا کے نزدیک بھی مسیح علیہ السلام نبی برحق ہیں نہ کہ ''ابن اللہ'' اور ''اقانیم ثلاثہ'' کے ایک جز۔ ورنہ اظہار حقیقت کی اشد ضرورت کے وقت بھی خاموشی اِختیار کرنے والوں (کاتبینِ اناجیل بہ شمول ''خدائے عیسائیت'') کے متعلق ہم اتنا ہی کہہ سکیں گے:

''اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطَانٌ اَخْرَسُ''

''حق گوئی کی قدرت واستطاعت اور اشد حاجت کے باوجود حق بولنے سے اِحتراز کرنے والا گونگا شیطان ہے۔''

Marfat.com

تیسرا اقتباس

"But Jesus said unto them a Prophet is not without honour, save in his own country and his own house, and he did not many mighty works there because of their unbelief."

(Matthew: 13/51-52, King James Version)

''مگر یسوع نے ان سے کہا کہ نبی اپنے وطن اور گھر کے سوا اور کہیں بے عزت نہیں ہوتا۔ اور اس نے ان کی بے اعتقادی کے سبب سے وہاں بہت سے معجزے نہ دکھائے۔'' (متی: ۱۳/۵۱۔۵۲ مطبوعہ بنگلور، انڈیا، سن ۲۰۰۹ء)

چوتھا اقتباس

"Now after two days he departed thence and went into Gallile for Jesus himself testified that a Prophet hath not honour in his own country."

(John: 4/43-44, Luke: 4/23-24, King James Version, Published by Britain)

''پھر وہ دو دنوں بعد وہاں سے روانہ ہو کر گلیل کو گیا کیوں کہ یسوع نے خود گواہی دی کہ نبی اپنے وطن میں عزت نہیں پاتا۔''

(انجیل یوحنا: ۴/ ۴۳۔۴۴، انجیل لوقا: ۴/ ۲۳۔۲۴ مطبوعہ بنگلور، ۲۰۰۹ء)

مسطورہ دونوں اقتباسوں سے یہ حقیقت نیم روز کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ خود مسیح علیہ السلام کے گھر اور وطن والے انہیں ''ابن خدا'' یا ''اقانیم ثلثہ'' کا جز تو دور ایک نبی بھی نہیں مانتے تھے۔ اسی کا رد کرتے ہوئے مسیح علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اپنے وطن اور گھر کے علاوہ ہر جگہ مقبول ہوتا ہے۔ اور آپ کی نبوت پہ عدمِ ایمان کے سبب آپ اتنے دل برداشتہ ہوئے کہ انہیں بہت سے معجزوں سے محروم کر دیا اور گلیل کی جانب چل پڑے۔ اگر مسیح ابن اللہ اور اقانیم ثلثہ کا جز ہوتے تو اس کا ذکر فرماتے نہ کہ نبوت کا

Marfat.com

اثبات فرماتے۔اور اگر یسوع مسیح بہ یک وقت نبی اور ابن اللہ دونوں ہو سکتے ہیں تو پھر دیگر انبیا کیوں نہیں......؟؟

نوح وموسیٰ علیہم السلام میں یہ دونوں اوصاف کیوں جمع نہیں ہو سکے۔بائبل کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں......؟؟؟

پانچ واں اقتباس

مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں کے ساتھ نین شہر میں داخل ہو رہے تھے کہ دیکھا ایک بیوہ اپنے جوان بیٹے کے جنازے کے ساتھ رو رہی ہے۔آپ کا دل پسیج گیا اور آپ نے جنازہ کو چھو کر ارشاد فرمایا:''اے جوان! میں تجھ سے کہتا ہوں اٹھ!'' یہ سن کر مردہ اُٹھ کر بولنے لگا۔اور آگے کی کہانی بائبل کی زبانی:

"And there came a fear on all and they glorified God, Saying that a great Prophet is risen up among us and that God has visted his people."(Luke: 7/13-16, King James Version, Published by Britain)

''اور سب پر دہشت چھا گئی اور وہ خدا کی تمجید کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں . پا ہوا ہے اور خدا نے اپنی امت پہ توجہ کی ہے۔''

(انجیل لوقا:۷/۱۳-۱۶،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،بنگلور،۲۰۰۹ء)

جب عیسیٰ علیہ السلام نے مردے کو زندہ کیا تو اس معجزے کو دیکھنے والوں نے بھی وہی کہا جو اور لوگوں نے اور خود مسیح نے کہا تھا کہ وہ نبی ہیں۔مگر کسی ''ذی ہوش محرِف'' نے یا خود معزز لوقا نے ہی بہ جائے یہ کہنے کے کہ'' وہ یسوع کی تمجید کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے۔'' اس نے یہ لکھ مارا کہ'' وہ خدا کی تمجید کر کے کہنے لگے کہ ایک بڑا نبی ہم میں برپا ہوا ہے۔'' کسی نے سچ کہا ہے کہ چور بھ ُتا ہے اور نشانِ قدم چھوڑ جاتا ہے۔خدا کو نبی کہنا تمجید ہے یا تنقیص یہ تو یورپ اور سمی سل کے'' سائنس داں اور اعلیٰ دماغ'' ہی بتا سکیں گے۔ہاں......! اگر خدا سے ذات باری اور نبی سے

عیسیٰ علیہ السلام کی ذات مراد ہو جن دو ذاتوں میں تغایر ہے تو پھر یہ عبارت درست ہو سکتی ہے اور اس سے بھی ہمارا مقصود ثابت کہ ذاتِ باری اُور ہے اور ذاتِ یسوع دِگر جو ایک نبی اور پیغمبر ہیں نہ کہ اِلٰہ۔ مگر یہ سراسر عیسائی عقیدے کے خلاف ہے۔ یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح خداوند کا لفظ بہ معنی مالک، فرشتہ اور دیگر انبیاے کرام علیہم و علی نبینا الصلوٰۃ و السلام کے لیے بائبل (پیدائش: ۱۹/۱-۲، ۳۳/۱-۳۴، ۸/۴۵، ۱۸/۴۷، خروج: ۲/۳-۶، ۱/۴-۳۱، خروج: ۲۰/۳۳) میں استعمال ہوا ہے یہاں بھی ایک انسان اور پیغمبر کے لیے استعمال کیا گیا ہو۔

چھٹا اقتباس

مسیح علیہ السلام ایک سامری عورت سے پینے کا پانی مانگتے ہیں۔ وہ کہتی ہے کہ آپ یہودی ہو کر ایک سامری سے پانی کیوں مانگتے ہیں؟ وہ پانی دینے سے انکار کر دیتی ہے۔ مسیح علیہ السلام اسے ایک پانی دکھا کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کا پینے والا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ وہ عورت یہ سن کر آپ سے وہ پانی طلب کرتی ہے تو آپ نے فرمایا: جا، اپنے شوہر کو بلا لا! وہ کہتی ہے: میں بے شوہر ہوں۔ اب آگے کی کہانی بائبل کی زبانی:

"Jesus said unto her, thou hast well said, I have no husband, for thou hast had five husbands, and he whom thou now has is not thy husband, in that said thou truely, the woman saith, Sir I perceive that thou art a Prophet."

(John: 4/16 -19, King James Version, Pub. by Britain)

''یسوع نے اُس سے کہا کہ تو نے خوب کہا کہ میں بے شوہر ہوں، کیوں کہ تو پانچ شوہر کر چکی ہے اور جس کے پاس تو اب ہے وہ تیرا شوہر نہیں ہے، یہ تو نے سچ کہا ہے۔ عورت نے اُس سے کہا اَے خداوند! مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو نبی ہے۔''

(انجیل یوحنا: ۱۶/۴-۱۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

Marfat.com

یہاں بھی وہی اشکالات:

اول- خط کشیدہ عبارت میں اس بات کی وضاحت اور اس کا صاف صاف بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود اپنے کانوں سے اس عورت کی زبانی اپنی نبوت و عبدیت کا اثبات اور اپنی الوہیت کا انکار سنا اور پھر بھی سکوت اختیار فرمایا، کچھ نکیر نہ فرمائی۔ اگر مسیح خدا ہیں اور عیسائی عقیدے کے مطابق یقیناً ہیں تو پھر ان کا سکوت و عدم نکیر کیا قرآن حکیم کی اس آیت:

''اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَ جَعَلَنِیْ نَبِیًّا''

''عیسیٰ نے کہا بے شک میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور نبی بنا کر مبعوث کیا۔'' (سورۃ مریم: ۳۰)

کی تصدیق نہیں کرتا......؟؟؟

دوم- ''عورت نے اس سے کہا اے خداوند مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو نبی ہے'' یہ جملہ اس امر پہ دال ہے کہ اس دور کے لوگوں کا عقیدہ یہی تھا کہ مسیح علیہ السلام ایک نبی مقتدر ہیں۔ اور ابنیتِ مسیح کا نظریہ بعد کی پیداوار ہے جسے منافق یہودی سینٹ پال نے ''ایجاد'' کیا اور دیگر یہودیوں نے نفاق سے کام لے کر خوب عام کیا۔

سوم- اس اقتباس سے جہاں یہ مستفاد ہوتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کے زمانے والے آپ کو نبی برحق مانتے تھے وہیں اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کاتبینِ اناجیل جنھیں عیسائی عقیدۂ تثلیث (**Trinity**) کے اماموں سے شمار کرتے ہیں خود ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کیوں کہ انہوں نے عامۃ الناس کے قول کو بلا تردید و اِنکار نقل کیا۔ علاوہ ازیں عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ حوارئین نے وہی لکھا جو خدا نے انہیں الہام کیا ہے۔ تو اگر خدائے عیسائیت اس عقیدے کو غلط مانتا تو وہ ضرور بہ ضرور ناقلین اناجیل کے ''اخاذ دلوں'' پہ اس کا رد بھی اِلقا کر دیتا اور وہ لکھ دیتے (جیسے قرآن حکیم میں کفار و مشرکین کے خرافات کے بیان کے بعد ان کا رد بھی ہے)

Marfat.com

مگر نہ خدا نے الہام کیا اور نہ ہی ان حضرات نے قلم بند کیا جس سے لازم آتا ہے کہ خود عیسائیوں کے خدا کے نزدیک بھی مسیح علیہ السلام نبی برحق ہیں نہ کہ ''ابن اللہ'' اور ''اقانیمِ ثلاثہ'' کے ایک جز۔ ورنہ اظہارِ حقیقت کی اشد ضرورت کے وقت بھی خاموشی اختیار کرنے والوں (کاتبینِ اناجیل بہ شمول ''خدائے عیسائیت'') کے متعلق ہم اس کے سوا کیا کہہ سکتے ہیں:

''اَلسَّاکِتُ عَنِ الْحَقِّ شَیْطَانٌ أَخْرَسُ''

''حق گوئی کی قدرت واستطاعت اور اشد حاجت کے باوجود حق بولنے سے احتراز کرنے والا گونگا شیطان ہے۔''

ساتواں اقتباس

"Many of the people therefore when they heard this saying, said, of a truth this is the Prophet, others said this is the Christ."

(John: 7/40-41, King James Version, Pub. by Britain)

''پس بھیڑ میں سے بعض نے یہ بات سن کر کہا کہ بے شک یہی وہ نبی ہے، اوروں نے کہا یہ مسیح ہے۔''

(انجیل یوحنا: ۷/۴۰۔۴۱، مطبوعہ بنگلور، سن ۲۰۰۹ء/ انجیلِ برناباس اردو ص ۱۲۷)

آٹھواں اقتباس

"And by the way he asked his disciples saying unto them, whom they men say that I am? and they answered John, the Baptist, but some say E-li-as and otheres one of the Prophet, and he said unto them but who say ye that I am? and Peter answered and saith unto him thou art the christ." (Mark: 8/27-29, King James Version, Published by Britain)

Marfat.com

"اور راہ میں اس نے اپنے شاگردوں سے یہ پوچھا کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یوحنا (یحییٰ علیہ السلام) بپتسمہ دینے والا اور بعض ایلیاہ (الیاس علیہ السلام) اور بعض نبیوں میں سے کوئی۔ اس نے ان سے پوچھا لیکن تم مجھے کیا کہتے ہو؟ پطرس نے جواب میں اس سے کہا تو مسیح ہے۔" (مرقس: ۸/ ۲۷۔۲۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، سن ۲۰۰۹ء)

مذکورہ دونوں اقتباسوں میں اس امر کی صراحت ہے کہ آپ کے زمانے والے، دن ورات اور صبح وشام آپ کے افعال واخلاق کا مشاہدہ کرنے والے اور آپ کی صحبت میں لیل ونہار گذارنے والے اشخاص آپ کو ایک نبی ہی مانا کرتے تھے۔ فی الحال یہاں اس بحث میں ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کہ وہ آپ کو عیسیٰ کہتے تھے یا یحییٰ؟ الیاس کہتے تھے یا مسیح؟ بہر صورت ہمارا مدعا ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے بابرکت زمانے والے آپ کو ایک نبی ہی مانتے تھے۔ اور آپ کی الوہیت اور ابنیت کا عقیدہ ان فتنہ پرور یہودیوں کا اختراع کردہ ہے جو آپ کی مدتِ قیام تک آپ کے سخت مخالف اور دشمن رہے اور رفعِ آسمانی کے بعد اچانک متصلّب ہی نہیں، متشدد مسیح پرست بن گئے۔ اس سے ان کا مقصود اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ مسیح علیہ السلام کی حقیقی تعلیمات کو دنیا سے مٹا دیں (ان شاء اللہ اس موضوع پر اگلی کسی کتاب میں تفصیل پیش کی جائے گی۔ عنبر مصباحی)

مذکورہ دونوں اقتباسوں میں ہے کہ بعض افراد اور پطرس نے آپ کو مسیح کہا۔ اور نبی اور مسیح کو اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ دونوں میں تغایر وتنافی کا اشعار ہوتا ہے مگر حقیقت یہی ہے کہ دونوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ جیسا کہ لفظ مسیح کا معنی ومفہوم جاننے کے بعد واضح ہو جاتا ہے۔ مسیح کے مفہوم کی تعین میں زیادہ مشقت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ لوقا نے خود مسیح علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا ہے:

"The spirit of the Lod is upon me, because he

Marfat.com

hath anointed me to preach the gospel to the poor, he hath sent me to heal the brokenhearted, to preach deliverance, to the captives and recovering of sight to the blind."

(Luke: 4/18, King James Version, Published by Britain)

"خداوند کا روح مجھ پر ہے اس لیے اس نے مجھے غریبوں کو خوش خبری دینے کے لیے مسح کیا، اس نے مجھے بھیجا کہ ٹوٹے دلوں کو جوڑوں اور قیدیوں کو رہائی اور اندھوں کو بینائی کی خوش خبری دوں۔"

(لوقا:۴/۱۸مطبوعہ بنگلور، ۲۰۰۹ء)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مسیح پر کس خدا کی روح ہے اور کس نے انہیں مبعوث کیا......؟

تثلیثی عقیدے میں تو مسیح "اقانیمِ ثلثہ" کے مجموعہ کا ایک جزوِ لاینفک ہیں۔ پھر جدا کیسے ہوئے......؟؟؟

جس نے انہیں مبعوث کیا اور ان پر اپنی روح نازل کی وہ یسوع کا غیر ہے جس کی طرف مسیح محتاج ہوئے۔ اور ایک محتاج چیز خدا نہیں۔ (ان شاء اللہ اگلی کسی کتاب میں "اقانیم ثلثہ" پر بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔ عنبر مصباحی)

نواں اقتباس

شمعون نامی ایک فریسی نے مسیح علیہ السلام کی دعوت کی۔ شہر کی ایک بدچلن عورت کو جب یہ اطلاع ملی کہ مسیح شمعون کے گھر دعوت میں آئے ہوئے ہیں تو وہ سنگِ مرمر کے عطردان میں عطر لے کر آئی۔ عیسیٰ علیہ السلام کے پاؤں کو آنسوؤں سے بھگونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے اسے پونچھنے لگی۔ قدموں کا بوسہ لینے لگی۔ عطر ملنے لگی۔ یہ منظر دیکھ کر شمعون اپنے دل میں کہنے لگا کہ اگر یہ شخص نبی ہوتا تو ضرور جانتا کہ کیسی بدچلن عورت اسے چھو رہی ہے......؟؟؟ مسیح علیہ السلام نے اس کے وسوسے پر مطلع ہو کر ارشاد فرمایا: اے

Marfat.com

شمعون! مجھے تم سے کچھ کہنا ہے: کسی کے دو قرض دار تھے ایک پانچ سو دینار کا دوسرا پچاس کا۔ اس نے دونوں کو بخش دیا، پس ان میں سے کون اس سے زیادہ محبت کرے گا......؟ شمعون نے کہا: میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا ہے۔ اب آگے کا واقعہ بائبل کی زبان سے ملاحظہ فرمائیں:

"And he turned to the woman and said unto simon I intered into thine house thou gavest me no water for my feet but she hath washed my feet with tears therefore I say unto thee, her sins which are many are forgiven."

(Luke: 7/38-47, King James Version, Pub. by Britain)

''اور اس عورت کی طرف پھر کر اس نے شمعون سے کہا میں تیرے گھر میں آیا تو نے میرے پاؤں دھونے کو پانی نہیں دیا مگر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے بھگو دیے اسی لیے میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اس کے گناہ جو بہت تھے معاف ہوئے۔''

(لوقا: ۷/ ۳۸۔۴۷ مطبوعہ ہند، ۲۰۰۹ء/ انجیل برنباس: ب ۲۹ ص ۱۸۲)

اس اقتباس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ جیسے ہی شمعون کے دل میں آپ کی نبوت کے متعلق شبہہ پیدا ہوتا ہے۔ مسیح علیہ السلام اس شبہہ کو زائل کرتے ہوئے شمعون کے دل کو مثال کے ذریعے صاف وستھرا بنا دیتے ہیں۔ ذاتِ مسیح کو بھی یہی بات پسند ہے کہ لوگ آپ کو نبی مانیں نہ کہ ''ابن اللہ'' اور ''اقانیم ثلثہ'' کا جز۔ اسی مضمون کو قرآن حکیم بہ ایں طور بیان کرتا ہے:

''لَن يَسْتَنكِفَ الْمَسِيحُ أَن يَكُونَ عَبْدًا لِّلَّهِ''

''مسیح کو اللہ کا بندہ ہونا پسند ہے''۔ (سورۃ النساء: ۱۷۲)

Marfat.com

بائبل میں درسِ توحید

اب اگر قرآنِ حکیم اور عیسیٰ مسیح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ و السلام کی دعوتِ توحید کو مسیحیوں کی بائبل سے بھی مزید تائید حاصل ہو جائے تو کیا کہنا۔ اب ہم ذیل میں بائبل کے ''توحیدی اقتباسات'' قرآن حکیم کی ''توحیدی آیات'' کے تقابل کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔ پڑھیے اور آنکھوں کو ٹھنڈا کیجیے!

پہلا اقتباس

"Thus said the Lord the King of Israel and his redeemer the Lord of Hosts, I am the first and I am the last and beside me there is none God."

(Isiah: 44/6-8, King James Version, Published by Britain)

''خداوند اسرائیل کا بادشاہ اور اس کا فدیہ دینے والا رب الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں ہی اول اور میں ہی آخر ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔'' (کتاب یسعیاہ: ۶/۴۴۔۸، مطبوعہ بنگلور، ۲۰۰۹ء)

اور قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

''هُوَ الْاَوَّلُ وَ الْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ''

''وہی اول ہے وہی آخر ہے وہی ظاہر ہے وہی باطن ہے اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے۔'' (سورۃ الحدید: ۳۔۴)

اور فرماتا ہے:

''اِنِّىٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِىْ''۔

''میں ہی خدا ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں تو میری ہی پرستش کرو!''

(سورۃ طٰہٰ: ۱۴)

کیا بائبل کے مذکورہ بالا اقتباس اور قرآن حکیم کی مذکورہ آیتوں میں کچھ اختلاف

بھی ہے......؟؟

بائبل کی اس آیت سے یہ ماخوذ ہوتا ہے کہ خدا صرف ایک ہے، نہ اس سے پہلے کوئی خدا، نہ اس کے بعد کوئی خدا۔ یعنی خدائی میں اولیت اور ثانویت نہیں ہوتی ہے۔ اس اقتباس کے خط کشیدہ جملوں میں غور کریں اور پھر عیسائیت کے اس دعویٰ کا تجزیہ کیجیے کہ تین' باپ، بیٹا اور روح القدس کے مجموعہ کا نام خدا ہے۔ ظاہری بات ہے کہ باپ پہلے اور بیٹا بعد میں ہوتا ہے۔ اس طرح عیسائی عقیدے کے مطابق خدائی میں اولیت وثانویت پیدا ہو جاتی ہے جو عقل اور بائبل کی درج بالا آیت کے خلاف ہے۔

دوسرا اقتباس

"For thus saith the Lord that created the heavens, God himself that formed the earth and made it, he had established it, he created it not in vain, he formed it to be inhabited, I am the Lord and there is none else."

(Isiah: 45/18, King James Version, Published by Britain)

''کیوں کہ خداوند جس نے آسمان پیدا کیے وہی خدا ہے اسی نے زمین بنائی اور تیار کی، اسی نے اسے قائم کیا اس نے اسے عبث پیدا نہیں کیا، وہ یوں فرماتا ہے کہ میں خداوند ہوں اور میرے سوا کوئی خدا نہیں۔''

(یسعیاہ: ۴۵/۱۸، مطبوعہ بنگلور، ہند، سن ۲۰۰۹ء)

بائبل کی اس عبارت اور قرآن حکیم کی درج ذیل آیت کے مفہوم میں کتنی مطابقت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

''اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً...... فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا'' (سورۃ البقرۃ:۲۲)

''وہی رب ہے جس نے (زمین و آسمان کو عبث پیدا نہیں کیا بل کہ) تمھارے

لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا......تو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ!"

تیسرا اقتباس

"A just God and a Saviour there is none beside me, look unto me and be ye saved all the ends of earth for I am God and there is none else."

(Isiah: 45/21-22, king James Version Pub. by Britian)

"صادق القول اور نجات دینے والا خدا میرے سوا کوئی نہیں، اے انتہائی زمین کے رہنے والو! تم میری طرف متوجہ ہو جاؤ اور نجات پاؤ کیوں کہ میں خدا ہوں اور میرے سوا کوئی نہیں۔"

(یسعیاہ:۴۵/۲۱۔۲۲،مطبوعہ بنگلور،ہند،سن ۲۰۰۹ء)

اوپر ذکر کیے گئے تیسرے اقتباس اور قرآن حکیم کی اس آیت کریمہ:

"وَ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ"

"تمہارا خدا صرف ایک ہے، اس رحمٰن ورحیم کے سوا کوئی خدا نہیں۔"

(سورۃ البقرۃ:۱۶۳)

کے معنی ومفہوم میں سو فیصدی موافقت ہے یا نہیں..........؟؟

قسم اللہ جل شانہ کی......! بائبل کی ان جیسی آیات ہی قرآن حکیم کی مقدس آیت کریمہ:

"فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَ هُدًى وَّ بُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ"

"تو اس لیے کہ قرآن کو جبرئیل نے آپ کے قلب اطہر پہ نازل کیا جو اپنی اگلی کتابوں {توریت، انجیل اور زبور} کی تصدیق کرتا ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت وبشارت والی ہے۔" (سورۃ البقرۃ:۹۷)

کی تصدیق کرتی ہیں۔

Marfat.com

چوتھا اقتباس

اللہ رب العزت نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف دعوت وتبلیغ کے لیے جانے کا حکم دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی زبان کی لکنت کا عذر پیش کیا۔اور آگے بائبل کی زبانی:

"And the Lord saith unto him who hath made man's mouth? or who maketh the dumb? or deaf? or the seeing or the blind? have not I Lord? now therefore go and I will be with thy mouth, and teach thee what thou shalt say."

(Exodus: 4/10-12, King James Version, Pub. by Britain)

''تب خداوند نے اس سے کہا آدمی کا منہ کس نے بنایا ہے؟ اور کون گونگا یا بہرا یا بینا یا اندھا کرتا ہے؟ کیا میں ہی خداوند یہ نہیں کرتا سو تو اب جا اور میں تیری زبان کا ذمہ لیتا ہوں۔اور تجھے سکھاتا رہوں گا کہ تو کیا کیا کہے۔''

(خروج: ۴/۱۰-۱۲ مطبوعہ بنگلور، انڈیا، سن ۲۰۰۹ء)

اس اقتباس میں بھی ''کیا میں ہی خداوند یہ نہیں کرتا؟'' حصر کے ساتھ ہے کہ وہی یکتا رب ہے جس نے تمام جن وانس، چرند و پرند اور ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اسی مفہوم کو قرآن حکیم نے یوں بیان فرمایا ہے:

''يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ''

''اے لوگو! صرف اسی واحد رب (غیر اقانیم ثلثہ) کی پوجا کرو جس نے تمہیں اور تمہارے تمام اگلوں کو پیدا کیا۔'' (سورۃ البقرۃ:۲۱)

اور دوسری جگہ فرمایا:

''الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ''

''اسی کے لیے زمین و آسمان کی بادشاہت ہے، نہ اس نے کسی لڑکے کو

Marfat.com

جنا، نہ ہی بادشاہت میں اس کا کوئی شریک ہے، اسی ذاتِ فرید و یکتا نے ہر موجود کو پیدا کیا۔" (سورۃ الفرقان:۲)

بائبل میں توحیدی دعوت کے مزید حلوے کھانے کے لیے خروج: ۲۰/ ۴_۶، ۲۲/۲۰، ۳۲/ ۸، استثنا: ۴/ ۲۳_۲۸، ۴/ ۳۵، ۴/ ۳۹، ۵/ ۷_۱۰، ۳۲/ ۳۹، سلاطین اول: ۸/ ۶۰، ۱۸/ ۳۷_۳۹، زبور: ۲۸/ ۱، ۶۲/ ۵_۶، ۶۵/ ۱_۱۳، ۶۶/ ۱_۲۰، ۶۷/ ۱_۷، ۶۸/ ۱۹، یسعیاہ: ۴۳/ ۱۱، ۴۳/ ۲۵، ۴۴/ ۱_۶، ۴۴/ ۸، ۴۵/ ۱_۷، ۴۵/ ۱۴_۱۷، ۴۵/ ۱۸، ۴۵/ ۲۱_۲۲، ۴۶/ ۹، ۴۹/ ۵_۷، ۵۱/ ۹، ۵۱/ ۱۲، ۵۱/ ۱۵، ۵۴/ ۵، ۶۳/ ۱۱_۱۷، ۶۶/ ۲_۵، یرمیاہ: ۱۰/ ۱۲، ۱۴/ ۲۲، یوایل: ۲/ ۲۷، ہوسیع: ۲/ ۸، ۱۳/ ۴، ۱۴/ ۸، عاموس: ۲/ ۱۰_۱۶، ۴/ ۱۳، ۵/ ۷_۹، حبقوق: ۱/ ۱۲، زکریا: ۱۲/ ۱، یہوداہ: ۲۵، مرقس: ۱۲/ ۲۹، یوحنا: ۸/ ۴۱_۴۲" کا مطالعہ کریں۔

جب ہم نے بائبل کی تقریباً پچاس آیات کے حوالے سے اس بات کا ثبوت پیش کر دیا کہ عقیدۂ توحید ہی اصل الاصول اور قدیم ہے۔ بائبل کے اقتباسات سے، دورِ مسیحی کے اشخاص کے کلمات سے اور خود بہ زبانِ یسوع یہ ثابت کر دیا گیا کہ عیسیٰ علیہ السلام ایک نبی برحق ہیں نہ کہ ابن اللہ اور اقانیم ثلثہ کے جز، تو پھر عقیدۂ تثلیث کو عقل و نقل کے خلاف کیوں نہ کہا جائے......؟؟

ہو سکتا ہے کہ ان توحیدی اقتباسات کو دنیائے عیسائیت کا کوئی سپوت یہ کہہ کر مسترد کرنے کی ناکام کوشش کرے کہ بائبل میں شامل توریت اور کتابِ یسعیاہ زمانۂ یسوع اور انجیل کے نزول سے قبل کی ہیں۔ جب مسیح علیہ السلام تشریف لائے اور اناجیل کی تالیف ہوئی تو تمام سابقہ احکام منسوخ ہو گئے۔ ہم ان کے جواب میں صرف اتنا ہی نقل کرنا چاہیں گے:

"The grass with earth the flower fadeth but the word of our God shall stand for ever."

(Isiah: 40/8, King James Version Published by Britain)

"گھاس مرجھاتی ہے پھول کملاتا ہے پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم

Marfat.com

ہے۔" (یسعیاہ:۴۰/۸،مطبوعہ بنگلور،انڈیا،۲۰۰۹ء)

جب کلام خدا ابدی ہے اور وہ توحید کا حکم دیتا ہے تو پھر عقیدۂ تثلیث کہاں سے ٹپک پڑا......؟؟

نصاریٰ بھی قبول کرتے ہیں اور بائبل بھی بیان کرتی ہے کہ ان سے قبل ان کے آباؤ اجداد اور بائبل کی دیگر کتب کا عقیدہ یہی تھا کہ خدا ایک ہے تو پھر کون سی ایسی حاجتِ شدیدہ پیش آگئی کہ ان کے خدا کو ایک عملی حکم نہیں بل کہ ایک اہم، مرکزی اور بنیادی عقیدۂ توحید (Oneness) کو منسوخ کر کے تثلیث (Trinity) کا غیر معقول حکم دینے پر مجبور ہونا پڑا............؟؟

اسلام نے صرف چند عملی احکام منسوخ کیے تو مستشرقین نے آسمان سر پہ اٹھالیا اور ذات گرامی وقار ﷺ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنالیا مگر یہاں سارا کا سارا ایمان و کفر اور ان کا پیمانہ ہی بدلا جا رہا ہے پھر بھی کچھ فرق نہیں۔(اسی کتاب کے اخیر میں نسخ، اسلام، اور بائبل کے عنوان پر بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔عنبر مصباحی)

ہوسکتا ہے ہمارے اس استدلال پہ بھی نقض وارد کیا جائے کہ کلام کے ابد تک قائم رہنے سے مراد یہ ہے کہ اس کے الفاظ ابد تک قائم رہیں گے نہ کہ وہ احکام جو ان سے مستفاد ہیں۔ہم اس نقض کا جواب بھی خود دینے کی بجائے بہ لسانِ بائبل اور بہ زبانِ مسیح ہی دینا پسند کریں گے۔مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

"Think not that I am come to destroy the law or the Prophets, I am not come to destroy but to fulfill, for verily I say unto you till heaven and earth pass one jotor one tittle shall in no wise pass from, till all be fulfilled."

(Matthew: 5/17-18, King James Version, Pub. by Britian)

"یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں،

Marfat.com

منسوخ کرنے نہیں بل کہ پورا کرنے آیا ہوں: کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت سے ہرگز نہ ٹلے گا جب تک کہ سب کچھ پورا نہ ہو جائے:"

(انجیل متی: ۵/ ۱۷۔۱۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، انڈیا، ۲۰۰۹ء)

اور توریت و کتب انبیا (جو شاملِ بائبل ہیں) پہ عمل نہ کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"Whosever therefore shall break one of these least commandments and shall teach men so he shall be called the least in the kingdom of heaven, but whosever shall do and teach them the same shall be called great in the kingdom of heavens."

(Matthew: 5/19, King James Version, Published by Britain)

"پس جو کوئی اُن کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا لیکن جو اُن پر عمل کرے گا اور اُن کی تعلیم دے گا وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔" (انجیل متی: ۵/ ۱۹، مطبوعہ بنگلور، انڈیا، ۲۰۰۹ء)

جب خود مسیح علیہ السلام اپنے متبعین کو یہ حکم دے رہے ہیں کہ وہ توریت و دیگر کتب انبیا میں وارد احکام میں سے کسی کو نہ توڑیں بل کہ ان پہ عمل کریں تو پھر ان کی اتباعِ کامل کا دم بھرنے والے اور مفت میں جنت میں جانے کا خواب دیکھنے والے اشخاص کیوں توریت اور کتابِ یسعیاہ میں وارد حکم توحید و عدمِ اشراک کو توڑ کر تثلیث کا اعتقاد رکھتے ہیں......؟؟

یہاں پر ہم عیسائیوں سے صرف تین سوالات کرنا چاہیں گے:

اوّل: آپ کے نزدیک توریت اور انبیا کی کتابوں میں وارد حکم توحید صحیح ہے یا

Marfat.com

نہیں...... ؟؟ اگر درست ہے تو پھر تثلیث سے توبہ کریں ''فانتھوا خیرا لکم'' اور اگر آپ کے نزدیک وہ اقتباسات لائق عمل نہیں ہیں تو پھر آپ حضرات ''پس جو کوئی ان کے چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے بھی کسی کو توڑے گا اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا وہ آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹا (ذلیل و بے وقعت بل کہ کافر) کہلائے گا۔'' کے تحت داخل ہیں یا نہیں......؟؟ ہیں تو ماشاء اللہ والحمد للہ آپ بے مذہب اور بد دین ہیں اور اگر داخل نہیں ہیں تو کیوں...... ؟؟ بائبل کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں......؟؟

دوم: آپ کے نزدیک یسوع علیہ السلام خدا ہیں یا نہیں......؟؟ اگر نہیں ہیں تو ماشاء اللہ جھگڑا ہی ختم۔ اور اگر ''ابن اللہ'' اور ''اقانیم ثلثہ'' کے جز ہیں اور آپ کے عقیدے میں یقیناً ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ان کے حکم کی دھجیاں بکھیر رہے ہیں......؟؟ انہوں نے خود بھی کئی مقامات پر اپنی نبوت کا اظہار فرمایا اور بائبل کی متعدد کتابوں میں وارد حکم توحید پر عمل کرنے کا حکم دیا مگر آپ تو اپنے خدا ہی کے حکم کو ان کے منہ پر مار رہے ہیں۔ آخر کیوں......؟؟

سوم: اتنے ایرادات کے باوجود آپ کے لیے یہ راہ کھلی ہے کہ بائبل سے منقول ان تمام اقتباسات میں عزرا، یوحنا، متی، لوقا اور مرقس (بائبل کے کاتبین بل کہ موجدین) کو غلط روایت و اِنتساب کا الزام دے کر اپنا دامن چھڑا لیں مگر اس صورت میں آپ کا یہ دعویٰ کہ اناجیل اربعہ کے تمام حروف منزل من اللہ اور دیگر کتبِ انبیا محفوظ عن الخطاء ہیں دھرا کا دھرا رہ جائے گا اور آپ کے دین کی تمام بنیادیں چھٹی لے کر صحرا و بیابان کی سیر کو چلی جائیں گی۔

عیسائیوں کے اِیمان کو تولنے کا ترازو

نمکین کے بعد تبدیل ذائقہ کی خاطر میٹھا ہو جائے۔ ہم آپ کو ایک ایسے ترازو کا

Marfat.com

پتہ بتارہے ہیں جس کی مثل ایجاد کرنے سے امریکہ ویورپ کے اعلیٰ دماغ سپوت بھی تاقیامِ قیامت قاصر وعاجز رہیں گے!

ایک لڑکے پہ بھوت پریت کا سایہ تھا۔ مسیح کے شاگردوں نے اسے دور کرنے کی بہت کوشش کی مگر کامرانی نہ ملی۔ مسیح علیہ السلام نے چٹکی بجاتے ہی بیماری دور کر دی، شاگردوں نے پوچھا کہ ہم کیوں نہ کر سکے؟ تو مسیح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"For verily I say unto you, If you have faith as a grain of mustard seed, ye shall say unto this mount remove hence to yonder place and it shall remove, and nothing shall be impossible unto you."

(Mark: 11/21-24, Matthew: 17/20, King James Version, Published by Britain)

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لیے ناممکن نہ ہوگی۔''

(انجیل مرقس: ۱۱/۲۱۔۲۴، انجیل متی: ۱۷/۲۰، مطبوعہ بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اِس اقتباس کی روشنی میں ہم بہ آسانی عیسائیوں کے ایمان کو پرکھ سکتے ہیں۔ ہر عیسائی سے کہیے کہ وہ تاج محل کو آپ کے محلے میں پہنچا دے اور پھر آپ اسے اپنے محبوب کا مقبرہ بنا کر اپنی محبت کے نقوش کو جاودانی رنگ اور دائمی زندگی دے دیجئے۔ مگر آپ کا مطالبہ سن کر وہ بغلیں جھانکنے پر مجبور نظر آئیں گے۔ کتنے عیسائی ہیں جنہوں نے ایک درخت کو بھی ادھر سے ادھر کیا ہے......؟؟

ایک بھی ایسے نہیں ہیں تو پھر وہ اپنے ابن اللہ یسوع مسیح کے قول کی روشنی میں اپنے بے دین ہونے کا اعتراف کرلیں۔

ایک شبہہ یہ باقی رہ جاتا ہے کہ مسیح نے تو اپنے شاگردوں سے یہ جملہ کہا تھا۔ اس وقت ان کے علاوہ دیگر عیسائی تھے ہی نہیں تو پھر انہیں اس کا مخاطب بنانا کیسے

درست ہوگا؟؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کسی بھی قول کا مخاطب پوری امت ہوتی ہے جب تک کہ کوئی دلیلِ خصوص اس پر وارد نہ ہو۔ اور اگر اس سے تمام عیسائی مراد نہ ہوں تو پھر سنیے......!

مسیح علیہ السلام نے ان حوارین کے دعوی ایمان کو خارج کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لیے ناممکن نہ ہوگی۔''

اس جملے میں ان حوارین کے دل میں چھپے نفاق کی طرف رمز فرمایا تبھی تو رائی کے دانے کی مثال پیش فرمائی۔ اور اس امر کی تقویت اس سے بھی ہوتی ہے کہ انہی بارہ ''معزز حوارین'' میں سے ایک یہودا اسکریوتی نامی شخص نے یہودیوں سے تیس درہم کے عوض مسیح کی جان کا سودا کیا تھا اور مسیح کی گرفتاری و سولی میں (بائبل کے اقتباس کے مطابق) ان کا دستِ راست ثابت ہوا تھا۔ خود بائبل میں ہے:

"Judas Iscariot was one of the twele disciples he went to the chief priest & asked: how much will you give me if I help you arrest Jesus? they paid thirty silver coins, & fom then he started looking for a good chance to betray Jesus."

(Matthew: 26/14-16; Mark: 14/10-11; Luke: 22/3-6, Pub. by American Bible Society, New York America, 1995)

''اس وقت ان بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اسکریوتی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ: اگر میں اسے (مسیح کو) تمھارے حوالے کرادوں تو مجھے کیا دو گے؟ انہوں نے اسے تیس روپے تول کر دے دیے: اور وہ اس وقت سے اسے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا:''

(متی: ۲۶/ ۱۴_۱۶، مرقس: ۱۴/ ۱۰_۱۱، لوقا: ۲۲/ ۳_۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

مسیح علیہ السلام نے جن لوگوں کو "بے دین" کہا ہے اور ان کے دل میں چھپے نفاق کی طرف اشارہ فرمایا انہیں عیسائی مقرب نبی بل کہ موسیٰ و یحییٰ اور الیاس علیہم السلام سے بڑھ کر مانتے ہیں اور انہی پہ اساسِ عیسائیت بھی قائم ہے۔ اور جب وہی بے چارے "بے دین اور منافق" ہیں تو پھر دین عیسائیت کیوں کر "بے دینی اور منافقت" کا نام نہ ہو گا......؟؟ بہ ہر حال خون کا چھینٹا دو دامنوں میں سے کم از کم ایک کو داغ دار ضرور کر رہا ہے جب کہ عیسائیت کی بقا دونوں کے صفا پر موقوف ہے۔

31/03/2010 / ۱۴/۰۴/۱۴۳۱ھ، بہ روز چہار شنبہ، شب ۱۰:۵۸

() () () () ()

Marfat.com

باب دوم

اِسلامی حدود وتعزیرات
بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں

آج کے روشن خیالی اور قدامت دشمنی کے ماڈرن سیلاب میں انسان اور انسانیت کی حفاظت و بقا کافی مشکل ترین امر بنتا جا رہا ہے۔ جدت پسندی کی آندھیاں ہزاروں سالوں سے قائم اور جھولتے پھل دار درختوں کی جڑ و بیخ اکھاڑنے میں لگی ہوئی ہیں۔ قدیم اصول وقوانین کو فرسودہ اور لغو قرار دینے کی ایک مسابقت چل پڑی ہے۔ عمدہ سے عمدہ اور متفق علیہ امور کو فرسودہ اور ری ٹائرڈ قرار دے کر ان کے نام زبردستی پینشن جاری کیا جا رہا ہے۔ فلاح وکامرانی کے ضامن افکار ونظریات اور کامیاب طرزِ معاشرت کو بھی بنیاد پرستی کا لیبل لگا کر باعث ننگ وعار قرار دیا جا رہا ہے۔ تخلیق جہاں کے وقت سے چلے آرہے حیات وزیست کے جامع اخلاق وکردار صرف اس لیے بزم دانش سے نکالے جا رہے ہیں کہ وہ کسی ملحد و بے دین سائنس داں کی ''منفرد عقل'' کے خلاف ہے۔ اور یہ سب بھی اسی جمہوریت کے دور عروج میں ہو رہا ہے جو اکثریت کی رائے اور ان کے خیالات کی حکومت کی قائل ہے۔ آزادیِ رائے اور حقوق کی آزادی کے نعرے اتنی شدت سے بلند کیے جا رہے ہیں کہ انسان تمام دیرینہ اخلاقی اور معاشرتی زنجیروں کو اپنے لیے قید وبند سمجھ کر انہیں توڑنے پہ کمر بستہ اور مجبور کیا جا رہا ہے۔ نوبت ایں جا رسید کہ ایک روشن خیال باپ نے اپنے ماڈرن بیٹے کی کسی امر ناگوار پہ سرزنش کی تو اس نے کہا:

''ڈیڈ! زیادہ جمانے کا نہیں۔ یہ اکیس ویں صدی ہے۔ آزادی کا دور ہے۔''

Marfat.com

ڈیڈی اور ممی کے آخر سے ''ی'' حذف کر کے اکیس ویں صدی کے والدین [Parents] کو یہ پیغام دیا گیا ہے کہ ''ی'' کے ساتھ ان کے اختیارات بھی حذف کر دیے گئے ہیں۔

یہ ماڈرن ایج کی جدت پسندی اور روشن خیالی ہے کہ اب ہر چیز نئی لاؤ۔ اور ایک درزی کے بہ قول:

''پھٹا پینٹ پہننا فیشن اور نیو اسٹائل ہے جب کہ بے پھٹا پہننا قدامت پسندی''

اور اب تو وہ افکار و نظریات جن پر انسانیت کی بقا موقوف و مرکوز ہے وہ بے چارے بھی اکیس ویں صدی کے ان اعلیٰ دماغ اور روشن خیالوں کے روشن خیالی کے نشتر سے مجروح ہوتے جا رہے ہیں۔ جسم فروشی جس کے ایک قبیح اور نا قابل قبول کار ہونے پہ دنیا ہزاروں سال سے بلا تفریق ملک و مذہب متفق رہی ہے آج اسے آزادی اور روشن خیالی کے نئے کلیہ سے قانونی جواز (**Legalization**) مہیا کیا جا رہا ہے۔ صرف اسلام ہی نہیں دنیا کے تمام مذاہب سمیت ہر انسان نے حفظ جان کی حکمت کو مد نظر رکھتے ہوئے قتل و جراحات کی سزا ''قصاص'' متعین کیا ہے۔ اس کائنات کے پھولوں کی خوشبوؤں کو سونگھنے والے، کانٹوں پہ چلنے والے، ہواؤں کو چیر کر مہینوں کا سفر پل بھر میں طے کرنے والے، چاند و سورج کی شعاعوں کو سائنس کی زنجیروں میں جکڑ کر انسانوں کے لیے کار آمد بنانے والے، ماہ تاب پہ کمندیں ڈالنے والے، فضاؤں کو مسخر کرنے والے، پہاڑوں اور چٹانوں میں بسیرا بنانے والے، درختوں کی پتیوں کو بہ طور غذا اور لباس کام میں لانے والے، زرق برق اور شاہی لباس پہننے والے اور اس خاکدانِ گیتی کے ذرے ذرے کی سیاحت کرنے والے جمیع انسان ''جیسا جرم ویسی سزا'' کے اصول پہ آدم تا ایں دم متفق رہے۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً دنیا کی ہر زبان میں ''جیسے کو تیسا''، ''**Tit For Tat**'' اور ''کَمَا تَدِینُ تُدَان'' کے محاورات و مقولہ جات مستعمل ہیں۔ مگر اب نیا دور، نئی امنگیں، نئے محبوب (ہم جنس)، نئی منزلیں

Marfat.com

اور نئے مقاصد کا دور دورہ ہے۔ جب تک دنیا کم ترقی یافتہ اور "نیم جاہل نیم عالم" رہی اس کے دانش ور اور اعلیٰ دماغ سمجھے جانے والوں نے "جیسی کرنی ویسی بھرنی" کو ملکی آئین و دستور کا اہم جز مانا۔ جس کا نتیجہ یہ تھا کہ دنیا امن و محبت، سلم وسلامتی اور امن وسکون سے بھری مختصری جنت نظر آتی تھی۔ مگر جب سے ترقی نے برق سے رفتار مستعار لی ہے اور علم وسائنس کی روشنی تیز ہوگئی ہے تب سے اسلاف بیزاری اور آباؤ اجداد کی "تحمیق" کا طوفان بھی تیز تر ہو گیا ہے۔ نئے دور کے زیادہ علم والے اور ڈھیر ساری ترقی یافتہ انسانوں نے قصاص اور سزاے موت کو فرسودہ اور دورِ جہالت (The Era Of Ignorance) کی علامت بتا کر ختم ہی کر دیا۔ نتیجۃً دنیا میں تقریباً پانچ ہزار سے زیادہ افراد یومیہ قتل کر دیے جاتے ہیں۔ اور یہ دنیا ترقی کی معراج کے باوجود ظلم وستم، حقوق تلفی، غربا آزاری، ناانصافی و بے ایمانی اور چوری وڈکیتی کی آماج گاہ بنتی جا رہی ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج آدم کی اولاد اسی سرزمین پہ جہنم بسانا چاہتی ہے۔

اندھیرا ہی بھلا تھا کہ قدم راہ پہ تھے
یہ روشنی لائی ہے منزل سے بہت دور مجھے

اِسلام میں حدود وتعزیرات

سب سے پہلے ہم ایک امر کی وضاحت کر دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ ہماری تحریریں اور نگارشات غیر جانب داری اور معروضی مطالعہ پہ مبنی ہوتی ہیں۔ انصاف و دیانت کا دامن کسی بھی مذہب کے مطالعہ کے وقت ہم اپنے ہاتھ سے چھوٹنے نہیں دیتے ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی روشن خیال مسلم یا غیر مسلم ہمیں صرف اس لیے تعصب کا الزام دے کہ ہم نے معروضی مطالعہ کے وقت "اسلامی عقائد" اور شریعت اِسلامیہ کے ناقابل تبدیل اور اٹل افکار ونظریات سے اپنے ذہن وفکر کو خالی نہیں کیا تو

Marfat.com

وہ ہمیں شوق سے ایک ''متعصب نثر نگار'' یا ایک ''جانب دار عالم'' کہہ سکتے ہیں۔ کیوں کہ اگر ان کے نزدیک مذہبی قیود و حدود اور اس کے معتقدات سے آزاد ہو کر تحقیق اور ریسرچ کرنے کو ہی معروضی مطالعہ یا غیر جانب دارانہ تحقیق کہتے ہیں تو یہ ''الحادی تحقیق'' ان جیسے محققین کو ہی مبارک ہو! ہم صرف اس لیے مسلمان نہیں ہیں کہ ہماری پیدائش ایک مسلم گھرانے میں ہوئی اور بس۔ بل کہ ہمیں مختلف مذاہب و ادیان کے مطالعہ و تجزیہ کے بعد یہی نتیجہ حاصل ہوا ہے کہ دنیا میں صرف مذہب اسلام ہی وہ کشتی ہے جس کی رفاقت میں انسان فلاح کے ساحل تک کا سفر کام یابی کے ساتھ طے کر سکتا ہے۔ ہم تو اسلام کے وہ خادم اور سپاہی ہیں جنھوں نے عصر حاضر کی تلوار ''قلم و قرطاس'' کو ہی اپنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اسی سے اشاعتِ اسلام مقصود اور تبلیغِ دین مطلوب ہے۔ ہم ایک لمحے کے لیے بھی اپنے دل سے اسلامی معتقدات اور قرآنی پیغامات کو الگ کر نہیں سکتے ہیں۔

اِسلام نے نسل انسانی اور اس کے اعضاء و جوارح کی حفاظت کے عظیم مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان پر کی جانے والی زیادتیوں کی سزا ''قصاص'' یعنی اسی کی مثل کو متعین کیا اور قرار دیا ہے۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

''یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى''

''اے مومنو! تم پر مقتولوں کے معاملے میں مثل کو واجب کیا گیا۔''

(سورۃ البقرۃ:۱۷۸)

اور اس کی حکمتوں کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

''وَ لَكُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوةٌ یّٰۤاُولِی الْاَلْبَابِ۔''

''اے دانش مندو! تمہارے لیے (قتل و جراحات کے معاملے میں) قصاص میں ہی زندگی ہے''۔ (سورۃ البقرۃ:۱۷۹)

لیکن سطح بینوں کو حکم قصاص ایک جابرانہ و ظالمانہ اور حقوقِ انسانی مخالف قانون

Marfat.com

نظر آتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "موت میں حیات" یہ کیسے ہو سکتا ہے......؟؟ مگر دانش وری کے سمندر کی غوطہ زنی کر کے صدف نکالنے والے اور ان موتیوں کی چمک سے ساری دنیا کی عقلوں کو خیرہ کر دینے والے علمائے اسلام اور مفسرینِ کرام ارشاد فرماتے ہیں:

"قصاص" کے وجود سے ہی نوعِ انساں کی حفاظت و صیانت مربوط ہے۔ کیوں کہ جب کسی شخص کو اس امر کا خوف ہو گا کہ کسی دوسرے کی جان لینے کے عوض اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ کسی شخصِ آخر کے ہاتھ، پاؤں، کان، ناک، آنکھ وغیرہ اعضا کو ضائع کرنے کی سزا میں اسے بھی ان ہی دردناک سزاؤں کا سامنا بہ ہر حال کرنا ہو گا تو وہ جوش و جذبات کی روانی میں بے حس تنکے کی طرح بہنے سے قبل سینکڑوں اور ہزاروں مرتبہ "ترکۂ سلیمانی" کو استعمال کرے گا۔ اور کوئی بھی زندہ عقل اسے جلد مشتعل ہونے نہیں دے گی۔ اور اس طرح قتل و غارت گری، خدا کی حسین مخلوق کے چہرے پہ تیزاب ڈالنے اور عضوِ انسانی کو قطع و برید کرنے کا معاملہ کم ہی نہیں بل کہ "نہیں" کی حد تک پہنچ جائے گا اور روے زمین انسانی خون سے سیرابی کے باعث بنجر اور ناقابل کاشت ہونے سے محفوظ ہو جائے گی۔ مگر اس کے برخلاف اگر "قصاص" کا حکم نہ ہو اور سرکشی پہ آمادہ شخص کو یہ معلوم ہو کہ وہ دوسرے انسان کی جان لینے کے بعد بھی گلشنِ زیست کی معطر کلیاں (اگرچہ ہلکی خاردار ہی ہوں) چن سکے گا اور "ماڈرن انصاف" اس کی زندگی کا ضامن ہو گا تو پھر اسے معمولی اور لا یعبا بہ باتوں پہ بھی اپنے ہم نوعوں کو قتل کرنے اور اشتعال کے جذبات میں جھلس کر دوسروں کو آگ میں ڈالنے سے کوئی نہیں روک سکے گا کیوں کہ روکنے والا صرف قانون ہوتا ہے اور وہ بے چارہ تو اب بوڑھا ہو کر وظیفہ خواری کی زندگی گذارنے یورپ جا چکا ہے۔

اسی طرح اسلام نے حفظِ نسل کی خاطر محصن اور محصنہ (غیر کنوارے مرد و عورت) کو زنا کی پاداش میں رجم کرنے کا حکم دیا ہے:

"اَلشَّیخُ وَ الشَّیخَۃُ اِذَا زَنَیَا فَارْجِمُوْھُمَا اَلْبَتَّۃَ نَکَالاً مِّنَ اللّٰہِ۔

Marfat.com

''محصن اور محصنہ اگر زنا کریں تو انہیں ضرور سنگ سار کرو یہ سزا (دیگر انسانوں کے لیے) اللہ کی جانب سے عبرت اور عقال ہوگی''۔

(المستدرك للحاكم: رقم الحديث ۸۱۸۵، ۲۹۵۳، المعجم الكبير للطبراني: رقم الحديث ۲۰۳۲۱، ۲۰۹۶۲، صحيح ابن حبان: رقم الحديث ۴۵۰۵، سنن ابن ماجة: رقم الحديث ۲۶۰۵، سنن الدارمي: رقم الحديث ۲۳۷۸، مسند احمد: رقم الحديث ۲۱۸۰۸، الموطا للامام محمد: رقم الحديث ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۴)

تاکہ بدکاری کا بازار بند رہے تو نسلِ انسانی کی صیانت اور مہذب معاشرے کی تشکیل آسان و سہل تر ہو سکے۔ اسی کے مثل قرآن حکیم نے ملک اور شہریوں کی حفاظت کی خاطر ڈاکوؤں کے قتل اور چوروں کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا ہے جو عقل انسانی (اور خود بائبل کی رو سے درست ہے۔ جیسا کہ آگے آرہا ہے) کے عین مطابق ہے کیوں کہ ناقابلِ برداشت سزاؤں کا تصور اور اس کا ہمہ وقت خیال ہی مباشرتِ جرم سے روکنے کا سب سے اہم اور مؤثر ہتھیار ہے۔ عبرت ناک سزاؤں کو دیکھ لینے کے بعد کوئی بھی ان چیزوں کی طرف اضطرار کے بغیر ہرگز مائل نہ ہوگا (جیسا کہ آگے خود بائبل کے الفاظ میں آرہا ہے) برخلاف اس کے اگر قانون ''تارِ عنکبوت'' سے بنایا گیا ہو یا اس کی گرفت ڈھیلی ہو تو پھر ''لاقانونیت'' کا ہی قانون چلے گا اور سلطنت کے اصل حکم راں ''فوضویت'' اور ''انارکی'' ہی ہوں گے اور انہیں کے متحدہ الائنس کو اِقتدار کی زریں کرسی نصیب ہوگی جیسے آج کل کے ''ماڈرن اور ترقی یافتہ دور'' میں ہو رہا ہے کہ عملاً صدر اور وزیر اعظم سے زیادہ اختیارات ''لاقانونیت'' اور ان کے رضاعی ماں باپ (جرائم پیشہ سیاست دانوں) کو حاصل ہیں۔

اِسلامی حدود و تعزیرات بائبل کی نظر میں

روشن خیالی، اسلاف بیزاری اور جدت پسندی کی مسموم ہواؤں سے سارے جہاں کے موسم کی بہاروں کو جلا کر ''نمرودی خزاں'' کے ''نادر جلوے'' دکھانے والی اور

قصاص کی وجہ سے (صرف قصاص ہی نہیں بل کہ اس کے علاوہ اور بہت سی چیزوں میں اسلام کی بے جا مخالفت میں دن ورات کے چین وسکوں ختم کردینے والی اور) اِسلام، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن وحدیث اور اللہ عزوجل کی ''احمقانہ دشمنی'' خرید کر بلاعوض ''فروخت'' کرنے والی قوم عیسائیوں کی کتابِ مقدس بائبل بھی ''حکم قصاص و سزائے موت'' سمیت دیگر حدود میں اسلام اور شریعتِ اسلامیہ کی موافقت کرتی اور عالم گیر آفاقی پیغام قرآن حکیم کے شانہ بہ شانہ اور اس کے قدم سے قدم ملا کر چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔

جان کا قصاص جان، عضو کا عضو اور جلانے کا قصاص جلانا ہے

بائبل کی کتاب احبار میں ہے:

"And he that killeth any man shall surely be put to death. And he that killeth a beast shall make it good; beast for beast. And if a man cause a blemish in his neighbour; as he hath done, so shall it be done to him; Breach for breach, eye for eye, tooth for tooth: as he hath caused a blemish in a man, so shall it be done to him again. And he that killeth a beast, he shall restore it: and he that killeth a man, he shall be put to death."

(Leviticus: 24/17-21, King James Version)

''اور جو کوئی کسی آدمی کو مار ڈالے وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ اور جو کوئی کسی چوپائے کو مار ڈالے وہ اُس کا معاوضہ جان کے بدلے جان دے۔ اور اگر کوئی شخص اپنے ہم سایہ کو عیب دار بنادے تو جیسا اُس نے کیا ویسا ہی اُس سے کیا جائے۔ یعنی عضو توڑنے کے بدلے عضو توڑنا ہو

Marfat.com

اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ جیسا عیب اُس نے دوسرے آدمی میں پیدا کردیا ہے ویسا ہی اُس میں بھی کردیا جائے۔ الغرض جو کوئی کسی چوپائے کو مار ڈالے وہ اُس کا معاوضہ دے پر اِنسان کا قاتل جان سے مارا جائے۔" (احبار:۲۴/۱۷۔۲۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

ایک دوسرے مقام پہ قصاص کے متعلق بائبل میں معزز نبی موسیٰ علیہ السلام کا قولِ صادق (بائبل میں تین طرح کی آیات ہیں: 1-جن کے بطلان میں کوئی شبہ نہیں جیسے ہارون علیہ السلام کی طرف بت پرستی اور لوط علیہ السلام کی طرف اپنی بیٹیوں سے بدکاری کی نسبت، معاذ اللہ، صد معاذ اللہ۔ 2-جن کے حق ہونے میں کوئی ریب نہیں جیسے فرعون سے نجات اور اس کا لشکریوں سمیت ڈوبنا۔ 3-جن کی حقانیت و بطلان کے متعلق سکوت ہی اولیٰ و مناسب ہے جیسے حضرت سلیمان علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ و السلام کے ازواج کی تعداد۔ عنبر مصباحی) ان الفاظ میں مذکور ہے:

"The payment will be life for life, eye for eye, tooth for tooth, head for head, foot for foot, burn for burn, cut for cut, and bruise for bruise."

(Exodus: 21/23-25, Published by American Bible Society New York, America, 1995)

"تو جان کے بدلے جان لے۔ اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔ اور دانت کے بدلے دانت اور ہاتھ کے بدلے ہاتھ۔ پاؤں کے بدلے پاؤں۔ جلانے کے بدلے جلانا۔ زخم کے بدلے زخم اور چوٹ کے بدلے چوٹ۔"

(خروج:۲۱/ ۲۳۔ ۲۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

کیا بائبل کی یہ آیت قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ نہیں ہے:

"وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ، وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ، وَ الْاَنْفَ

بِالْاَنْفِ، وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ، وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ، وَ الْجُرُوْحُ قِصَاصٌ ؕ"

"ہم نے بنی اسرائیل پہ توریت میں یہ بات فرض کی ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک، کان کے بدلے کان، دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے قصاص بھی انہی کے مثل ہیں۔ (یہ احکام اسلام میں بھی باقی ہیں)۔" (سورۃ المائدۃ:۴۵)

کوئی انصاف پسند ہو تو ہمیں بتائے کہ جب بائبل اور قرآن میں حدود و تعزیرات ایک جیسے ہیں تو پھر کس طرح قرآن دہشت گردی کا منبع اور بائبل فروغ امن کا ضامن بن گیا......؟؟؟

جب بائبل اور قرآن میں حدود و قصاص یکساں ہیں تو پھر کیسے قرآن دہشت گردی کا داعی اور بائبل امن کا پیام بر قرار پایا......؟؟؟

یہ حادثہ کب، کیسے اور کس صدی میں پیش آیا......؟؟؟ اس کی تفصیلی اور تاریخی اطلاع اگر ہمیں یورپی محققین دے دیں تو ہم ان کے بے حد شکر گذار ہوں گے۔

بائبل پہ ایمان رکھنے والے ذرا یہ بتائیں کہ انسانوں کو بے رحم آگ میں ڈالنا اور جلانا کیسا ہے......؟؟

کیا یہ حقوقِ انسانی کی محافظت ہے......؟؟

ایک طرف انصاف پسندی اور روشن خیالی کا نعرہ لگا کر غریب اور پس ماندہ ممالک سمیت ترقی پذیر سلطنتوں کو بھی ذہنی اور معاشی غلام بنانے کی تگ و دو میں رہتے ہیں اور دوسری طرف اسی بائبل کا ترجمہ دنیا کی ہر زبان میں کروا کے مفت اور رعایتی قیمتوں میں تقسیم کیا جاتا اور اسے نجات دہندہ بنا کر پیش کیا جاتا ہے جس میں یہ وحشیانہ احکام ہیں۔ یہ دوغلی پالیسی کب تک......؟؟

کیا بائبل کی طرح قرآن حکیم میں بھی آدم کی اولاد کو زندہ یا مردہ جلانے کا حکم ہے......؟؟ اگر ہے تو ہمیں دکھایئے......؟؟

Marfat.com

اور اگر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو پھر انصاف و دیانت کا دامن تھامتے ہوئے اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی بند کریں۔ اور اپنے آباؤ اجداد کی ''شرافت'' کا بھرم باقی رکھیں۔

ماں اور بیٹی اگر ایک ہی مرد سے شادی کریں تو تینوں جلا دیے جائیں

اگر کسی شخص نے ایک عورت اور اس کی بیٹی دونوں سے نکاح کر لیا تو اس کی سزا بائبل میں ان الفاظ میں مذکور ہے:

"It is not natural for a man to marry both a mother & her daughter, and so all three of them will be burnt to death."

(Leviticus: 20/14, Published by American Bible Society New York, America, 1995)

''اور اگر کوئی شخص اپنی بیوی اور اپنی ساس دونوں کو رکھے تو یہ بڑی خباثت ہے۔ سو وہ آدمی اور وہ عورتیں تینوں کے تینوں جلا دیے جائیں تا کہ تمہارے درمیان خباثت نہ رہے۔''

(احبار: ۲۰/۱۴ مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اِسلام نے بھی ایسی شادی اور ایسے تعلق کو حرام قرار دیا ہے۔ اللہ جل وعلا کا واضح ارشاد ہے:

''وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ''

''اور تم پہ تمہاری بیویوں کی بیٹیاں حرام ہیں''۔ (سورۃ النسا: ۲۳)

لیکن اسلام نے ایسے شخص کے لیے جلانے جیسا سنگ دلانہ اور ''دہشت گردانہ'' حکم نہیں دیا ہے۔ اور یہی فرق ہے ایک صحیح اور ایک بدلے ہوئے دین میں۔

بائبل کے اس پیراگراف نے زنا کی دائمی اور غیر مشروط حرمت کے معاملہ میں بھی اسلام کے موقف کی حمایت کر دی ہے۔ بیوی اور ساس دونوں سے ایک مرد کے

Marfat.com

بائبل نے "It is not natural for a man" (یہ انسان کی فطرت کے خلاف ہے) کہا ہے۔ جسمانی تعلق جیسی گھناؤنی خصلت کو بائبل کے مندرجہ بالا انگریزی بائبل نے
اس جملہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زنا کو قانونی جواز دینے کا مطالبہ فطرت سے بغاوت اور احمقانہ سوال ہے۔ اس امکان سے انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ بازارِ حسن میں مرد ایک عورت اور اس کی ماں یا بیٹی دونوں کو استعمال کرلے، بل کہ کرتا ہے جیسا کہ اخباری رپورٹوں سے مترشح ہوتا ہے۔

زنا کی سزا سنگ ساری

اپنی بیوی کے علاوہ کسی اور عورت سے تعلق کو بائبل نے بھی نا قابل معافی جرم گردانا ہے۔ بائبل کی کتاب استثنا میں ہے:

"If a man be found lying with a woman married to an husband, then they shall both of them die, both the man that lay with the woman, and the woman: so shalt thou put away evil from Israel."

(Deuteronomy: 22/22, King Jmes Version)

"اگر کوئی مرد کسی شوہر والی عورت سے زنا کرتے پکڑا جائے تو وہ دونوں مار ڈالے جائیں یعنی وہ مرد بھی جس نے اس عورت سے صحبت کی اور وہ عورت بھی۔ یوں تو اسرائیل میں سے ایسی برائی کو دفع کرنا۔"

(استثنا: ۲۲/۲۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

بائبل کے اس پیراگراف نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ زنا کی دائمی اور غیر مشروط حرمت کا اسلامی حکم صحیح ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ "Wife Swapping" (بیوی بدلنے کی پُر خباثت یورپی تہذیب) بائبل کی نظر میں نا قابل معافی اور لائق گردن زنی و سنگ ساری ہے۔

دو آیتوں کے بعد زانیوں کی سزا کا ذکر کرتے ہوئے موسیٰ علیہ السلام سرکش قوم بنی اسرائیل کو زنا کی ایک سزا کی تفصیل اور قتل کا طریقہ بیان کرتے ہوئے حکم خدا سناتے ہیں:

"Take them both to town gate & stone them to death, you must get rid of the evil they brought into your community."

(Deuteronomy: 22/24, Published by American Bible Society, New York, America, 1995)

"تو تم اُن دونوں کو اُس شہر کے پھاٹک پر نکال کر لانا اور اُن کو تم سنگ سار کر دینا کہ وہ مر جائیں۔" (استثنا:۲۲/ ۲۴،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند،۲۰۰۹ء)

انگریزی پیراگراف کا لفظی ترجمہ یہ ہے:

"تم ان دونوں کو شہر کے پھاٹک کے پاس لانا اور پتھر مار کر ہلاک کر دینا،
انہوں نے (زنا کی وجہ سے) جو برائی تمہارے معاشرے میں لائی ہے
تمہیں اُسے ضرور دور کرنا چاہیے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ نکاح و شادی کے بغیر مرد و عورت کا ملاپ سسٹم اور معاشرے میں برائی کا سبب بنتا ہے۔کاش یہ بات اسلام دشمنی میں مجنوں بنے افراد کو بھی سمجھ میں آجاتی۔

کیا بائبل کا یہ فرمان اسلام کے درج ذیل حکم کے ہم معنیٰ نہیں ہے:

"اَلشَّيْخُ وَ الشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجِمُوْهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالاً مِّنَ اللّٰهِ۔"

"محصن اور محصنہ اگر زنا کریں تو انہیں ضرور سنگ سار کرو یہ سزا (دیگر انسانوں کے لیے) اللہ کی جانب سے عبرت اور عقال ہوگی۔"

(المستدرك للحاكم: رقم الحديث ۸۱۸۵، ۲۹۵۳، المعجم الكبير للطبرانى: رقم الحديث ۲۰۳۲۱، ۲۰۹۶۲، صحيح ابن حبان: رقم الحديث ۴۵۰۵، سنن ابن ماجة: رقم الحديث ۲۶۰۵، سنن الدارمى: رقم الحديث ۲۳۷۸، مسند احمد: رقم الحديث ۲۱۸۰۸، الموطا للامام محمد: رقم الحديث ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۴)

Marfat.com

زنا کی سزا آگ

بائبل میں زنا کی ایک عجیب وغریب سزا کا بھی ذکر ملتا ہے۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ وپیغمبر یہوداہ کو یہ خبر دی گئی کہ

"Your daughter in law Tamar has behaved like a prostitute & now she is pregnant, "Drag her out of town & burn her to death" Judha shouted."

(Genesis: 38/24, Published by American Bible Society, New York America,)

''تیری بہو تمر نے زنا کیا ہے اور اسے چھنالے (زنا کی تعبیر کے لیے اردو زبان کا سب سے ''جامع لفظ'' یہی ہے) کا حمل بھی ہے۔ یہوداہ نے کہا (اور انگریزی لفظ **Shouted** کے مطابق انتہائی غصے میں چیخ پڑے) کہ اسے باہر نکال لاؤ کہ وہ جلائی جائے۔''

(پیدائش: ۳۸/۱۸۔۳۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

یہ اور بات ہے کہ وہ حمل اسی ''مقدس اور پاک باز'' کا تھا جو اپنی چھنال (شاید اس لفظ کے استعمال پہ بعض عیسائیوں اور اہل فہم کو کچھ کلام ہو لیکن ہم نے اس لفظ کا استعمال ازخود نہیں کیا ہے بل کہ بائبل کے اردو مترجم نے یہی لفظ مناسب سمجھا ہے جسے ہم نے بھی دورانِ تبصرہ نقل کرنے کا جرم کیا ہے۔ عنبر مصباحی) کے لیے آگ کی سزا سنا رہا ہے۔ (پیدائش: ۳۸/۱۸۔۳۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

اور اسی اقتباس سے عیسائیوں کے دوہرے معیار کے سرچشمے کا بھی پتہ چلتا ہے۔

اِسلام نے صرف زانیوں کے لیے یہ حکم دیا کہ

''اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ''

''زنا کرنے والے مرد وعورت کو سو سو کوڑے لگائے جائیں۔'' (سورۃ النور: ۲)

تو اس پر ساری دنیائے عیسائیت چیخ پڑی کہ انسانوں کو کوڑے لگانا انسانیت کے

خلاف اور ایک بہیمانہ اقدام ہے مگر یہاں ایک زندہ اور حاملہ عورت کو جلانے کا حکم دیا گیا مگر پھر بھی انسانیت پہ آنچ نہیں آئی۔ حقوقِ بشری کی توہین نہیں ہوئی......؟؟؟

علاوہ ازیں قصور اور گناہ اس زانیہ عورت کا ہے نہ کہ اس کے پیٹ میں پل رہے اس ننھی سی کلی کا جس نے دنیا دیکھی ہی نہیں۔ جسے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ نیکی و بدی کیا ہوتی ہے۔ پھر آخر اس بچے کا کیا قصور ہے جو اسے کائنات اور اس کے ظالم و شقی باشندوں کو دیکھنے سے قبل ہی آتش نمرود کے حوالے کیا جا رہا ہے......؟؟؟

کیا یہی انسانیت ہے......؟؟؟ کیا یہی بشری حقوق **(Human Rights)** کی حفاظت ہے......؟؟؟

ایک طرف بائبل کے اس اقتباس کو ذہن میں رکھیے اور دوسری طرف احادیث و سیَر کی کتابوں میں محفوظ اس واقعہ کو مدنظر رکھیے اور پھر اپنے زندہ ضمیر پہ ہاتھ رکھ کر پوچھیے کہ حقوق انسانی کا محافظ کون ہے:

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں ایک زانیہ عورت پیش ہوئی۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ اس سے زنا کا صدور ہوا ہے تو امیر المومنین نے اسے سنگ سار کرنے کا حکم دیا۔ امیر المومنین کے ذریعے رجم کا حکم سنا دیے جانے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اس عورت کو مجلس سے الگ لے گئے اور اس سے کچھ گفتگو کی۔ واپس آئے اور حضرت عمر سے کہا: امیر المومنین! اس عورت کی سنگ ساری کی سزا کچھ مہینوں کے لیے مؤخر کر دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سبب دریافت کیا تو علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جواب دیا: یہ عورت حاملہ ہے۔ اور چوں کہ گناہ اس سے سرزد ہوا ہے نہ کہ اس کے جنین سے لہٰذا سزا کو مؤخر کر دیا جائے تا کہ سزا صرف اسی کو ملے اور جنین کی جان اس سے محفوظ رہے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے جو جواب دیا وہ حقوق انسانی کے محافظوں کے لیے ایک مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں انہیں ہدایت ہی ملے گی:

”لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ“

Marfat.com

''آج اگر علی نہ ہوتے تو (ایک بے قصور کو قتل کرا کے) عمر ہلاک ہو جاتے''۔

کیا ان تمام امور کے ہوتے ہوئے یہ کہنا صحیح ہوگا کہ اسلام کے حدود و تعزیرات انسانیت شکن اور حقوق بشری مخالف ہیں......؟؟؟

آہ..........!

اس دور میں سب کچھ ہے انصاف نہیں ہے
انصاف کرے کون کہ دل صاف نہیں ہے

کاہن کی بیٹی اگر زنا کرے تو اسے جلا دیا جائے

بات جب آگ کی سزا کی آہی گئی ہے تو لگے ہاتھوں اس سزا کی ایک اور نوع کا ''ذکر خیر'' بھی ملاحظہ فرمالیں:

"If a priest's daughter becomes a prostitute, she disgraces her father; she shall be burnt to death."

(Leviticus: 21/9, Publsihed by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور اگر کاہن کی بیٹی فاحشہ بن کر اپنے آپ کو ناپاک کرے تو وہ اپنے باپ کو ناپاک ٹھہراتی ہے۔ وہ عورت آگ میں ڈالی جائے۔''

(احبار: ۹/۲۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اِسلام کے حدود و عقوبات پہ حقوق بشری مخالف ہونے کا الزام لگانے والے روشن خیال مفکرین کم از کم اب تو اپنی زبانیں بند رکھیں گے۔ ایسے اگر وہ اب بھی باز نہ آئیں اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے رہیں تو ہم ان کا کیا بگاڑ سکتے ہیں......؟؟ ہاں! البتہ ان کے طرزِ عمل کو دیکھ کر ہمیں دانش ور حضرات اور مہذب قوموں کا یہ جملہ ضرور یاد آجائے گا:

اِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ

Marfat.com

بے حیا باش وہر چہ خواہی کن

جب آپ نے شرم وحیا کی گٹھری کو بحر اٹلانٹک میں ڈبو دیا ہے تو پھر جو چاہیں کریں۔آپ کی جس فطرت سے ہم مؤاخذہ کر سکتے تھے وہ تو اب آپ کے پاس رہی نہیں پھر ہم آپ کو کیا الزام دے سکتے ہیں......؟؟

والدین کی نافرمانی کی سزا سنگ ساری

بار بار تنبیہ کے باوجود نافرمانی وسرکشی سے باز نہ آنے والے بیٹوں کے متعلق بائبل نے موسیٰ علیہ السلام کی زبانی حکمِ الٰہی کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

"The men of the town will stone that son to death, Because they must get rid of the evil he brought into the community, everyone in Israel will be afraird when they hear how he was punished."

(Deuteronomy: 21/21, Published by American Bible Society New York, 1995)

''تب اس کے شہر کے سب لوگ اسے سنگ سار کریں کہ وہ مر جائے۔ یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دور کرنا۔تب سب اسرائیلی سن کر ڈر جائیں گے۔'' (استثناء:۲۱/۲۱،مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

پتھر مار کر ہلاک کرنا اگر انسانیت کے خلاف اور بہیمانہ اقدام ہے تو پھر جس ملک، کتاب یا مذہب میں ایسا حکم ہو وہ سب ایک ہی کٹہرے اور ایک ہی حکم میں ہونے چاہئیں اور سبھوں کے لیے یکساں لب ولہجہ استعمال کیا جانا چاہیے۔اگر قرآن سنگ ساری کا حکم دینے کی وجہ سے انسانیت دشمن کہلانے کا مستحق ٹھہرا اور بائبل میں بھی اسی طرح کا حکم ہے تو پھر بائبل انسانیت دوست کیسے قرار پایا......؟؟؟

دونوں کے درمیان وجہ تفریق کیا ہے......؟؟ کہیں وجہ تفریق اپنے اور بیگانے کا امتیاز تو نہیں ہے......؟؟؟

Marfat.com

اِغوا کاری کی سزا قتل

اور اِغوا کاروں کی حد کا ذکر کرتے ہوئے بیان فرمایا:

"If you are guilty of kidnaping Israelites & forcing them into slavery you will be put to death to remove this evil from the community."

(Deuteronomy: 24/7, Exodus: 21/16, Published by American Bible Society, New York, 1995)

''اور اگر کوئی شخص اپنے اسرائیلی میں سے کسی کو غلام بنائے یا بیچنے کی نیت سے چراتا ہوا پکڑا جائے تو وہ چور مار ڈالا جائے۔ یوں تو ایسی برائی اپنے درمیان سے دفع کرنا۔''

(استثنا: ۲۴/۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

کرمنلوں کی سزا صرف قتل

جرائم پیشہ اور کرمنلوں کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی زبانی یہ پیغام دیا گیا:

"If a crimnal put to death, and you hang the dead body on a tree, you must not let it hang tree overnight bury it same day because the dead body of a crimnal will bring god's curse on the land."

(Deuteronomy: 21/22-23 Published by American Bible Society New York, 1995)

''اور اگر کسی نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور تو اسے مار کر درخت سے ٹانگ دے۔ تو اس کی لاش رات بھر درخت پہ لٹکی نہ رہے بل کہ تو اسی دن اسے دفن کر دینا کیوں کہ جسے پھانسی ملتی ہے وہ خدا کی طرف سے ملعون ہے تا نہ ہو کہ تو اس ملک کو ناپاک کر دے جسے

خداوند تیرا خدا تجھے میراث کے طور پر دیتا ہے:"

(استثنا:۲۱/۲۲-۲۳،مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

امریکہ و یورپ دنیا کے تمام ممالک کے آئین سے سزائے موت کے خاتمے کی بھرپور کوشش کررہے ہیں۔ (یہ اور بات ہے کہ وہ اپنے مفادات مخالف حق گو شخص کو انسانیت شکن موت دینے میں ذرا بھی تامل نہیں کرتے مگر) ہمیں امید ہے کہ اگر وہ مخلص ہیں تو دنیا کے یہ چودھری پہلے اپنے گھر اور مذہب سے اس کو صاف کریں گے پھر اس کے بعد تحریک کو آگے بڑھائیں گے۔

غلطی کسی کی، سزا کسی کو

قرآن حکیم فرماتا ہے:

"لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ"

"ہر آدمی کو سزا و جزا اس کے اپنے اعمال کی بنیاد پر دی جائے گی۔"

(سورۃ البقرۃ:۲۸۶)

مگر بائبل کی دنیا میں سیر کرنے والوں کو ایک عجب خاردار اور "آدم خور قانون" نظر آتا ہے۔ بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے ان کا "خدا" فرماتا ہے:

"If you reject me I will punish your families for three or four generation."

(Exodus: 20/5, 34/7, Deuteronomy: 5/9, Published by American Bible Society New York, 1995)

"اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں:"

(خروج:۲۰/۵، ۳۴/۷، استثنا:۵/۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند ۲۰۰۹ء)

غلطی کسی کی اور سزا کسی اور کو۔ شاید کسی شاعر (مظفر رزمی) نے اسی طرح کے انصاف کو تصور میں لاکر یا دیکھ کر درج ذیل مصرعہ کہا تھا:

Marfat.com

ع لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

سبت کا احترام نہ کرنے کی سزا سنگ ساری

بنی اسرائیل کے لیے سبت (سنیچر) کا دن نہایت معزز و مکرم تھا۔ وہ دن اتنا محترم تھا کہ اس دن مریضوں کا علاج کرنے اور گھر میں چولہا جلانے کی بھی اجازت نہیں تھی۔ بائبل میں اس دن کو روزِ مقدس اور خدا کے آرام کے دن کا نام دیا گیا ہے۔

(خروج: ۳۵/۱۔۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

عیسیٰ علیہ السلام پہ یہودی ربیوں کے الزامات میں سے ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ سبت کی عظمت کو توڑتے ہوئے سبت کے روز بھی لوگوں کو شفا رسانی کا کام انجام دیتے ہیں۔ جب سبت کا معاملہ اتنا سخت تو یقیناً اس کی سزا بھی اتنی ہی شدید ہوگی۔ ایک مرتبہ ایک ''بے چارہ'' سبت کے دن جنگل میں لکڑیاں چنتے ہوئے پایا گیا تو اسے سنگ سار کر دیا گیا۔ پوری کہانی خود بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"He was taken to Moses, Aron and the rest af the community. but no one knew what to do with him so he was not allowed to leave, then the Lord said to Moses: tell the people to take that man outside the camp & stone him to death. so he was killed just as the Lord had commanded Moses."

(Numbers: 15/32-36, Exodus: 31/ 14-26, 35/1-3, Published By American Bible Society, New York, 1995)

''اور وہ اسے موسیٰ اور ہارون اور ساری جماعت کے پاس لے گئے: انہوں نے اسے حوالات میں رکھا کیوں کہ ان کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے: تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ یہ شخص ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت لشکر گاہ کے باہر اسے سنگ سار

Marfat.com

کرے۔ چناں چہ جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق اسے ساری جماعت نے لشکر گاہ کے باہر لے جا کر سنگ سار کیا اور وہ مر گیا۔"

(گنتی: ۱۵/۳۲۔۳۶، خروج: ۳۱/۱۴۔ ۳۵/۲۶،۱۔۳، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

اس شخص نے صرف لکڑیاں چن لیں اور سبت کے دن اس کام سے باز نہ آیا تو اسے سنگ سار کر دیا گیا مگر پھر بھی انسانیت شرم سار نہیں ہوئی۔ حقوق انسانی کی حفاظتی دیوار منہدم نہیں ہوئی جب کہ اس کے اس عمل سے کسی کی بھی جان و مال یا عزت و آبرو کو کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا مگر اسلام نے حفظ نسل، حفظ مال، حفظ نفس اور صیانتِ آبرو کے لیے قاتلوں، چوروں، قزاقوں اور زانیوں کے لیے مختلف قسم کی سزائیں مقرر کر دیں تو ان سے حقوق بشری کی پامالی ہو گئی۔ اِنسانیت کی محترم دیوار آلودہ ہو گئی۔ یہ دوہرا معیار کب تک......؟؟؟

ہم جنسیت کی سزا قتل

گذشتہ کچھ سالوں سے یورپی ممالک کی حکومتیں اور عدالتیں ہم جنسیت کو بھی قانونی جواز مہیا کرا رہی ہیں۔ اور اب اس تہذیب شکن اور شرافت فنا عمل کے دیوانے برِّصغیر میں بھی اسے ایک قانونی حیثیت دلوانے کی کوششوں میں جٹے ہیں۔ مملکت خداداد پاکستان ایک اِسلامی ملک ہونے کی وجہ سے اس آلودگی سے دور ہے (تاہم اخباری اطلاعات کے مطابق وہاں بھی کراچی میں ہم جنس پرستوں کی ایک ٹولی وجود میں آچکی ہے) مگر ہندوستان میں ایسے انسانوں کا ایک طبقہ پیدا ہو گیا ہے جو اس بے ہودہ اور خلاف فطرت عمل کو قانونی حیثیت دینے کا مطالبہ سر بازار کر رہے ہیں۔ ہم ان تمام امور سے قطع نظر یورپ کے حکم رانوں اور ہندوستان کے وزیر دفاع مسٹر اے کے انٹونی (جو خود بھی ایک عیسائی ہیں) کے سامنے اس فعل شنیع کے متعلق ان کی مذہبی مقدس کتاب بائبل سے صرف اتنا ہی نقل کرنا پسند کریں گے:

"If a man has sexual relation with another

Marfat.com

man, they have done a disgusting thing, and both shall be put to death. They are responsible for their own death."

(Leviticus: 20/13, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور اگر کوئی مرد سے صحبت کرے جیسے عورت سے کرتے ہیں تو ان دونوں نے نہایت مکروہ کام کیا۔ سو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔''

(احبار: ۲۰/ ۱۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

جانوروں کے ساتھ بدکاری کی سزا موت

اگر کوئی انسان کسی جانور سے بدکاری کرے تو اس کی سزا اسلام نے یہ متعین کی ہے کہ اسے بادشاہ اسلام مجرم کے ری کارڈ اور وقت وحالات کے مطابق کسی بھی طرح کی تعزیری سزا دے سکتا ہے۔ ہوسکتا ہے اسلام کا یہ حکم بھی کسی کو سنگ دلانہ اور انسانیت دشمن نظر آئے اسی لیے ہم ان کی تسلی کے لیے یہ نقل کردیتے ہیں کہ بائبل میں ایسے مجرم کے لیے ایک ہی سزا بیان کی گئی ہے اور وہ ہے سزائے موت:

"If a man has sexual relation with animal he & the animal shall be put to death, they are responsible for their own death."

(Leviticus: 20/15-16, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور اگر کوئی مرد کسی جانور سے جماع کرے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے اور تم اس جانور کو بھی مار ڈالنا۔ اور اگر کوئی عورت کسی جانور کے پاس جائے اور اس سے ہم صحبت ہو تو اس عورت اور جانور دونوں کو جان سے مار ڈالنا۔'' (احبار: ۲۰/ ۱۵۔۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، ہند، ۲۰۰۹ء)

Marfat.com

ساری دنیا سے سزائے موت کے خاتمہ کی تحریک چلانے والو! پہلے اپنی کتاب بائبل کو دنیا سے مٹاؤ اس کے بعد ہی آپ کا قدم کامیابی کی چوکھٹ تک پہنچ سکتا ہے۔ ورنہ دنیا کو اظہار رائے کی یہ آزادی تو ضرور حاصل ہوگی کہ وہ آپ کو ایک "دوغلی قوم" کے نام سے یاد کرے۔

اِرتداد کی سزا سنگ ساری

اسلام نے ارتداد اختیار کرنے والوں کے لیے یہ سزا متعین کی ہے کہ اسلام کے متعلق اس کے ذہن میں پیدا ہونے والے شبہات کو دور کیا جائے اور اسے اسلام پہ مجبور کیا جائے۔ اگر اسلام کی طرف پلٹ آئے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

(البحر الرائق: کتاب المرتدین)

اسی طرح جو شخص اسلام کی مقدس ہستیوں کی شان میں ہرزہ سرائی کرے اسے اپنے قول سے رجوع کرنے پہ مجبور کیا جائے۔ اگر وہ رجوع کرے اور معافی مانگے تو ٹھیک، اسے معاف کر دیا جائے۔ لیکن اگر وہ شخص اپنا بیان واپس لینے اور معافی مانگنے سے انکار کرے تو ایسے شخص کو اسلامی حکومت سخت سے سخت اور عبرت ناک سزا دے تا کہ آئندہ کوئی ایسی حرکت کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اس حکم میں مسلم و کافر دونوں شامل ہیں اور احادیث و سیر کی کتابوں میں اس کی صدہا مثالیں موجود ہیں۔

(قاضی عیاض: کتاب الشفا)

ہو سکتا ہے یورپ کے روشن خیال باشندوں اور ان کے مقلدین کو اسلام کا یہ حکم اظہارِ رائے کی آزادی پہ حملہ معلوم ہو۔ اسی لیے ہم اس حکم کی تاویل و توجیہ میں اپنے قلم کی روشنائی نہ خرچ کر کے "کنجوسی" سے کام لیتے ہوئے بائبل سے صرف اتنا ہی نقل کرنے کی اجازت چاہیں گے:

"بنی اسرائیل کی ایک عورت نے ایک غیر اسرائیلی مرد سے شادی رچائی۔ اسے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ نوجوانی میں اس لڑکے کی کسی اسرائیلی

Marfat.com

سے کہا سنی ہوگئی۔ اس جھگڑے کے دوران اس لڑکے نے کچھ ایسے جملوں کا استعمال کیا جن سے (یہود و نصاریٰ کے مذہب کے مطابق) کفر کی بو آتی تھی۔ لوگ اسے پکڑ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے حکم خدا کے نزول تک حوالات میں بند رکھنے کا حکم دیا۔ کچھ دیر بعد دربار الٰہی سے اس شخص کے متعلق ایک نہایت تفصیلی حکم نازل ہوا:

"Take that man out of the camp. everyone who heard him curse shall put his hands on the man's head to testify that he is guilty, and then whole community shall stone him to death. Then tell the people of Israel that anyone who curses God must suffer the consequences and be put to death. Any Israeli or any forieghner living in Israel who curses the Lord shall be stoned to death by the whole community."

(Leviticus: 24/10-16, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

'اس لعنت کرنے والے کو لشکر گاہ کے باہر نکال کر لے جا اور جتنوں نے اسے لعنت کرتے سنا وہ سب اپنے اپنے ہاتھ اس کے سر پر رکھیں اور ساری جماعت اسے سنگ سار کرے۔ اور تو بنی اسرائیل سے کہہ دے کہ جو کوئی اپنے خدا پر لعنت کرے اس کا گناہ اسی کے سر لگے گا۔ اور وہ جو خداوند کے نام کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت اسے قطعی سنگ سار کرے۔ خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جب وہ پاک نام پر کفر بکے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔''

(احبار: ۲۴/۱۰۔۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

Marfat.com

غیر خدا کی عبادت کی سزا سنگ ساری

اسی طرح جو بنی اسرائیل کے خدا کے سوا کسی اور کی پوجا کرے اس کے لیے بھی بائبل میں ''سنگ ساری'' کا ہی حکم ہے۔ ملاحظہ ہو:

"Suppose you hear that in one of your towns some man or woman has sinned against the Lord & broken his covenant by worshiping & serving other gods or the sun or the moon or the stars, contrary to the Lord's commond. If you hear such a report, then investigate it thoroughly. if it is true that this evil thing has happened in Israel, Then take the person outside the town & stone him to death."

(Deuteronomy: 17/2-7, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور اگر تیرے درمیان تیری بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے کہیں کوئی مرد یا عورت ملے جس نے خداوند تیرے خدا کے نزدیک یہ بد کاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا ہو۔ اور جا کر اور معبودوں کی یا سورج یا چاند یا اجرامِ فلک میں سے کسی کی پرستش کی ہو۔ اور یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جاں فشانی سے تحقیق کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہوا۔ تو تو اس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھاٹکوں پر لے جانا اور ان کو ایسا سنگ سار کرنا کہ وہ مر جائیں۔''

(استثنا: ۱۷/۲۔۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

بائبل کا جملہ ''اور یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جاں

Marfat.com

فشانی سے تحقیق کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہوا۔ تو تو اس مرد یا عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر پھاٹکوں پر لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے موافق ہے:

''اِدْرَءُوا الْحُدُوْدَ بِالشُّبْهَاتِ''

''شک کی وجہ سے سزائیں نافذ مت کرو!''

(المقاصد الحسنة: حرف الهمزة، كنز العمال: رقم الحديث: ١٢٩٧٢، نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية: باب الوطئ الذى يوجب الحدود و الذى لا يوجبه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ اور تاریخ عالم کے بہترین حکمراں اور کمانڈر ان چیف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''لَاَنْ اُعَطِّلَ الْحُدُوْدَ بِالشُّبْهَاتِ، اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ اُقِیْمَهَا بِالشُّبْهَاتِ''

''شبہہ کی وجہ سے کسی کو سزا نہ دینا میرے نزدیک شک کی بنیاد پر سزا دینے سے بہتر ہے۔''

(مصنف ابن ابی شيبة: رقم الحديث ٢٨٤٩٣، كنز العمال: رقم الحديث ١٣٣١٥)

اسے آج کل ''**Benefit of Doubt**'' کا نام دیا گیا ہے۔ یعنی ملزم کو شک کا فائدہ دیا جائے اور اسے سزا نہ دی جائے مگر اس پر عمل صفر (**Zero**) کے برابر ہو رہا ہے۔ اسلام کا مطلوب یہی ہے کہ جب تک ملزم پر الزام سو فی صدی ثابت نہ ہو جائے ملزم کو سزا نہیں سنائی جا سکتی ہے۔ لیکن جب جرم حتمی طور پر ثابت ہو جائے تو پھر سزا میں کسی طرح کی رعایت کی گنجائش بھی نہیں نکالی جا سکتی ہے، بل کہ حد کو مکمل طور پر جاری کیا جائے گا۔

بے حیا عورت کا ہاتھ کاٹا جائے

عیسائی محققین کی نظر میں ہاتھ کاٹنے کی سزا ایک غیر انسانی اور بے ہودہ حرکت

Marfat.com

ہے۔ ۲۰۰۸، ۲۰۰۹ء میں جب ایران میں ایک چور کا ہاتھ کاٹا گیا تو یورپی میڈیا اور مستشرقین نے اِسلام کو ایک ظالم و جابر اور انسانیت دشمن مذہب بنا کر پیش کیا۔ انہوں نے اسے کافی اچھالا اور اسلام مخالف ماحول کو مزید گرم بنانے کی بھرپور کوشش کی۔ ویسے ان کی مذہبی کتاب بائبل میں بھی اس طرح کی سزائیں بکھری پڑی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

''جب دو شخص آپس میں لڑتے ہوں اور ایک کی بیوی پاس جا کر اپنے شوہر کو اس آدمی کے ہاتھ سے چھڑانے کے لیے جو اسے مارتا ہو اپنا ہاتھ بڑھائے اور اس کی شرم گاہ کو پکڑ لے تو:

"show her no mercy; cut off her hand."

(Deuteronomy: 25/11, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

''تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا اور ذرا ترس نہ کھانا۔''

(استثنا: ۲۵/۱۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ذرا تعبیر کی شدت اور حکم کا تاکد تو دیکھیے کہ سزا دیتے وقت ترس کو کنارہ لگا دینے کا حکم دیا۔ بل کہ انگریزی اقتباس میں تو ترس کو دور کرنے کا حکم پہلے دیا پھر اس کے بعد یہ بیان کیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ ڈالنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جرموں کی سزاؤں کے نفاذ کے وقت جرم کی شناعت دیکھی جاتی ہے نہ کہ مروت و رواداری کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ اگر جرم کی سزا کی تعیین کے وقت دفعہ ہلکی سے ہلکی لگانے کی کوشش جائے گی تو پھر امن کی بجائے قتل و غارت ہی کی بانسری بجے گی۔

اس اقتباس سے ایک بات یہ بھی معلوم ہوگئی کہ ہاتھ کاٹنے کا جو حکم اسلام نے دیا ہے وہ یورپ کے ان پروفیسرز کے نقطۂ نگاہ سے بھی ظالمانہ اور سنگ دلانہ سزا نہیں ہے۔ ورنہ ان کی مقدس کتاب اس کا حکم نہ دیتی۔ اور اگر اس نے یہ حکم دے دیا ہے تو وہ ''انصاف پسند'' اور ''غیر جانب دار'' محققین پہلے بائبل کو مٹانے کی تحریک چلاتے اور اس میں کام یابی کے بعد اسلام کی مقدس کتابوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کرتے۔ مگر

Marfat.com

انہوں نے ایسا نہیں کیا بل کہ اپنی ساری ''غیر جانب داری'' اور ''انصاف پسندی'' کو صرف اسلام ہی کے خلاف استعمال کیا جس سے ان کی مصنوعی ''انصاف پسندی'' کا چہرہ بھی بے نقاب ہو جاتا ہے۔

کوہِ سینا کو چھونے کی سزا سنگ ساری

"And be ready against the third day: for the third day the LORD will come down in the sight of all the people upon mount Sinai. And thou shalt set bounds unto the people round about, saying, Take heed to yourselves, that ye go not up into the mount, or touch the border of it: whosoever toucheth the mount shall be surely put to death: There shall not an hand touch it, but he shall surely be stoned, or shot through; whether it be beast or man, it shall not live: when the trumpet soundeth long, they shall come up to the mount."

(Exodus: 19/11-13, King James Version)

''اور تیسرے دن تیار رہیں کیوں کہ خداوند تیسرے دن سب لوگوں کو دیکھتے دیکھتے کوہِ سینا پر اترے گا: اور تو لوگوں کے لیے چاروں طرف حد باندھ کر ان سے کہہ دینا کہ خبردار تم نہ اِس پہاڑ پر چڑھنا اور نہ اس کے دامن کو چھونا۔ جو کوئی پہاڑ کو چھوئے ضرور جان سے مارڈالا جائے: مگر اسے کوئی ہاتھ نہ لگائے بل کہ لاکلام سنگ سار کیا جائے یا تیر سے چھیدا جائے خواہ وہ انسان ہو خواہ حیوان وہ جیتا نہ چھوڑا جائے اور جب نرسنگا دیر تک پھونکا جائے تو وہ سب پہاڑ کے پاس آجائیں:''

(خروج: ۱۹/۱۱۔۱۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

Marfat.com

اگر بالفرض جبل سینا کو چھونے سے زمین و آسمان کی تباہی کا خطرہ تھا اور اس کے مرتکب شخص کے لیے عبرت ناک سزا کا تعین ضروری تھا تو بھی سزائے موت کی کوئی بھی آسان صورت متعین کی جاسکتی تھی مگر سزائے موت کی سب سے دردانگیز اور (عصر حاضر کے دانش وروں کے بہ قول) انسانیت شکن صورت سزا سنگ ساری اور تیر اندازی کے ذریعے قتل کو متعین کیا گیا۔ ذرا بتایئے تو سہی کہ ان حالتوں میں حقوق بشری کی پامالی ہوئی یا نہیں......؟؟؟

اگر تھوڑی سے عقل لگاتے اور دنیا بھر میں رائج تعزیراتی قوانین کی حکمتوں پہ غور کر لیتے تو شاید اسلام کے ''تعزیراتی نظام'' پہ تنقید کرنے کی زحمت نہیں کرنی پڑتی۔

مختلف جرائم اور اُن کی سزائیں

"He that smiteth a man, so that he die, shall be surely put to death. And if a man lie not in wait, but God deliver him into his hand; then I will appoint thee a place whither he shall flee. But if a man come presumptuously upon his neighbour, to slay him with guile; thou shalt take him from mine altar, that he may die. And he that smiteth his father, or his mother, shall be surely put to death. And he that stealeth a man, and selleth him, or if he be found in his hand, he shall surely be put to death. And he that curseth his father, or his mother, shall surely be put to death."

(Exodus: 21/12-17, King James Version)

''اور اگر کوئی کسی آدمی کو ایسا مارے کہ وہ مر جائے تو وہ قطعی جان سے مارا

جائے؛ پر اگر وہ شخص گھات لگا کر نہ بیٹھا ہو بلکہ خدا ہی نے اسے اس کے حوالہ کر دیا ہو تو میں ایسے حال میں ایک جگہ بتادوں گا جہاں وہ بھاگ جائے؛ اور اگر کوئی دیدہ و دانستہ اپنے ہمسایہ پر چڑھ آئے تا کہ اُسے مکر سے مار ڈالے تو تُو اسے میری قربان گاہ سے جدا کر دینا تا کہ وہ مارا جائے؛ اور جو کوئی اپنے باپ یا اپنی ماں کو مارے وہ قطعی جان سے مارا جائے؛ اور جو کوئی کسی آدمی کو چُرائے خواہ وہ اسے بیچ ڈالے خواہ وہ اس کے ہاں ملے وہ قطعی مار ڈالا جائے؛ اور جو اپنے باپ یا اپنی ماں پر لعنت کرے وہ قطعی مار ڈالا جائے؛"

(خروج: ۲۱/ ۱۲۔۱۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

شاید اب تو قرآن حکیم کی آیت مبارکہ:

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَا اُولِي الْاَلْبَابِ"

"اے دانش مندو! تمہارے لیے (قتل و جراحات کے معاملے میں) قصاص میں ہی زندگی ہے"۔ (سورۃ البقرۃ: ۱۷۹)

کا مفہوم کامل سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ اور اگر نہ آیا ہو تو بھی ہمیں کوئی فرق نہیں پڑتا کیوں کہ ہمارے پاس "دوستوں کی عقل" پہ ماتم کرنے کے لیے بالکل وقت نہیں ہے۔

سینگ مارنے والے بیل کو سنگ سار کرنے کا حکم

"If an ox gore a man or a woman, that they die: then the ox shall be surely stoned, and his flesh shall not be eaten; but the owner of the ox shall be quit. But if the ox were wont to push with his horn in time past, and it hath been testified to his owner, and he hath not kept him in, but that he hath killed a man or a woman; the ox shall

Marfat.com

be stoned, and his owner also shall be put to death. If there be laid on him a sum of money, then he shall give for the ransom of his life whatsoever is laid upon him. Whether he have gored a son, or have gored a daughter, according to this judgment shall it be done unto him. If the ox shall push a manservant or a maidservant; he shall give unto their master thirty shekels of silver, and the ox shall be stoned."(Exodus: 21/28-32, King James Version)

''اگر بَیل کسی مرد یا عورت کو ایسا سینگ مارے کہ وہ مر جائے تو وہ بَیل ضرور سنگ سار کیا جائے اور اس کا گوشت کھایا نہ جائے لیکن بَیل کا مالک بے گناہ ٹھہرے: پَر اگر اس بیل کی پہلے سے سینگ مارنے کی عادت تھی اور اس کے مالک کو بتا بھی دیا گیا تھا تو بھی اس نے اسے باندھ کر نہیں رکھا اور اس نے کسی مرد یا عورت کو مار دیا ہو تو بیل سنگ سار کیا جائے اور اس کا مالک بھی مارا جائے: اور اگر اس سے خون بہا مانگا جائے تو اسے اپنی جان کے فدیہ میں جتنا اس کے لیے ٹھہرایا جائے اتنا ہی دینا پڑے گا: خواہ اس نے کسی کے بیٹے کو مارا ہو یا بیٹی کو اسی حکم کے موافق اس کے ساتھ عمل کیا جائے: اگر بیل کسی کے غلام یا لونڈی کو سینگ سے مارے تو مالک اس غلام یا لونڈی کے مالک کو تیس مثقال روپے دے اور بیل سنگ سار کیا جائے:''

(خروج:۲۱/۲۸_۳۲،مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

لیجیے! اب معاملہ حقوق انسانی کی پامالی سے بڑھ کر حماقت تک جا پہنچا۔ بیل کے سینگ مارنے سے اگر کوئی شخص مر جائے تو بیل ہی کو سنگ سار کیا جائے۔ یہ تعزیراتی قوانین کی حکمت کے خلاف ہے۔ تعزیراتی قوانین کے مقاصد کیا ہیں وہ ذیل میں پڑھیے!

انسان تنہا زندگی نہیں گذار سکتا ہے۔ اسے اپنے ہم نوعوں کی صحبت اور ان کی ہم نشینی کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ بنی آدم کا معاملہ ایسا ہے کہ وہ اجتماعی زندگی گذارنے کے ضرورت مند ہیں۔ اور جب چند لوگ ایک ساتھ جمع ہوں تو ان میں کچھ نہ کچھ اختلاف کا ہونا فطری ہے۔ قانون کی ضرورت اس لیے پڑتی ہے کہ تمام لوگ ایک متفقہ نظام کے تحت اپنی زندگی گذاریں اور ایک شخص دوسرے کے معاملات میں مداخلت نہ کرے۔

آئین سازی کے مقاصد کو مختصر طور پر ان الفاظ میں بھی بیان کیا جاسکتا ہے:

(۱) قانونی سازی کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ ملک و سماج کو منظم، پُر امن اور فساد و شرارت انگیزی سے پاک رکھا جائے۔ تعزیراتی قوانین اس طرح مرتب کیے جائیں کہ آئین و قانون کی شق شہریوں کو زیادہ سے زیادہ پُر امن بنے رہنے پر مجبور کرے۔ انسان اِکراہ و اِضطرار کے بغیر ارتکابِ جرم کا تصور بھی ذہن میں نہ لائے۔

(۲) آئین میں سزاؤں کے ذکر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مظلوم کو انصاف ملے اور اس کے اندر یہ احساس زندہ رہے کہ اس کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہے۔

(۳) قانون میں حدود و تعزیرات کی تعیین کا سب سے اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ سزائیں دوسروں کے لیے عبرت و نصیحت ہوں۔ سزاؤں کو سن کر اور حدود کے نفاذ کو دیکھ کر تمام لوگ سہم جائیں اور آئندہ جب ان کے اندر کبھی اس طرح کے جرم کا خیال آئے تو وہ تصور کو حقیقت کا روپ دینے سے قبل سینکڑوں بار تدبر و تفکر سے کام لیں۔ اس طرف ہمیں قرآن حکیم کی رہنمائی بھی ملتی ہے۔ چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَّا أُولِي الْأَلْبَابِ"

"اے دانش مندو! تمہارے لیے (قتل و جراحات کے معاملے میں) قصاص میں ہی زندگی ہے"۔ (سورۃ البقرۃ:۱۷۹)

Marfat.com

اور ایک دیگر مقام پہ جو اِرشاد فرمایا اس میں یہ حکمت اور کھل کر سامنے آجاتی ہے:

''وَ لَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللّٰهِ اِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ وَ لْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ''

''اور اگر تم آخرت پہ کامل ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے دین کے معاملے میں ان پر (سزا نافذ کرتے ہوئے) تمہیں کسی طرح کا رحم نہ آئے۔ اور انہیں سزا دیتے وقت مسلمانوں کا ایک جم غفیر موجود رہے۔'' (سورۃ النور:۲)

اور اسی طرح قرآن حکیم کی اس حکمت کی موافقت بائبل میں بھی ملتی ہے:

"Because they must get rid of the evil he brought into the community, everyone in Israel will be afraird when they hear how he was punished."

(Deuteronomy: 21/21, Published by American Bible Society, New York, 1995)

''یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دور کرنا۔ تب سب اسرائیلی سن کر ڈر جائیں گے''۔ (استثنا:۲۱/۲۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

ان مقاصد میں سب سے اہم اور بنیادی مقصد عبرت پذیری (دوسرے کا انجام دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا) ہے کہ دوسرے لوگ یہ منظر دیکھ کر اور اس کے بارے میں سن کر ڈر جائیں گے اور اس طرح کے جرم کا ارتکاب کرنے سے پرہیز کریں گے۔ کم از کم بائبل کا یہ اقتباس بھی (بائبل کے ناقلین بل کہ محرفین کے) ذہن میں رہتا تو اس مقام پہ ہمیں (بیل کو سنگ سار کرنے کا) حکم دیکھنے کو نہیں ملتا کہ بیل کو سنگ سار کرنے میں یہ حکمت مفقود ہے۔ کیوں کہ جانور اس طرح کے منظر کو دیکھ کر کسی طرح کی عبرت حاصل کرنے کے اہل نہیں ہیں۔

اس پیرگراف میں دوسرا حکم یہ ہے کہ اگر مالک کو اس بات کا علم تھا کہ اس کا بیل

سینگ مارتا ہے اور اس نے پھر بھی اس کو باندھ کر نہیں رکھا اور اس بیل نے کسی کو ہلاک کر دیا تو مالک ہی کو سنگ سار کیا جائے۔ شاید اَن پڑھ ہندوستانیوں نے بائبل کے اسی حکم کو دیکھ کر انگریزوں کے دورِ حکومت میں یہ قاعدہ اور مقولہ بنایا ہوگا:

''کھیت کھائے گدھا، مار کھائے چرواہا''

اس پیراگراف میں تیسرا حکم یہ ہے کہ اگر مالک خون بہا (دیت) دینا چاہے (جو عقل اور اسلام کے عین موافق ہے) تو اس کے لیے جتنا فدیہ ٹھہرایا جائے اسے اتنا دینا پڑے گا۔ ہمارے مطابق یہی ایک حکم معاشرے کے خرمنِ امن کو خاکستر بنانے کے لیے کافی ہے۔ دیت کی مقدار خواہ کتنی بھی ہو مگر وہ شریعت کی جانب سے متعین ہونی چاہیے (جیسے اسلام نے سو اونٹ متعین کی ہے۔ ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، ترمذی، مصنف عبدالرزاق: کتاب الجنایات) تاکہ فریقین میں نزاع نہ ہو۔ مگر کیا کہیے بائبل کی تالیف ہی اس مقصد کے پیش نظر کی گئی ہے کہ دنیا سے امن کو مٹایا جائے اور فساد و تخریب کاری کو بڑھاوا دیا جائے۔ (اس کے دلائل آپ باب سوم میں ملاحظہ فرمائیں گے۔ عنبر مصباحی)

مسیحی اس بات کے مدعی ہیں کہ ان کا مذہب جس قدر انسان اور انسانیت کی عزت و ناموس اور ان کی جان و مال کی حفاظت کرتا ہے اس کے مثل احکام دنیا کے دیگر مذاہب بالخصوص اسلام میں مفقود ہیں۔ مساوات کا جو حکم مذہب مسیحی میں ہے اس کی مثل دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ مگر اس مقام پر پہنچ کر اس دعویٰ کے غبارے سے ہوا نکل جاتی ہے کیوں کہ اس اقتباس میں غلام اور لونڈی کی دیت صرف اور صرف تیس مثقال چاندی متعین کی گئی ہے۔ جب کہ اسلام یہ کہتا ہے کہ اگر کسی نے کسی کے غلام یا لونڈی کو قتل کر دیا تو قصاص میں اسے بھی قتل کیا جائے اور اگر مالک دیت لینے پر راضی ہو تو لے لے۔ (المختصر للقدوری، کتاب الجنایات: ۲۰۳)

اور بیل کو سنگ سار کرنے میں کون سی حکمت کارفرما ہے، یہ تو یورپ و امریکہ کے

Marfat.com

عیدفسح کے موقع پر خمیری روٹی کھانے کی سزا سماجی مقاطعہ

"Seven days shall ye eat unleavened bread; even the first day ye shall put away leaven out of your houses: for whosoever eateth leavened bread from the first day until the seventh day, that soul shall be cut off from Israel. And in the first day there shall be an holy convocation, and in the seventh day there shall be an holy convocation to you; no manner of work shall be done in them, save that which every man must eat, that only may be done of you. And ye shall observe the feast of unleavened bread; for in this selfsame day have I brought your armies out of the land of Egypt: therefore shall ye observe this day in your generations by an ordinance for ever. In the first month, on the fourteenth day of the month at even, ye shall eat unleavened bread, until the one and twentieth day of the month at even. Seven days shall there be no leaven found in your houses: for whosoever eateth that which is leavened, even that soul shall be cut off from the congregation of Israel, whether he be a stranger, or born in the land." ***(Exodus: 12/15-19, King James Version)***

”سات دن تک تم بے خمیری روٹی کھانا اور پہلے ہی دن سے خمیر اپنے

Marfat.com

اپنے گھر سے باہر کر دینا اس لیے کہ جو کوئی پہلے دن سے ساتویں دن تک خمیری روٹی کھائے وہ شخص اسرائیل میں سے کاٹ ڈالا جائے گا۔ اور پہلے دن تمہارا مقدس مجمع ہو اور ساتویں دن بھی مقدس مجمع ہو۔ ان دونوں دنوں میں کوئی کام نہ کیا جائے۔ سوا اس کھانے کے جسے ہر ایک آدمی کھائے۔ فقط یہی کیا جائے۔ اور تم بے خمیری روٹی کی یہ عید منانا کیوں کہ میں اسی دن تمہارے جتھوں کو ملک مصر سے نکالوں گا۔ اس لیے تم اس دن کو ہمیشہ کی رسم کر کے نسل در نسل ماننا۔ پہلے مہینے کی چودھویں تاریخ کی شام سے اکیسویں تاریخ کی شام تک تم بے خمیری روٹی کھانا۔ سات دن تک تمہارے گھروں میں کچھ بھی خمیر نہ ہو۔ کیوں کہ جو کوئی کسی خمیری چیز کو کھائے وہ خواہ مسافر ہو خواہ اس کی پیدائش اُسی ملک کی ہو اسرائیل کی جماعت سے کاٹ ڈالا جائے گا۔''

(خروج: ۱۲/ ۱۵۔۱۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

واضح ہو کہ سماجی مقاطعہ (**Social Boycott**) بھی نہایت سخت سزا ہے۔ انسان ایک سماجی جانور ہے جو تنہا نہیں رہ سکتا ہے۔ کسی دانش ور نے ایسے ہی نہیں کہہ دیا ہے کہ ''دشمن کو ہلاک کرنے کی آسان صورت یہ ہے کہ اس کے دوستوں کو اس سے جدا کر دو، تجرد و تنہائی سے تنگ آ کر وہ خودکشی کر لے گا۔'' فسح کے ایام میں خمیری روٹی کھانے سے کسی شخص کی جان و مال یا عزت و آبرو کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا مگر سزا اتنی سخت کہ انسانیت کانپ اٹھے۔ کیا یہی حقوق انسانی کی حفاظت ہے......؟؟؟

سوتیلی ماں سے زنا کی سزا موت

"And the man that lieth with his father's wife hath uncovered his father's nakedness: both of them shall surely be put to death; their blood shall be upon them." **(Leviticus: 20/11, King James Version)**

Marfat.com

''اور جو شخص اپنی سوتیلی ماں سے صحبت کرے اُس نے اپنے باپ کے بدن کو بے پردہ کیا۔ وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔''

(احبار: ۲۰/۱۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

بہو سے زنا کی سزا موت

"And if a man lie with his daughter in law, both of them shall surely be put to death: they have wrought confusion; their blood shall be upon them." (Leviticus: 20/12, King James Version)

''اور اگر کوئی شخص اپنی بہو سے صحبت کرے تو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ انہوں نے اوندھی بات کی ہے۔ ان کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔'' (احبار: ۲۰/۱۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

یہ دونوں اِقتباسات بتاتے ہیں کہ باپ بیٹا ایک دوسرے کی اِستعمال شدہ چیز کو اِستعمال میں نہ لائیں۔ لیکن یورپ و امریکہ جس کلچر کے برانڈ ایمبسڈر ہیں اس میں اس طرح کی خباثتوں کا آنا یقینی ہے۔

امید ہے کہ ان اقتباسات کو پڑھنے کے بعد مستشرقین اور اسلام دشمن مسیحی حضرات اپنی زبان وقلم کو بند کرلیں گے۔ اور اگر اب بھی باز نہ آئے تو اظہار رائے کی آزادی کے حق (جس کانی دلیل کے سہارے مسیحی حکمراں گستاخانِ رسالت کا دفاع کرتے ہیں) کا استعمال کرتے ہوئے ہم انہیں ان کے اعمال و کردار کے مطابق دو چار ''القاب'' دے ہی سکتے ہیں۔

نذر کیا ہوا لڑکا قتل کیا جائے

"None devoted, which shall be devoted of men,

shall be redeemed; but shall surely be put to death." (Leviticus: 27/29, King James Version)

''اگر آدمیوں میں سے کوئی (خدا کے لیے) مخصوص کیا جائے تو ان کا فدیہ نہ دیا جائے۔ وہ ضرور جان سے مارا جائے۔''

(احبار: ۲۹/۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

بائبل کی اس جیسی آیات پہ آج سے تین چار ہزار سال قبل کے ''عقل دوست'' انسان عمل کرتے رہے ہوں تو ''دوسری بات'' ہے، مگر ہم اتنا ضرور جانتے ہیں کہ آج کا مہذب اور ترقی یافتہ انسان اس اقتباس کو ہرگز لائق عمل نہیں گردان سکتا ہے۔ بل کہ بائبل کی عقل دشمنی اور لہونوشی کے جرم کو ثابت کرنے کے لیے ہمیں مزید کسی دلیل کی حاجت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

اب تفنن طبع کی خاطر آپ اور بالخصوص بائبل پرستوں کی خدمت میں ہم بائبل سے ایک نہایت ہی عجیب وغریب سزا کو پیش کرتے ہیں۔ شاید ایک پاگل کی عقل بھی اس سزا کی موافقت نہ کرے۔ ایسے تو بائبل میں اس طرح کے اقتباسات بکھرے پڑے ہیں جو ہم ایشیائی کم عقلوں کی ''چھوٹی عقل دانی'' میں نہیں سما پاتی ہے۔ شاید یورپ کے اعلیٰ دماغ سائنس داں ہی انہیں بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں مگر ہم یہاں پر صرف اس سزا کو تحریر کریں گے جن کا تعلق ہمارے عنوان سے ہے۔

آسیب زدگی کی سزا سنگ ساری

اگر ہمارے یا آپ کے رشتہ دار، ملاقاتی یا شناسائی پہ آسیب کا اثر ہوتا ہے یا اسے جن اپنی گرفت میں لے لیتا ہے تو ہم آپ اس کے علاج ومعالجہ کی تدبیر اِختیار کرتے ہیں اور ہماری یہ کوشش ہوتی ہے کہ اس سے یہ بلا دفع ہو جائے۔ ہم دوا اور دعا، تعویذ ہر طرح کی حکمتوں کا سہارا لیتے ہیں۔ لیکن اگر آپ عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں تو آپ کو اس طرح کی تدابیر اختیار کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ بائبل میں

Marfat.com

آسیب زدہ افراد کے "عظیم جرمِ بے گناہی" کی "سزا" یہ متعین کی گئی ہے کہ اسے موت دی جائے۔

"Any man or woman who consults the spirits of the dead, any person who does this is responsible for his death."

(Leviticus: 20/27, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

"اور وہ مرد یا عورت جس میں جن ہو یا وہ جادوگر ہو تو وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ ایسوں کو لوگ سنگسار کریں۔ اُن کا خون ان ہی کی گردن پر ہوگا۔" (احبار: ۲۰/۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

کہیے حضور! اسلام نے اگر مجرموں کے لیے سنگ ساری کی سزا متعین کردی تو یہ اِنسانیت کے خلاف اور اسلام بشریت کا دشمن ہوگیا۔ اور آپ کی مقدس کتاب ایک نہیں ہزاروں بے قصوروں کے لیے سنگ ساری کی سزا سنارہی ہے تو پھر آپ کا مذہب کیسے انسانیت دوست ہوگیا......؟؟؟

اگر کسی کو بھوت پریت یا جن پکڑ لے تو اس میں اس بے چارے کا کیا قصور ہے جو اس کے لیے سزائے موت نہیں بل کہ اس کی اعلیٰ اور نہایت سخت ترین قسم سنگ ساری سنائی جارہی ہے۔

واضح رہے کہ ہمارا یہ تبصرہ اردو ترجمہ پہ ہے جو داغ دار ہے۔ انگریزی اِقتباس تو ہمارے اصول سے بھی درست ہے اور ہم اس مقام پہ اسے بے داغ مانتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ ایک الہامی کتاب کا اصلی متن کے بغیر صرف ترجمہ شائع کیا جارہا ہے تو پھر اتنی بے احتیاطی کیوں برتی جارہی ہے کہ معاملہ "بکریاں چَرانے" جیسے شریفانہ اور مبارک عمل سے "بکریاں چُرانے" جیسی شنیع فطرت تک پہنچ گئی مگر انہیں احساس تک نہیں ہوا۔

Marfat.com

سزاؤں کی حکمتیں

ان تمام سزاؤں کی حکمت وعلت بیان کرتے ہوئے کہا گیا:

"Because they must get rid of the evil he brought into the community, everyone in Israel will be afraird when they hear how he was punished."

(Deuteronomy: 21/21, Published by American Bible Society New York, 1995)

''یوں تو ایسی برائی کو اپنے درمیان سے دور کرنا۔ تب سب اسرائیلی سن کر ڈر جائیں گے۔'' (استثنا:۲۱/۲۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

کیا بائبل کا یہ اقتباس قرآن حکیم کی اس آیت کا مفہوم نہیں ہے:

''وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ''

''اے دانش مندو! تمہارے لیے قصاص میں ہی زندگی ہے۔'' (سورۃ البقرۃ:۱۷۹)

اسلامی حدود وتعزیرات عقل سلیم کی نظر میں

ساحل پہ بیٹھ کر اور ظاہر نظر سے دیکھا جائے تو حدود وعقوبات عقل مخالف اور ہوش وخرد سے بیگانگی پہ دال محسوس ہوتے ہیں۔ مرنے والا مر چکا ہے اب اس کے بدلے میں قاتل کو قتل کر دیا جائے یا اسے دس بیس سال کے لیے قید خانے میں ڈال دیا جائے تو بھی وہ زندہ نہیں ہو سکے گا۔ اب ایسے میں ایک انسان کو بلاوجہ قتل کرنا کہاں کی دانش مندی ہے ......؟؟ مگر جب دانش مندی کے سمندر میں اتر کر غور کیا جائے تو یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ سطح ساحل سے جو لا یعبا بہ شے نظر آتی تھی وہ حقیقت میں سیپ ہے جس میں حفاظت انسانی کے قیمتی موتی پنہاں ہیں۔ اگر قتل وجراحات کی سزائیں نہ ہوں اور شرارت پسندوں کو لوگوں کی عزت وآبرو اور ان کی جان ومال سے کھیلنے کی چھوٹ دے دی جائے تو پھر دنیا سے شرافت اور شریف ناپید ہو جائیں گے

Marfat.com

اور یہ دنیا صرف امن مخالفوں کا آشیانہ رہ جائے گا۔ آئین وقانون، صدق وامانت اور انسانیت وآدمیت نام کی ہرِ شے کا نام ونشان مٹ جائے گا۔ اور اگر جرم کی سزا شدید ترین ہو اور دیانت داری سے نافذ کی جائیں تو نظام حکومت بھی چست ہوگا اور ہر طرف امن امان کا ہی دور دورہ ہوگا۔

۲۰۰۰ء میں لال کرشن اڈوانی جب ہندوستان کے وزیر داخلہ اور نائب وزیر اعظم دونوں عہدوں پر براجمان تھے اس وقت راجدھانی دہلی میں عصمت دری کا ایک سیلاب سا آگیا۔ پورے ملک میں کافی ہنگامہ برپا تھا۔ ملکی اور غیر ملکی میڈیا ہندوستانی حکومت کو تھو تھو کر رہی تھی۔ تو وزیر داخلہ مسٹر اڈوانی نے قرآنی حکمتوں کو سامنے رکھتے ہوئے خواتین کی عصمت پہ ڈاکہ ڈالنے والوں کے لیے حکومت سے ''سزائے موت'' کا قانون بنانے کی مانگ کی تھی۔

ہندوستان میں گذشتہ تین چار ماہ سے آنر کلنگ (**Honour Killing**) یعنی غیرت وحمیت کے نام پر قتل کا معاملہ کافی زوروں پہ ہے۔ سماجی غیرت کے نام پر آئے دن نوجوان جوڑوں کو نشانہ بنایا جارہا اوران کا قتل کیا جارہا ہے۔ ماہ اپریل ۲۰۱۰ء میں پہلے آنر کلنگ معاملے میں شنوائی کرتے ہوئے ہریانہ کی ایک ذیلی عدالت نے مجرموں کو موت کی سزا سناتے ہوئے یہ تبصرہ کیا:

> ''اس طرح کے واقعات کو روکنے اور انسانی جانوں کی حفاظت کے لیے اسی طرح کی سخت سزائیں کارآمد ہوسکتی ہیں ورنہ ہمارے سماج کے شر پسند عناصر مزید بے لگام ہو کر معاشرے اور ملک کا سارا سکون غارت کردیں گے اور قومی نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔''

فروری ۲۰۱۱ء کے پہلے عشرے میں ہندوستان کی معروف ریاست کیرالا میں ایک ٹرین کے اندر ایک لڑکی کی عصمت دری کے بعد اس کا قتل کردیا گیا۔ اس واقعہ کے تناظر میں لوک سبھا (ایوان بالا) میں اپوزیشن لیڈر کے عہدے پہ فائز محترمہ سشما

سوراج کا احساس کچھ اس طرح کے الفاظ میں تھا:

''زانیوں کو صرف سزائے موت ہی ملنی چاہیے!''

(روزنامہ ''قومی تنظیم'' پٹنہ، بہار، ہند۔۱۲ر فروری ۲۰۱۱ء)

(عنبر مصباحی، ۱۰ر ربیع النور ۱۴۳۲ھ/۱۵ر فروری ۲۰۱۱ء بہ روز سہ شنبہ)

☆......☆......☆

۱۶ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو رات نو بج کر تیس منٹ سے رات پونے بارہ بجے تک ہند کی راج دھانی دہلی میں چلتی بس کے اندر ایک ۲۳ر سالہ میڈیکل طالبہ کے ساتھ جو کچھ ہوا، اس پر عوامی ردعمل نے حکومت ہند کی نیند اڑا دی۔ ایک ٹی وی چینل کے سروے کے مطابق ۹۹ر فیصد لوگوں نے زانیوں کو سرعام پھانسی دینے کی وکالت کی، جس میں ہر طبقے کے لوگ شامل تھے۔ اور اس معاملے میں اسلام کے شدید دشمن بھی عصمت لٹیروں کے لیے پھانسی کی سزا کا مطالبہ کرتے ہوئے نظر آئے۔ بی جے پی، بی ایس پی، ایس پی، ڈی ایم کے، ترنمول، راشٹریہ جنتا دل اور آر ایس ایس تک نے حکومت سے عفت کے درندوں کے لیے پھانسی سے کم سزا نہ بنانے کا شدید مطالبہ کیا۔ بہار کے سابق وزیر اعلیٰ شری لالو پرساد یادو نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ عورتوں کی حفاظت کے لیے ہند میں بھی عرب کی طرح اسلامی قانون نافذ کر دینا چاہیے۔

اِسلامی آئین و قوانین اور حدود حکمت، بائبل، عقل سلیم اور دانش وروں کے عین مطابق ہیں۔ ''اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ'' حق وہ ہے جو دُشمنوں کے بھی سر چڑھ کر بولے۔

۱۱ر شعبان المعظم ۱۴۳۴ھ/۲۱ر جون ۲۰۱۳ء بہ روز جمعہ مبارکہ

()()()()()

باب سوم:

دہشت گردی کا داعی کون؟؟؟

قرآن......یا بائبل؟؟؟

۸ر ستمبر ۲۰۱۰ء کی شب دہلی سے میرے بھانجہ عزیزم نجم الثاقب کا فون آیا۔ اس نے سلام ودعا کے بعد کہا:

''ماموں جان! آپ کو معلوم ہے جس دن ہم اور آپ عید منا رہے ہوں گے اس دن دنیائے عیسائیت کا ایک سپوت ٹیری جونز آپ اور تمام مسلمانانِ عالم کو ایک ''تحفہ'' بہ طور عیدی پیش کرے گا۔ ۴ر دن بعد یعنی ۱۱ر ستمبر کو نیویارک کے عالمی تجارتی مرکز (World Trade Center) کے ٹاوروں پہ دہشت گردانہ حملے کی نویں برسی کے موقع پر قرآنِ حکیم کے ایک نسخے کو جلایا جائے گا۔''

صبح اُٹھ کر جب اخبار پہ نظر پڑی تو اس خبر کے ساتھ پاکستان کے کچھ سیاست دانوں کا لفظی اِحتجاج اور وائٹ ہاؤس کے ترجمان رابرٹ گبز اور افغانستان میں امریکی جنرل ڈیوڈ پیٹریاس کا وہ مطالبہ بھی پڑھنے کو ملا جس میں انھوں نے اس پادری کو یہ کہہ کر منصوبہ ترک کرنے کو کہا تھا کہ اس سے بیرونِ ملک امریکی مفادات کو نقصان پہنچے گا۔ یعنی انہیں دنیا کے سوا سو کروڑ مسلمانوں کے جذبات کا خیال نہیں ہے بل کہ صرف اپنے مفادات پہ نظر ہے۔

اب تک جو لوگ مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے اب ان کی ہمت اتنی بڑھ گئی ہے کہ وہ اسلام کی مقدس کتاب قرآن حکیم کو جلانے کی بات کر رہے ہیں۔ اپنے اس

Marfat.com

منصوبے پہ وہ کبھی بھی عمل کریں یا نہ کریں مگر یہ اعلان خود اپنے اندر ایک ناقابل معافی جسارت لیے ہوا ہے۔ امریکی ریاست فلوریڈا کے **World Dove out reach center** کے اس ''شریف پادری'' نے اپنے اس اعلان کے ذریعے دنیا کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی ہے کہ ۱۱ ستمبر ۲۰۰۱ء کو ہوئے دہشت گردانہ حملہ کے ذمہ دار قرآن حکیم، مذہب اسلام، اس کی تعلیمات اور مسلمان ہیں۔ وہ خاص نائن الیون کی برسی کے موقع پر اس طرح کے اشتعال انگیز اقدامات کے ذریعے یہودیوں اور عیسائیوں سمیت تمام مذاہب عالم کے پیروکاروں کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ نائن الیون کے حادثہ کے ذمہ دار پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے متبعین ہیں۔ اس کے اس ناقابل برداشت اعلان کے بین السطور سے یہ مفہوم بھی مترشح ہوتا ہے کہ عالمی امن کی راہ میں سب سے بڑا روڑا اسلام، قرآن اور مسلمان ہیں۔ عیسائیت کے یہ لائق سپوت اس دنیا کے باشندوں کو یہ سبق دینا چاہتے ہیں کہ قرآن اور مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دو جہانِ رنگ و بو حسین سے حسین تر ہو جائے گا۔ اس پادری نے دیگر مذاہب کے ماننے والوں کے سامنے خود کو نمونہ (**Ideal**) کے طور پر پیش کرتے ہوئے انہیں اس بات پہ ابھارا ہے کہ دنیا کے ہر گوشے میں قرآن جلاؤ اور مسلمان مٹاؤ کی ایک تحریک شروع کر دی جائے۔ اپنے اس اعلان کے ذریعے ٹیری جونز نے قرآن حکیم اور اسلام کو موجودہ دہشت گردی کا منبع قرار دینے کی ناپاک اور قابل مذمت کوشش کی ہے۔ اسی لیے پہلے ہم اسلام کے حکم جہاد کی مکمل توضیح پیش کریں گے پھر امن کے ان ٹھیکے داروں کو آئینہ دکھایا جائے گا۔

اِسلام کے حکم جہاد کا تقدس

اسلام کے آغاز سے ہی مشرکین تیر آزمانے کے فارمولے پہ گام زن رہے مگر پیغمبر اسلام ﷺ اور ان کے جاں نثار رفقا ان کے سامنے اپنے جگر کو پیش کرتے

Marfat.com

رہے۔ کفار نے سماجی مقاطعہ کیا۔ خوردنی اشیا کو روک کر درختوں کی چھال اور پتیوں کو بہ طور غذا استعمال کرنے پہ مجبور کیا۔ مسلمانوں پہ پتھریں برساتے رہے۔ ان کی راہوں میں کانٹے بچھاتے رہے مگر اسلام کے نام لیوا ہمہ دم یہی صدا لگاتے رہے:

''لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ''

تمہارے لیے تمہارا دین اور ہمارے لیے ہمارا دین۔'' (ہم تمھیں اسلام کے لیے مجبور نہیں کرتے ہیں، تو تم بھی ہم پر ظلم نہ ڈھاؤ!) (سورۃ الکافرون:۶)

لیکن ستم کی زنجیروں میں کڑیاں بڑھتی ہی رہیں۔ مسلمانوں کے صبر کا پیمانہ بھی لبالب ہو رہا تھا اور ظلم اپنی انتہا کو پہنچ رہا تھا مگر حکم الٰہی یہی آ رہا تھا:

''فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ''

اے رسول! آپ حسن و خوبی کے ساتھ ان سے درگذر فرماتے رہیں۔''

(سورۃ الحجر:۸۵)

اور ان سے یہی کہا جا رہا تھا:

''وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ''

''آپ مشرکوں سے اعراض کا معاملہ جاری رکھیں''۔ (سورۃ الحجر:۹۴)

لیکن مشرکین عرب نے بھی ستم کی شمشیروں سے مسلمانوں کو صفحۂ روزگار سے مٹانے کا نامراد عزم کر رکھا تھا۔ وہ ہر قیمت پہ مسلمانوں کو اس دنیا سے نیست و نابود کر دینے پہ تلے تھے۔ مکہ کی ستم گر لہروں میں طغیانی کے تسلسل کو دیکھ کر مسلمانوں نے ساحل میں عافیت سمجھتے ہوئے مدینہ کی طرف ہجرت اختیار کی مگر واہ رے ستم گروں کا ولولہ کہ انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کے باوجود اپنی ستم شرست تلواروں کو نیام میں ڈالنا گوارا نہیں کیا۔ وہ مدینہ میں بسے مسلمانوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے کی تاک میں لگے رہے اور اپنی ستم رانیوں کا سلسلہ جاری رکھا تو اللہ عز و جل نے یہ حکم دیا کہ اگر مشرکین جنگ کی ابتدا کریں تو ان سے مدافعانہ جنگ کی تمہیں اجازت ہے۔

Marfat.com

چناں چہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

''فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوهُمْ''

اگر وہ تم سے جنگ شروع کر دیں تو تم ان کا جواب دو''۔ (سورۃ البقرۃ:۲۶۱)

حکم جہاد دیتے وقت بھی اللہ عز و جل نے مسلمانوں کو بے لگام نہیں چھوڑا بل کہ ایک حد مقرر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''وَ قَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ''

''ان سے جہاد کی اجازت اسی وقت تک ہے جب تک کہ فتنہ کا خاتمہ اور اسلام کے ماننے والوں کی فتح نہ ہو جائے''۔ (فتح کے بعد بے قصوروں کے ساتھ قتل و قتال کا بازار گرم کرنے کی اجازت تمہیں ہرگز نہیں دی گئی ہے) (سورۃ البقرۃ:۱۹۳)

اسلام نے امن پسندی کا ثبوت دیتے ہوئے دشمنوں کو اِصلاح کا مزید موقع دیا اور حکم جہاد میں مزید نرمی پیش کرتے ہوئے بیان فرمایا کہ اگر اب بھی سرکشی کے خوگر افراد امن و سلامتی کو اپنا کر صلح کے خواہاں ہو جائیں۔ تمہارے سامنے صلح کا عریضہ پیش کریں تو تم اپنے ہاتھوں کو روک لو اور ان سے صلح اختیار کرو۔ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے:

''إِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا''

''اگر وہ صلح کی طرف آمادگی ظاہر کریں تو تم بھی ان کے ساتھ صلح و شانتی کا رویہ اختیار کرو!'' (سورۃ الانفال:۶۱)

اور ایک دیگر مقام پہ صلح کو بہتر متبادل قرار دیتے اور صلح پہ ابھارتے ہوئے فرمایا:

''وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ''

''اور صلح ہی بہتر ہے۔'' (سورۃ النسا:۱۲۸)

رافت و تیسیر کی اتنی فراوانی کے باوجود اگر کوئی شخص عفو و درگذر کے پاک ساگر

Marfat.com

میں غسل طہارت کرنے سے انکار کرے اور اسلام کی چٹان سے ٹکرا کر خودکشی کرنے پہ بہ ضد ہوتو پھر معاشرہ کے ایسے ناسوروں کے لیے (ہر عقل سلیم کے مطابق) حکم عام یہی ہے:

''فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ''

''ایسے فتنہ سرشت افراد کو جہاں پاؤ ان کی سرکوبی کرو!'' (سورۃ التوبہ: ۵)

لیکن اگر فتنہ برپا کرنے والے حکمرانِ مملکت یا سردارانِ قبائل ہوں اور ان کی قوم و مملکت کے افراد بھی ان کی اتباع میں مسلمانوں کے استیصال میں کوشاں ہوں تو پھر اپنے دفاع میں اس ملک اور قبیلہ کی بستی پہ حملہ کرنے کی اجازت ہے، لیکن وہاں بھی یہ عام حکم نہیں ہے کہ اس ملک اور قبیلے کے ہر فرد کو قتل کرنے کی اِجازتِ عامہ دی گئی ہے بل کہ اس میں ان ہی لوگوں کو قتل کرنے کی اجازت دی گئی ہے جو ضرر رساں ہوں۔ جو لوگ لشکر اسلام اور مسلمانوں کے لیے بے ضرر ہوں، ان کے قتل کو اسلام نے ایک عظیم جرم گردانا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے خیبر کی طرف ایک سریہ روانہ فرمایا تو انہیں یہ حکم دیا کہ وہ عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کریں:

''عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ عَمِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ بَعَثَهُ اِلٰی ابْنِ اَبِی الْحَقِيْقِ بِخَيْبَرَ نَهٰی عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَ الصِّبْيَانِ۔''

''ابی بن کعب اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں ابن ابی حقیق کی طرف خیبر روانہ کیا تو ارشاد فرمایا: عورتوں اور بچوں کو ہرگز قتل نہ کیا جائے۔''

(مسند احمد: رقم الحدیث ۲۸۴۴۲، ۲۸۴۴۲، ۲۸۴۴۹، مجمع الزوائد ۳۱۵/۵، رقم الحدیث ۹۶۰۱، ۹۶۰۷، صحیح البخاری: رقم الحدیث ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، صحیح المسلم: رقم الحدیث ۴۶۴۵، ۴۶۴۶، جامع الترمذی: رقم الحدیث ۱۶۶۴، سنن أبی داؤد: رقم الحدیث ۲۶۷۰، سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث ۲۹۴۸، سنن الدارمی: رقم الحدیث ۲۵۱۷)

Marfat.com

اس حدیث میں تو صرف عورتوں اور بچوں کا ذکر ہے مگر دوسری حدیث میں مزدوروں اور غلاموں کے قتل کی بھی ممانعت وارد ہے۔ امام احمد ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

''سَمِعْتُ رَجُلًا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَرِيَّةً كُنْتُ فِيْهِ فَنَهَانَا اَنْ نَقْتُلَ الْعُسَفَاءَ وَ الْوُصَفَاءَ''

''ایک آدمی نے مجھ سے اپنے باپ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سریہ بھیجا جس میں وہ بھی شامل تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سریہ کو مزدوروں اور غلاموں کو قتل کرنے سے منع فرمادیا۔''

(مسند احمد: رقم الحدیث ۱۵۸۱۸، السنن الکبریٰ للبیہقی: رقم الحدیث ۱۸۶۲۲،۱۷۹۳۷، مصنف عبد الرزاق: رقم الحدیث ۹۳۷۹، مصنف ابن ابی شیبة: رقم الحدیث ۶۰۹، معرفة الصحابة لابن نعیم: رقم الحدیث ۶۵۷۶، مجمع الزوائد: ۳۱۵/۵)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث میں مزید مستثنیات کا ذکر ہے۔ اس میں بچوں، راہبوں اور بوڑھوں کو بھی شامل کیا گیا ہے:

''كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا بَعَثَ جُيُوْشَهُ قَالَ: اُخْرُجُوْا بِسْمِ اللّٰهِ تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ، لَاتَغْدِرُوْا، وَ لَا تَغُلُّوْا، وَ لَا تُمَثِّلُوْا، وَ لَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ، وَ لَا اَصْحَابَ الصَّوَامِعِ۔''

وَ فِيْ رِوَايَةٍ: ''وَ لَا اِمْرَاَةً وَّ لَا شَيْخًا.''

رواه أحمد وأبويعلى و البزاز والطبرانی

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا فوجی دستہ جہاد کے لیے روانہ کرتے تو ارشاد فرماتے: اللہ کے نام کے ساتھ روانہ ہو جاؤ، ان ہی لوگوں سے جہاد کرو جو خدا کے باغی ہیں۔ کسی کے ساتھ فریب اور دھوکہ نہ کرو، لوگوں کی شکل

Marfat.com

نہ بگاڑو۔ بچوں، راہبوں، عورتوں اور بوڑھوں کو قتل نہ کرو!"

(مجمع الزوائد: ۳۱۵/۵، مصنف ابن ابی شیبۃ: رقم الحدیث ۳۳۱۱۸، مصنف عبد الرزاق: رقم الحدیث ۹۴۳۰، جامع الاحادیث: رقم الحدیث ۳۴۲۵۱، کنز العمال: رقم الحدیث ۱۱۰۱۳، ۱۱۴۲۵)

بے قصور شخص کی معمولی سی تکلیف بھی پیغمبر اسلام ﷺ کو بے چین کر دیتی تھی۔ چناں چہ امام مسلم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

"اِنَّ امْرَاَۃً وُّجِدَتْ فِیْ بَعْضِ مَغَازِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَقْتُوْلَۃً فَاَنْکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَتْلَ النِّسَاءِ وَ الصِّبْیَانِ۔"

"پیغمبر اسلام ﷺ کے کسی غزوہ میں ایک عورت میدان جنگ میں قتل کی ہوئی پائی گئی تو نبی کریم ﷺ نے سخت ناگواری کا اظہار فرمایا اور عورتوں اور بچوں کے قتل سے منع فرما دیا۔"

(صحیح المسلم ۲/ کتاب الجہاد، رقم الحدیث ۴۶۴۵، مسند احمد: رقم الحدیث ۵۷۰۱، ۶۱۹۸، ۵۶۵۸، ۶۰۵۵، جامع الترمذی: رقم الحدیث ۱۵۶۹، سنن ابی داؤد: رقم الحدیث ۲۶۶۸، سنن النسائی الکبریٰ: رقم الحدیث ۸۶۱۸، کنز العمال: رقم الحدیث ۱۱۰۹۷، مسند ابن ابی شیبۃ: رقم الحدیث ۸۳۴، الموطا للامام محمد: رقم الحدیث ۸۶۷)

اسلام نے یہاں تک حکم دیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے دشمنوں کے بھی قتل سے احتراز کیا جائے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِذَا بَعَثَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِہٖ فِیْ بَعْضِ اَمْرِہٖ قَالَ: بَشِّرُوْا وَ لَا تُنَفِّرُوْا، وَ یَسِّرُوْا وَ لَا تُعَسِّرُوْا"

"جب پیغمبر اسلام ﷺ کسی کو جنگ کے لیے ارسال کرتے تو اسے یہ نصیحت کرتے: جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو آسانیاں پہنچاؤ، نفرت نہ دلاؤ، ان کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ، سختی نہ کرو!"

(صحیح المسلم ۲/ کتاب الجہاد، رقم الحدیث ۴۶۲۲، مسند احمد: رقم الحدیث ۲۰۰۹۹، ۱۹۵۸۸، ۱۹۷۱۴، عن ابی بردۃ)

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک دیگر حدیث میں وہ اپنے اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہما کے یمن کی جانب بھیجے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''فَقَالَ: يَسِّرَا، وَ لَا تُعَسِّرَا، وَ بَشِّرَا، وَ لَا تُنَفِّرَا، وَ تَطَاوَعَا، وَ لَا تَخَالَفَا''

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اور حضرت معاذ سے فرمایا: جہاں تک ہوسکے لوگوں کے ساتھ نرمی کرو، حتی المقدور ان کے ساتھ سختی کا رویہ برتنے سے احتراز کرو، انہیں خوشی پہنچاؤ، نفرت نہ دلاؤ، آپس میں اتحاد رکھو اور اختلاف سے دور بھاگو!''

(صحیح البخاری:۲/۶۲۲،صحیح المسلم:۲/کتاب الجهاد)

اسلام نے یہ حکم ہرگز نہیں دیا کہ اندھادھند تلواریں چلاؤ اور آنکھیں موند کر دشمنوں پر تیروں کی بارش کردو۔ جس ملک یا بستی پہ حملہ کرو اس کے ہر ہر فرد کو صفحۂ روزگار سے مٹادو۔ دشمن ملک اور دشمن قبیلہ کے تمام اشخاص کے سر کو تن سے جدا کردو، بل کہ اسلام نے مستثنیات (**Exceptions**) کی ایک لمبی فہرست پیش کی ہے۔ اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیا کہ وہ کسی بھی صورت میں ان مستثنیٰ افراد کو قتل نہ کریں۔ جب تک وہ بے ضرر سے موذی نہ بن جائیں ان کے ساتھ مشفقانہ رویہ جاری رکھو۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفۂ اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یزید بن ابوسفیان کی قیادت میں ایک دستہ شام کی طرف جہاد کے لیے روانہ فرمایا تو انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

''اِنِّیْ مُوْصِیْكَ بِعَشْرِ خِلَالٍ: لَاتَقْتُلُوْا اِمْرَاۃً، وَ لَا صَبِیًّا، وَ لَا كَبِیْرًا هَرَمًا، وَ لَا تَقْطَعُوْا شَجَرًا مُثْمِرًا، وَ لَا تَخْرِبَنَّ عَامِرًا، وَ لَا تَعْقِرْ شَاۃً وَ لَا بَعِیْرًا اِلَّا لِمَاْكَلِةٍ، وَ لا تَفْرُقَنَّ نَخْلًا، وَ لَا تُحَرِّقَنَّهٗ، وَ لَا تَغْلُلْ، وَ لَا تَجْبُنْ.''

Marfat.com

رواه البیھقی وغیرہ عن ابن عمران الجوزانی

''میں تمہیں دس چیزوں کا حکم دیتا ہوں: (۱) عورت (۲) بچے اور (۳) بوڑھے کو قتل نہ کرنا (۴) کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا (۵) کسی بستی کو آگ نہ لگانا (٦) بکریوں اور اونٹوں کو صرف کھانے کے لیے ذبح کرنا (۷) کھیتوں اور نخلستانوں کو برباد نہ کرنا (۸) اور نہ انہیں آگ لگانا (۹) کسی کو دھوکہ نہ دینا (۱۰) بزدلی نہ دکھانا''۔

(الحافظ جلال الدین السیوطی، تاریخ الخلفاء: ص ٧٦،
السنن الکبریٰ للبیھقی: رقم الحدیث ۱۷۹۳۱، ۱۸٦۱٦)

یہ دُنیا انیس ویں صدی عیسوی تک اس جاہلانہ اور سنگ دلانہ روایت پہ قائم رہی ہے کہ جب بھی کسی قوم کو کسی ملک پہ فتح نصیب ہوتی فاتح دستہ کا امیر مفتوح قوم کے سردار اور حاکم کا سر کاٹ کر اپنے حکم رانوں کو ہدیہ اور تحفہ کے طور پر بھیجتا۔ کوئی بھی شریف النفس انسان اپنے دشمنوں کی لاش کے ساتھ بھی یہ پُر مذلت حرکت پسند نہیں کرے گا۔ اسلام نے بھی اس جیسی بہیمانہ حرکتوں کو سخت ناپسند کیا اور اس کو سختی سے منع کیا ہے۔ امام بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص اور شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہما نے انہیں شام کے بطریق کے کٹے ہوئے سر کے ساتھ مدینہ منورہ امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں بھیجا۔ جب وہ بطریق کا سر لیے دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے تو ابوبکر صدیق نے سخت ناگواری کا اظہار فرمایا۔
عقبہ بن عامر نے عرض کیا:

''يَا خَلِيفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! فَإِنَّهُمْ يَصْنَعُوْنَ ذٰلِكَ بِنَا، قَالَ: أَفَيَسْتَنَّانِ بِفَارِسَ وَ الرُّوْمِ، لَا يُحْمَلُ إِلَيَّ رَأْسٌ، إِنَّمَا يَكْفِي الْكِتَابُ وَ الْخَبَرُ.''

''یا خلیفۂ رسول اللہ! وہ بھی تو ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ (پھر ہم

Marfat.com

کیوں نہ ان سے اسی طرح کا سلوک برتیں؟) ابوبکر صدیق نے اِرشاد فرمایا: کیا میرے وہ کمانڈر (عمرو بن عاص اور شرحبیل بن حسنہ) روم وفارس کی اقتدا کو پسند کرتے ہیں؟؟ آج کے بعد پھر کبھی میرے پاس کسی کا سر کاٹ کر نہ بھیجا جائے۔ کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہی بہترین نمونۂ عمل ہیں۔ (خط اور خبر رسانی کافی ہیں)''

(تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص ۷۸، جامع الاحادیث: رقم الحدیث ۲۷۴۵۴، السنن الکبریٰ للبیھقی: رقم الحدیث ۱۸۱۳۱، سنن النسائی: رقم الحدیث ۸۶۷۳، کنز العمال: رقم الحدیث ۱۱۷۲۸)

اور آخر میں دنیا کی قدیم ترین عیسائی درس گاہ اور موجودہ دنیا کی معتبر ترین یونی ورسٹی آکسفورڈ کا بھی نظریہ بھی سن لیں کہ وہ اسلام کے حکم جہاد سے کیا سمجھتے ہیں دہشت گردی یا امن پسندی؟ **Oxford Learner's Dictionary** میں جہاد کے دو معانی بتائے گئے ہیں:

(۱) نفس کو مذہبی اور اخلاقی اقدار کی پابندی پر مجبور کرنا۔

اور دوسرا معنی یہ بتایا گیا ہے:

"A holy war fought by Muslims to defend Islam"

''ایک مقدس جنگ جو مسلمان اِسلام کے دفاع میں لڑتے ہیں۔''

اب ہمیں مسیحی حضرات ہی بتائیں کہ دفاع میں لڑی جانے والی جنگ کو اگر ''دہشت گردی'' اور ''**terrorism**'' کہتے ہیں تو پھر بے وجہ کسی پر ظالمانہ حملہ کرنے کو کیا نام دیا جائے گا......؟؟؟

بائبل کی امن پسندی کا فسانہ

ایک طرف قرآن حکیم اور اسلام کے حکم جہاد کے تقدس کو ذہن کے نہاں خانے میں محفوظ رکھیے اور پھر بائبل کی امن پسندی کا فسانہ دیکھیے۔ قرآن حکیم نے صرف اور صرف سرکشوں کے خلاف تلوار اٹھانے کا حکم دیا۔ پہلے ایک بار نہیں بل کہ بار بار ان

Marfat.com

پیکر ظلم و جفا کفار عرب کو عفو و درگذر کا لباس فاخرہ پہنا تا رہا مگر عددی قوت کے غرور میں چور مشرکین عرب و دیگر قبائل عرب کو وہ لباس عزت راس نہیں آ رہا تھا۔ وہ مسلسل جگر آزمائی کو ایک کمزوری سمجھتے ہوئے تیر آزماتے رہے۔ ان حالات میں اسلام نے ان کے خلاف جہاد کا حکم دیا۔ ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ جنگ صرف محاربین (لڑنے والوں) سے کی جائے۔ جو لوگ مسلمانوں کے خون کے پیاسے نہیں ہیں، ان کے ساتھ امن کا سلوک کیا جائے۔ امن پسند شہریوں، مزدوروں، غلاموں، عورتوں، ضعیفوں، بچوں، کھیت کھلیانوں، نخلستانوں اور باغوں سے کسی بھی طرح کی چھیڑ چھاڑ نہ کی جائے۔ اگر دورانِ جنگ بھی دشمن صلح کی پیش کش کریں تو (حکمت، مصلحت اور ان کے ری کارڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے) ان کی سابقہ غلطیوں سے صرف نظر کرتے ہوئے فراخ دلی کا مظاہرہ کیا جائے اور انہیں بخش دیا جائے۔ ہر صورت میں ان کی عزت و آبرو کا خیال رکھا جائے۔ مگر امن عالم کے ٹھیکے دار عیسائیوں کی کتابِ مقدس "بائبل" ان تمام اصول انسانیت سے عاری اور برہنہ نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی حقوق کی پامالی اور کشت و خون کے ننگے ناچ پہ بائبل نے ناگواری کا ایک جملہ بھی نہیں ادا کیا بلکہ انسانی ہمدردی کے برعکس بائبل اپنے صفحات پہ انسانیت اور انسانوں کی تڑپتی ہوئی لاشوں پہ رقص کناں نظر آتا ہے۔

پہلی شہادت:۔

بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جتنی بھی جنگیں کی ہیں، ان کے پاس ان کے جواز کی کوئی علت موجود نہیں ہے۔ البتہ ان میں سے معدودے چند جنگ کے جواز کے لیے وہ یہ لنگڑی لولی دلیل دے سکتے ہیں کہ مخالف قوم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے واضح الفاظ میں یہ پیغام صلح دیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کو صرف گذرگاہ دے دیں، ہمارے افراد ان سے کسی طرح کا تعرض نہیں کریں گے اور امن و شانتی کے ساتھ گذر جائیں گے، مگر اس کے باوجود انھوں نے بنی اسرائیل کو اپنے ملک سے گذرنے کی

Marfat.com

اجازت نہیں دی تھی اس لیے انہوں نے ان سے جنگ کی۔ تاہم یہ کافی دلیل بھی قابل قبول نہیں ہے اس کی تین وجہیں ہیں:

(۱) بنی اسرائیل کتنی سرکش، باغی اور فتنہ پرور قوم ہے۔ یہ خود ان کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کی زبانی سنیے:

"I know how stubborn and rebellious you and the rest of the Israelites are, you have rebelled against the Lord while I have been alive, and it will only get worse after I am gone."

(Deuteronomy: 31/27, Published by American Bible Society, New York, America, 1995)

''میں تمہاری اور بنی اسرائیل کے دیگر لوگوں کی بغاوت و سرکشی سے اچھی طرح واقف ہوں۔ میری زیست میں ہی تم لوگوں نے خدا کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا تو میرے بعد تمہاری بدکاریاں اور شرارت انگیزی کس حد تک ہوں گی یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔''

ایک دوسرے مقام پہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کی جو ''تعریف'' کی ہے اُسے بائبل نے اس انداز میں نقل کیا ہے:

"He prayed, "Lord, If you really are pleased with me, I pray that you will go with us, It is true that these people are sinful & rebellious, but forgive our sin & let us be your people."

(Exodus: 34/9, Published by American Bible Society, New York, America, 1995)

''تب موسیٰ نے جلدی سے سر جھکا کر سجدہ کیا۔ اور کہا: اے خداوند! اگر مجھ پر تیرے کرم کی نظر ہے تو اے خداوند! میں تیری منت کرتا ہوں کہ ہمارے بیچ میں ہو کر چل گو یہ قوم گردن کش ہے اور تو ہمارے گناہ اور خطا

Marfat.com

کو معاف کرے۔'' (خروج: ۹/۳۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

یہ تو ان کے پیغمبر کی گواہی تھی کہ بنی اسرائیل سرکشی، فتنہ انگیزی اور بغاوت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اب لگے ہاتھوں ان کے خدا کی بھی شہادت ملاحظہ فرمالیں:

"I know how stubborn these people are, now don't try to stop me, I am angry with them, & I am going to destroy them."

(Exodus: 32/9-10, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ یہ گردن کش قوم ہے۔ اسی لیے تو مجھے اب چھوڑ دے کہ میرا غضب ان پر بھڑکے اور میں ان کو بھسم کر دوں۔''

(خروج: ۹/۳۲۔۱۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

جن کی سرکشی اور شرارتوں سے خود ان کے نبی اور خدا بھی نالاں ہوں انہیں کوئی بھی حاکم اپنی سرحدوں میں داخل ہونے یا اپنے ملک سے گذرنے ہی کیوں دے گا۔ کیوں وہ اپنے سر ایک ''عظیم مصیبت'' مول لے گا۔ دیکھئے ان کے خدا بھی جو بائبل میں متعدد جگہ یہ کہتے ہوئے نظر آئے کہ ساری دنیا میں تم ہی میری محبوب قوم ہو، اپنی محبت پہ پچھتاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ وہ خود موسیٰ اور ہارون علیہما السلام سے اپنی اس محبت سے جو انہوں نے بنی اسرائیل سے کی تھی (معاذ اللہ) رہائی کی بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں:

"The Lord said to Moses & Aron: how much longer are these wicked people going to complain against me? I have heard enough of these complaints."

(Numbers: 14/27, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 1995)

Marfat.com

''اور خداوند نے موسیٰ اور ہارون سے کہا: میں کب تک اس خبیث گروہ کی جو میری شکایت کرتی رہتی ہے برداشت کروں؟ بنی اسرائیل جو میرے برخلاف شکایتیں کرتے رہتے ہیں میں نے وہ سب شکایتیں سنی ہیں:'' (گنتی: ۲۶/۱۴۔ ۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

آہ! کتنا بے بس اور مظلوم خدا ہے جو اپنی تخلیق سے پناہ مانگ رہا ہے۔ (العیاذ باللہ) اپنی ہی ایجاد ستم بن گئی۔

بنی اسرائیل کی سرکشی کی حد یہی نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے خدا اور رسولوں کو بھی اپنی شرارت سے پریشان کر رکھا تھا بل کہ مسیح علیہ السلام کے بہ قول:

انھوں نے بے شمار انبیاے کرام کو قتل کر دیا۔

(انجیل لوقا: ۴۵/۱۴۔ ۵۱، مطبوعہ بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اور خدا کے اس پیغمبر کو جنہوں نے انہیں فرعون اور مصریوں کی غلامی سے نجات دلائی تھی، انہیں بھی سنگ سار کر دینا چاہا تھا۔ (خروج: ۴/۱۷، مطبوعہ بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اب آپ ہی بتائیں ایسی قوم کو گذرگاہ نہ دینا دانش مندی اور انسانیت کے عین مطابق ہے یا نہیں؟؟

(۲) ہر ملک اپنا فیصلہ خود کرنے کو آزاد ہے۔ ہو سکتا ہے اس کے نزدیک کوئی ایسی حکمت یا مصلحت رہی ہو جس کی بنیاد پہ اس نے بنی اسرائیل کو راستہ دینے سے اِنکار کر دیا ہو۔ مزید یہ کہ بنی اسرائیل جیسی قمین قوم کو کوئی بھی ہوش مند شخص اپنے پڑوس سے ہو کر بھی گذرنے نہیں دینا چاہے گا۔ فلسطین میں انگلی پکڑ کر چلنے کی اجازت دی گئی تو گلا دبانے لگے۔

(۳) بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ کا یہ وعدہ کہ وہ امن وسکون کے ساتھ گذر جائیں گے' قابل اعتبار نہیں کیوں کہ انہوں نے کچھ ہی مدت قبل مصر سے بھاگتے وقت اپنی قوم کو یہی کہا تھا کہ وہ قبطیوں سے ان کے سونے چاندی کے زیورات اور کپڑے

Marfat.com

عاریۃً مانگ لیں اور پھران کے تمام زیورات وملبوسات اپنے ساتھ لے کر مصر سے نکل جائیں۔ (خروج:۱۲/۳۵۔۳۶، مطبوعہ بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

جب وہ دھوکہ دے کر قبطیوں کے زیورات اور کپڑے لے کر بھاگنے کی ترغیب خود اپنی قوم کو خفیۃً دے چکے ہیں تو پھران کی بات کا کیا اعتبار......؟؟

ان امور کو مدنظر رکھ کر درج ذیل اقتباس کو پڑھیے:

بنی اسرائیل کے خدا نے ان کے پیغمبر موسیٰ اورانہیں یہ حکم دیا کہ وہ مدیانیوں پہ حملہ کریں کیوں کہ جب انھوں نے موآبیوں سے گذرگاہ مانگی تو موآبیوں نے راستہ دینے سے انکار کردیا تھااور بنی اسرائیل کی طرف سے ممکنہ کسی بھی خطرے کے سدباب کے لیے مدیانیوں کودعوت دی اور وہ حاضر ہوگئے تھے۔ بہر حال اسرائیلیوں نے ان پر حملہ کرکے انہیں شکست فاش دیدی اوران کے تمام مردوں کوقتل کردیا۔ ایک بھی زندہ نہیں رہا۔

اور پھراس کے آگے کیا ہوا یہ بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"The Israelites captured every woman & child, then led away the Midianites' cattle & sheep, & took everything else that belonged to them, they also burned down the Midianite towns & villages, Israel's soldiers gathered togather everything they had taken from the Midianites, including the captives & animals."

(Numbers: 31/1-11, Published by American Bible Society, New York, 1995)

''اور بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اوران کے بچوں کواسیر کیا۔ اور ان کے چوپائے اور بھیڑبکریاں اور مال واسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ اور ان کی سکونت گاہوں کے سب شہروں کو جن میں وہ رہتے تھے اوران کی

Marfat.com

سب چھاؤنیوں کو آگ سے پھونک دیا۔ اور انہوں نے سارا مال غنیمت اور سب اسیر کیا انسان اور کیا حیوان ساتھ لیے۔"

(گنتی: ۳۱/۱۔۱۱، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

لیکن جنگ یہیں ختم نہیں ہوئی کہ انہوں نے مدیانیوں کے تمام مردوں کو قتل کر دیا۔ ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ ان کے شہروں اور بستیوں کو آگ لگا دی بل کہ ان سب کے بعد بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ ذرا غور سے پڑھیں اور امن عالم کے ٹھیکے داروں کے آباؤ اجداد، ان کے پیغمبر بل کہ خود ان کے خدا کی "امن افشانی" کا انوکھا منظر دیکھئے کہ ان کے پیغمبر موسیٰ نہایت غضب میں آتے ہیں اور بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے "ارشاد" فرماتے ہیں:

"You must put to death every boy & all the woman who have ever had sex, but don't kill the young woman who have never had sex."

(Numbers: 31/14-18, Published by American Bible Society, New York, America, 1995)

"ان بچوں میں جتنے لڑکے ہیں سب کو مار ڈالو اور جتنی عورتیں مرد کا منہ دیکھ چکی ہیں ان کو قتل کر ڈالو۔ لیکن ان لڑکیوں کو جو مرد سے واقف نہیں اور اچھوتی ہیں اپنے لیے زندہ رکھو۔"

(گنتی: ۳۱/ ۱۳۔۱۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ذرا شریفوں کی شرافت تو دیکھیے کہ انہوں نے مدیان کے تمام مردوں کو قتل کر دیا۔ ان کی عورتوں اور بے سہارا بچوں کو غلام اور لونڈی بنا لیا۔ کل مال و دولت کو لوٹ لیا مگر ستم پسندوں نے یہ بھی گوارا نہیں کیا کہ اب ان بے قصور مظلوموں پہ ظلم کا سلسلہ روک دیا جائے۔ اگر بالفرض مجرم تھے بھی تو صرف کچھ افراد، نہ کہ پوری قوم، مگر قتل سارے افراد کو کر دیا گیا۔ بل کہ انہوں نے عالمی امن کی قرارداد پہ دستخط تکوار

Marfat.com

کی نوک سے کرتے ہوئے بچوں اور عورتوں کو بھی صفحۂ عالم سے نیست و نابود کر دیا۔
اگر انہوں نے دوشیزاؤں کو زندہ چھوڑ دیا تو اس کا کریڈٹ بھی عیسائیوں کے آباؤ اجداد کی امن پسندی کو نہیں بل کہ ان کی ''انوکھی شہوت پرستی'' کو جاتا ہے۔ اس طرح کے جنگی اصول شاید بائبل کے علاوہ کہیں اور نظر نہیں آئیں گے یہی وجہ ہے کہ بائبل ''اس دنیا'' اور خصوصاً عیسائیوں کے غلبے والے اس زمانے کی سب سے مقدس کتاب ہے۔
اور ''عالمی امن'' کا سب سے بڑا علم بھی اسی کے ہاتھ میں لہراتا ہوا نظر آتا ہے جو پانی سے نہیں، بل کہ خون سے دھویا جاتا ہے۔ اور چوں کہ اس طرح کے اصول سے قرآن حکیم خالی ہے۔ اس نے صرف جنگ جوؤں کو قتل کرنے کی اجازت دی ہے اسی لیے وہ یہود و نصاریٰ اور ان کے ہم نواؤں کی نظر میں دہشت گردی کا داعی بن گیا اور امن عالم کو اس بات سے مشروط کر دیا گیا کہ اسے صفحۂ روزگار سے جلد از جلد مٹا دیا جائے۔
اگر یہ حکم صرف ایک حکمراں کی طرف سے ہوتا تو کہا جا سکتا تھا کہ یہ اقتدار کے بھوکے اور شہوت کے غلام ایک انسان کی کارستانی ہے جو اپنی سلطنت کو بڑھانا اور شہوت کی پیاس بجھانا چاہتا ہے، مگر معاملہ ایسا نہیں ہے بل کہ یہ حکم خداوند کی طرف سے ہے جو نصرانیوں کے خدا اور ان کے مذہب کو بھی مجرم کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتا ہے۔

دوسری شہادت:۔

''یشوع کی وفات کے بعد یوں ہوا کہ بنی اسرائیل نے خداوند سے پوچھا کہ ہماری طرف سے کنعانیوں سے جنگ کرنے کو پہلے کون چڑھائی کرے: خداوند نے کہا کہ یہوداہ چڑھائی کرے۔ اور دیکھو یہ ملک میں نے اس کے ہاتھ میں کر دیا ہے:''

(قضاۃ: ۱/۱۔۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہوداہ اور اس کا لشکر من جانب خدا بنی اسرائیل کی طرف سے حملہ کرنے کے لیے نام زد کیے گئے، اور ان کی نام زدگی بھی خدا کے

''خصوصی حکم'' سے ہوئی تو آیئے ذرا دیکھیں کہ انہوں نے کس طرح خدا کے ''خصوصی حکم'' سے دنیا میں ''امن'' پھیلایا۔ پڑھیے اور سر دھنیے:

"The men of Judah attacked Jerusalem & captured it, they killed it's people & set fire to the city."

(Judges: 1/8, published by The Bible Society of India, Bangalore, 2008)

''اور بنی یہوداہ نے یروشلم سے لڑکر اسے لے لیا اور اسے تہ تیغ کر کے شہر کو آگ سے پھونک دیا۔'' (قضاۃ:۱/۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

جب خدا کی طرف سے اجازت مل ہی گئی ہے تو پھر کون انہیں اقوام عالم کو مٹانے سے روک سکتا ہے۔ یروشلم کے بعد انہوں نے حبرون اور دبیر پہ دھاوا بول دیا اور ان بے چاروں کو ایں جہانی سے آں جہانی بنا دیا۔

اتنا ہنگامہ اور قتل و قتال کا بازار گرم کر کے بھی ان کے بازو شل نہیں ہوئے تو انہوں نے اپنی ''امن افشانی'' کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ''مقدس تلواروں'' کا رخ ان کنعانیوں کی طرف موڑ دیا جو صفت شہر میں رہتے تھے۔ ملاحظہ ہو ان کی کتاب مقدس کتنے مبارک الفاظ میں اس ''دہشت گردی'' کو ''خراج عقیدت'' پیش کرتی ہے:

"Judah's army helped the Simon's army attack the canaanites who lived at Zephath, they compeletely destroyed the town & renamed it Hormah."

(Judges: 1/17, Pub. by American Bible Society, New York, 1995)

''اور یہوداہ اپنے بھائی شمعون کو ساتھ لے گیا اور انہوں نے ان کنعانیوں کو جو صفت میں رہتے تھے مارا اور شہر کو نیست و نابود کر دیا۔ سو اس شہر کا نام حُرمہ کہلایا۔'' (قضاۃ:۱/۱۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

خدا کے ''خصوصی حکم'' سے رواں ہوئی اسرائیلیوں کی دہشت گردی کا باب یہیں

Marfat.com

بند نہیں ہو رہا ہے بل کہ بیت ایل پر بھی چڑھائی کر دی اور:

"killed everyone in the city."

(Jugdes: 1/22-26, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-9)

''انہوں نے شہر کو تہ تیغ کیا۔''

(قضاۃ ۱: ۲۲۔۲۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

بلاد و امصار کے تمام باشندوں کو قتل کرنا اور شہروں کو آگ لگا دینا امن عالم کے ٹھیکے دار **U.N.O** (اقوامِ متحدہ) کے خصوصی اور اہم رکن ممالک کے حکم رانوں اور ان کے آبا و اجداد کا ہی شوق اور شیوہ ہو سکتا ہے اور ''دہشت گردوں'' کو بائبل جیسی کتاب ہی ''خراج تحسین'' پیش کر سکتی ہے۔ کم فہم قوم مسلم تو اس طرح کے شان دار تاریخی کارنامے انجام دینے سے عاجز و قاصر ہے۔ دہشت گردی کی خوگر قوم مسلم تو اس طرح کی ''اعلیٰ تہذیب و ثقافت'' کی بو سے نا آشنا ہے۔ ''عالمی امن'' کا یہ بے نظیر فارمولہ عیسائی سائنس دانوں کے آبا و اجداد کے اعلیٰ اور سائنسی دماغ کی ہی ایجاد ہو سکتی ہے۔ اور چوں کہ مسلمانوں کی مذہبی کتاب قرآن حکیم اس طرح کی ''پُر امن سائنسی تعلیمات'' نہیں دیتی ہے پھر کیوں ؟ نہ اسے جلا کر اور دنیا سے مٹا کر سارے جہاں کو امن و آشتی کا پیغام دیا جائے۔

شرم و حیا کو بحر اٹلانٹک میں بہا دینے والو! اسلام کے تقدس پہ کیچڑ اچھالنے سے پہلے ذرا اپنے گھر کا جائزہ لیجیے پھر آپ دوسروں پہ اپنی امن پسندی کا سبق تھوپے گا تو لطف ہی کچھ اور آئے گا۔

تیسری شہادت:-

بنی اسرائیل کو ''ان کے خدا'' نے پوری دنیا سے چن کر محبوب کر لیا ہے۔ اسی لیے ان کی محبت ان کے خدا کے دل میں کافی زیادہ اور اندر تک پیوست ہے۔ اس نے انہیں مصر میں فرعون کے ظلم و ستم اور قبطیوں کی غلامی کی چکی میں پستے ہوئے دیکھا تو

Marfat.com

اس کا دل تڑپ اٹھا۔ اس نے انہیں مصریوں کی غلامی اور ان کے جور و جفا سے نجات دیتے ہوئے وہاں سے فلسطین کی طرف کوچ کر جانے کا حکم دیا مگر پریشانی کی بات یہ تھی کہ وہاں بھی چند قومیں پہلے سے آباد تھیں۔ وہ صدیوں سے وہاں سکونت پذیر تھیں۔ کیا وہ اتنی آسانی سے اپنے ملک میں اسرائیلیوں کو رہنے کی اجازت دیں گی؟ کوئی بھی حکمراں اپنے ملک اور اپنی سرزمین میں دوسری قوم کو بسنے کی ہرگز اجازت نہیں دے گا۔ اگر دو چار سو یا دو چار ہزار افراد ہوں تو از راہِ ہمدردی انہیں پناہ دی بھی جا سکتی ہے مگر جب پناہ گزینوں کی تعداد تقریباً دس بارہ لاکھ سے متجاوز ہو۔

(گنتی: ۱/۲۰-۴۶، مطبوعہ بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

تو پھر ہمدردی دکھانا تھوڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ مزید یہ کہ اگر پناہ کے طالب شرفا ہوں تو آدمی جذبۂ انسانیت و ہمدردی میں سرشار ہو کر پناہ دینے کا فیصلہ کر بھی سکتا ہے مگر جو قوم سرکشی، فتنہ انگیزی اور تخریب کاری میں اپنا جواب نہیں رکھتی ہو اسے پناہ دے کر کوئی بھی ملک یا قبیلہ اپنی تباہی و بربادی کو دعوت دینا پسند نہیں کرے گا۔ آپ عیسائیوں کے آباؤ اجداد کی شرافت کے چند اقتباسات پڑھ ہی چکے ہیں۔ جس قوم کے پیغمبر اور خدا کو بھی انسانی لہو کا فوارہ محبوب ہو، اسے کوئی بھی ذی ہوش اپنے یہاں قیام اور بود و باش کی اجازت نہیں دے سکتا ہے۔ اب ایسی صورت میں فلسطین میں ان اسرائیلیوں کے قیام اور ان کی سکونت کی ایک ہی راہ باقی رہ جاتی ہے اور وہ ہے تلوار۔ اگر بات تلوار اور غاصبانہ قبضے تک ہی ہوتی تو بھی ہم اپنے قلم کی روشنائی سے ان صفحات کو سیاہ نہ کرتے مگر بنی اسرائیل کو ان کے خدا نے جو حکم دیا وہی ایک حکم اس امر کی شہادت کے لیے کافی ہے کہ بائبل اور اس کے متبعین دہشت گردی کے سب سے بڑے داعی و خوگر اور امن عالم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہیں۔

ملاحظہ ہو، بائبل کے ان صفحات سے قلم کی سیاہی کی بہ جائے مظلوموں کے لہو کی سرخی انصاف کا مطالبہ کرتی ہوئی نظر آتی ہے:

Marfat.com

"The Lord your God will bring you into the land which you are going to accupy, and he will drive many nations out of it, As you advance he will drive out seven nations larger & more powerful than you: the Hittites, the Girgashites, the Amorites, the Canaanites, the Perizites, the Hivites, and the Jebusites, when the Lord your God place these people in your power & you defeat them you must put them all to death, don't make an alliance with them or show them any mercy."

(Deuteronomy: 7/1-3, Pub. by The Bible Society of India, Bangalore, 2008)

''جب خداوند تیرا خدا تجھ کو اس ملک میں جس پر قبضہ کرنے لیے تو جا رہا ہے پہنچا دے اور تیرے آگے سے ان بہت سی قوموں کو یعنی حتّیوں اور جرجاسیوں اور اموریوں اور کنعانیوں اور فرزیوں اور حِویوں اور یبوسیوں کو جو ساتوں قومیں تجھ سے بڑی زور آور ہیں نکال دے۔ اور جب خداوند تیرا خدا ان کو تیرے آگے شکست دلائے اور تو ان کو مار لے تو تو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا۔''

(استثنا: ۷/۱۔۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اسلام تو حکم دیتا ہے کہ

''وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا''

''اگر وہ صلح کی طرف آمادگی ظاہر کریں تو تم بھی ان کے ساتھ صلح و شانتی کا رویہ اختیار کرو''۔ (سورۃ الانفال: ۶۱)

مگر بائبل کا حکم یہ ہے

''تو ان کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر

رحم کرنا:"

ایک طرف اسلام کے حکم جہاد کے تقدس کو رکھئے اور دوسری طرف بائبل پرستوں کے خدا کے اس حکم کو۔ پھر آپ ہی بتائیں کہ آگ کی عدالت میں مجرم بنا کر پیش کیے جانے کے لائق کون ہے؟؟ قرآن؟؟؟ یا بائبل؟

لیکن اب بھی ان کے خدا کا حکم پورے طور پر پیش نہیں ہوا ہے بل کہ اس میں کچھ باقی رہ گیا ہے۔ اسے بھی سنیے اور پھر عیسائیوں کو ان کی "امن افشانی" پہ جی کھول کر داد دیجیے!

> **"So then tear down their altars, break their sacred stone pillars in pieces, cut down the symbols of thier Goddes Asherah, and burn their Idols."**
>
> ***(Deuteronomy: 7/5, Pub. by The Bible Society of India, Bangalore, 2008-2009)***

"بل کہ تم ان سے یہ سلوک کرنا کہ ان کے مذبحوں کو ڈھا دینا۔ ان کے ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور ان کی یسیرتوں کو کاٹ ڈالنا اور ان کی تراشی ہوئی مورتیں آگ میں جلا دینا:"

(استثنا: ۷/۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

یہ ایک حکم نہیں بل کہ نسل انسانی کو مٹانے کا ایٹم بم ہے۔ کیا کہیں قرآن یا اسلام کی دیگر مقدس کتابوں میں یہ حکم ہے کہ: تم دشمنوں کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تم ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا۔ ان کے مذبحوں کو ڈھا دینا۔ ان کے ستونوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور ان کی یسیرتوں کو کاٹ ڈالنا اور ان کی تراشی ہوئی مورتیں آگ میں جلا دینا......؟؟

غیر قوموں کے افراد اور ان کی عبادت گاہوں سے اس طرح کے سلوک روا

Marfat.com

رکھنے کی اجازت اس جیسے باطل مذاہب ہی دے سکتے ہیں۔ اگر عیسائیت کی طرح اسلام بھی غیر مسلم افراد کے قتل عام اور ان کی عبادت گاہوں میں تخریبی کارروائی کا داعی ہوتا تو آج ہندوستان میں اسی کروڑ ہندو اور لاکھوں مندر نظر نہیں آتے۔ اسپین اور پرتگال جو آٹھ صدیوں تک مسلمانوں کے زیر نگیں رہے ہیں وہاں سے اسلام پسندوں کا بالکلیہ خاتمہ نہ ہوتا۔ مسلمانوں کی آنکھوں میں تنکا نہ ہو کر بھی عیسائیوں کو نظر آتا ہے مگر اپنی آنکھوں کا شہ تیر نظر نہیں آتا۔

اتنا سخت حکم دینے کے باوجود ان کے خدا کو اطمینان نہیں ہوا تو آدھا صفحہ آگے چل کر ایک بار پھر اسی حکم کو دہراتے ہوئے کہا:

"Destroy every nation that the Lord your God places in your power, and don't show them any mercy." **(Deuteronomy: 7/16, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)**

''اور تو ان سب قوموں کو جن کو خداوند تیرا خدا تیرے قابو میں کر دے گا نابود کر ڈالنا۔ تو ان پر ترس نہ کھانا۔''

(استثنا: ۷/۱۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ذرا تعبیر کی شدت و تاکید اور دہشت گردی تو ملاحظہ کیجیے۔ پہلے کہا: ''ان کو بالکل نابود کر ڈالنا۔ تو ان سے کوئی عہد نہ باندھنا اور نہ ان پر رحم کرنا''۔ اسی عبارت سے قتل عام کا حکم تاکیداً ثابت ہو رہا تھا مگر پھر ان کے خدا کو یہ خیال آیا کہ کہیں یہ لوگ میرے اس حکم کو فراموش نہ کر دیں۔ انہیں کسی پہ رحم آجائے اور جذبۂ انسانیت و مروت انہیں تعمیل حکم سے روک دے اور انسانی خون پینے کی میری پیاس باقی رہ جائے اسی لیے پھر فرمایا: ''اور تو ان سب قوموں کو جن کو خداوند تیرا خدا تیرے قابو میں کر دے گا نابود کر ڈالنا۔ تو ان پر ترس نہ کھانا!''

آپ ہم سے اتفاق کریں یا نہ کریں ہم تو ''اس جذبۂ امن پسندی'' اور ان کے

Marfat.com

خدا کی "خوں خواری" کو "خراجِ تحسین" اور "نذرانہ عقیدت" پیش کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ اور اس کے محافظ و پاسبان امریکہ و یورپ نے یہ ڈھنڈورا پیٹا اور خوب پیٹا کہ ہم اظہار دین و مذہب کی آزادی کے سب سے بڑے علم بردار اور پرچارک ہیں۔ ان ممالک کی حکومت اوران کے گرجا گھروں نے ساری دنیا میں اس بات کی خوب تشہیر کی کہ ہماری مقدس کتاب بائبل امن عالم کی سب سے زیادہ وکالت کرتی ہے۔ دین ومذہب اور اظہار رائے کی جو آزادی اس نے دی ہے اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی ہے۔ مگر یہ صرف ایک فسانہ جسے کبھی بھی حقیقت کے طور پر دنیائے عیسائیت ثابت نہیں کر سکتی ہے۔ دولت اور طاقت کے بل بوتے پر قائم کیا گیا یہ شیش محل بائبل کی اس طرح کی آیات سے ٹکرا کر چکنا چور ہو جاتا ہے۔

چوتھی شہادت:۔

بنی اسرائیل کے پیغمبر داؤد کے زمانے میں ساؤل نامی ایک شخص ان کا بادشاہ تھا۔ داؤد علیہ السلام کی بہادری اور قوم کی ان سے محبت و جاں واری کو دیکھ کر اس حکم راں کو ان سے حسد ہونے لگی۔ اس نے یہ منصوبہ بنایا کہ اس طرح ان کو قتل کرایا جائے کہ وہ قتل بھی ہو جائیں اور میری ذات پہ کوئی آنچ بھی نہ آئے۔ اس نے یہ پلان بنایا کہ انہیں فلستیوں کے ہاتھوں قتل کرا دیا جائے۔ اس نے اپنے خادموں کی معرفت داؤد کو یہ پیغام بھیجا کہ بادشاہ انہیں اپنا داماد بنانا چاہتا ہے اور مہر دین میں صرف ایک سو فلستیوں کی کھلویاں مانگتا ہے۔

اب آگے کیا ہوا یہ بائبل کی زبانی سنیے:

"David & his men went & killed 200 *Philistines, He took their foreskins to the king, & counted them all out to him, so that he might*

Marfat.com

became his son-in-law so Saul had to give his daughter Michal in marriage to David."

(1Samuel: 18/17-27, published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''داؤد اٹھا اور اپنے لوگوں کو لے کر گیا اور دوسو فلستی قتل کر ڈالے اور داؤد ان کی کھلڑیاں لایا اور انھوں نے ان کی پوری تعداد میں بادشاہ کو دیا تا کہ وہ بادشاہ کا داماد ہو اور ساؤل نے اپنی بیٹی میکل اسے بیاہ دی۔''

(سموئیل اول: ۱۸/۱۷۔۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

شادی کرنا اور اس میں مہر ادا کرنا ایک اچھی بات ہے۔ یہ شریفوں کی علامت ہے کہ خواہشات نفسانی نکاح کر کے اور مہر دے کر پوری کرے۔ عیسائیوں کے پیغمبر کے اس جذبے کو ہم بھی سلام کرتے ہیں کہ انہوں نے جائز طریقے سے انسانی ضرورت پوری کی ورنہ اگر وہ چاہتے تو دوسرا طریقہ بھی اپنا سکتے تھے (جیسا کہ انہوں نے اپنی آئندہ زندگی میں اس ''دوسرے طریقے'' کا سہارا لیا بھی تھا۔ سموئیل ثانی: ۱۱/۲۔۲۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

مگر اپنی شادی کے لیے دوسو لوگوں کو قتل کر کے ان کی کھلڑیاں مہر دین میں ادا کرنا کون سی قابل افتخار تعلیم ہے؟؟

اپنی ایک خوشی کو پانے کے لیے دوسو لوگوں کو شاہ راہِ حیات سے ہٹا دینا اقوام متحدہ کے کس اصول سے مباح ہے؟؟

اور بات صرف اتنی ہی نہیں ہے کہ اپنی محبوبہ کو پانے کے لیے انہوں نے دوسو لوگوں کو جینے کے حق سے محروم کر دیا بل کہ جتنا مہر دین ان سے مانگا گیا تھا اس کا دوگنا دیا، بادشاہ نے صرف ایک سو فلستیوں کی کھلڑیاں مانگی تھیں اور داؤد نے دوسو فلستیوں کو قتل کر کے پوری دوسو کھلڑیاں دے دیں۔ واہ رے مجنوں! اسے کہتے ہیں مار دھاڑ اور جنگجوئیت کا نشہ!!! اور عشق کا خمار!!!

Marfat.com

یقین جانیے! ہم ہرگز اس واقعہ کو قابل توجہ نہیں سمجھتے۔ہم اسے ایک پاگل یا ایک عام اسرائیلی کی کرتوت سمجھ کر صرف نظر کرتے ہوئے گذر جاتے مگر جب آپ داؤد کی حیثیت اوران کے رتبے کو سامنے رکھ کر اس کا تجزیہ کریں گے تو شرم سے آنکھیں جھک جائیں گی۔بائبل میں اس بات کا بیان کثرت سے وارد ہے کہ داؤد نبی تھے۔

(عبرانیوں:۱۱/ ۳۲،مطبوعہ بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اور بنی اسرائیل کے خدا کے نہایت مطیع وفرماں بردار تھے:

"So tell my servant David that I, the Lord Almighty, say to him, 'I took you from looking after sheep in the fields and made you the ruler of my people, Isreal, I have been with you wherever you have gone and I have defeated all your enemies as you advanced, I will make you as famous as the greatest leaders in the world."

(1Chronicles: 17/7-8, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''پس تو میرے بندہ داؤد سے یوں کہنا کہ ربّ الافواج یوں فرماتا ہے کہ میں نے تجھے بھیڑ سالے میں سے جب تو بھیڑ بکریوں کے پیچھے پیچھے چلتا تھا لیا تاکہ تو میری قوم اسرائیل کا پیشوا ہو۔ اور جہاں کہیں تو گیا میں تیرے ساتھ رہا اور تیرے سب دشمنوں کو تیرے سامنے سے کاٹ ڈالا ہے اور میں روئے زمین کے بڑے بڑے آدمیوں کے نام کی مانند تیرا نام کردوں گا۔'' (تواریخ اول۔۱۷/۷۔۸،مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور،۲۰۰۹ء)

یہ صاحب جہاں کہیں بھی گئے ان کے ساتھ بنی اسرائیل کا خدا بھی تھا تو یقیناً انھوں نے ہی ان دوسو فلستیوں کے قتل کی اجازت دی تھی۔اور جب انوکھا مہر دین (دوسو کھلڑیاں) بادشاہ ساؤل کو سونپا گیا تو اس میں اس خدا کی بھی رضا شامل تھی۔اور

Marfat.com

یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ جس مذہب کے خدا اور نبی ایسے ہوں وہ دہشت گردی اور دہشت گردوں کا سب سے بڑا منبع اور سرچشمہ ہوگا۔

پانچ ویں شہادت:۔

بنی اسرائیل کے خدا نے ان کے پیغمبر یشوع سے کہا:

''دیکھ مَیں نے یریحو کو اور اس کے بادشاہ اور زبردست سورماؤں کو تیرے ہاتھ میں کر دیا ہے سو تم سب جنگی مرد شہر کو گھیر لو اور ایک دفعہ اس کے چوگرد گشت کرو!''

''لہو نوش خدا'' کا حکم تھا تو پھر اسرائیلی کیسے باز آسکتے تھے۔ اور پھر یہ کہ اس قوم کو قتل وقتال میں مزہ ہی کچھ اور آتا تھا۔ جب کوئی قتل وقتال کے لیے نہیں ملتا تو وہ خدا کی طرف سے فرستادہ اپنے پیغمبروں کو ہی قتل کر دیتے تھے جس کی شہادت خود مسیح نے بھی دی ہے۔ (انجیل لوقا:۱۱/۴۵۔۵۱، مطبوعہ ہند، ۲۰۰۹ء)

اور تو اور جب میدان تیہ میں انہیں کوئی اور مارنے کاٹنے کو نہیں ملا تو انہوں نے اپنے سب سے جفاکش رسول حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہی سنگسار کر دینا چاہا تھا۔

(خروج:۱۷/۴، مطبوعہ ہند، ۲۰۰۹ء)

اب ایسی خوں خوار قوم کو جب اذن الٰہی مل جائے تو پھر جس بستی اور ملک سے وہ گذر جائے وہاں کا منظر ہی بدل جائے۔ انہوں نے ویسا ہی کیا جیسی آپ ان سے توقع وابستہ کیے ہوں گے۔ انہوں نے خوب جی جان لگا کر جنگ کی اور شہر کو فتح کر لیا۔

اب آیئے بائبل کے الفاظ میں آگے کی کہانی سنیں:

"With their swords they killed everyone in the city, men & women, young & old, They also killed the cattle, sheep, and donkeys."

(Joshua: 6/21, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

Marfat.com

''اور انھوں نے ان سب کو جو شہر میں تھے کیا مرد کیا عورت کیا جوان کیا بڈھے کیا بیل کیا بھیڑ کیا گدھے سب کو تلوار کی دھار سے بالکل نیست کر دیا۔'' (یشوع: ۲۱/۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اب تک تو ان اسرائیلیوں کی تلوار سے حضرت انسان ہی قتل ہوتے آرہے تھے مگر اب ان کے سیف وسنان کی ملاقاتیں جانوروں سے بھی ہونے لگی ہیں۔ اب تک صرف انسانی حقوق کی پامالی کی جارہی تھی مگر اب تو ان کی تلواریں استقا کی مریض نظر آتی ہیں۔ واضح رہے کہ جانوروں کو کھانے کے لیے ذبح کرنا کوئی غلط اقدام نہیں ہے۔ ان کی تخلیق کے مقاصد میں ایک اہم مقصد یہی ہے کہ انسان اپنے ہم نوعوں کو کاٹ کر کھانے سے اِحتراز کرے اور ان جانوروں کو کھانے کے کام لائے مگر کچھ لوگوں کا ذوق ہی بدل جائے تو اسے کیا کہیے۔ اگر جانوروں کو کھانے کے لیے بھی ذبح کرنا ایک غلط قدم ہوتا تو بائبل (احبار: باب ۱۱ کامل) میں حلال وحرام جانوروں کی ایک لمبی فہرست نہیں دی گئی ہوتی۔ مزید یہ کہ اگر جانوروں کو کھانے اور قربانی کے لیے بھی ذبح کرنا نادرست ہو تو پھر عیسائیوں سے یہ مطالبہ کرنے میں ہم حق بہ جانب ہوں گے کہ وہ بائبل میں شامل کتاب احبار کو یومِ حقوقِ جانور **Animals Day** (اگر ہو تو، ورنہ منتخب کر لیا جائے) کے موقع پر آگ لگا کر اپنی امن پسندی کا پہلا اور ''ناقص ثبوت'' پیش کریں۔ (کیوں کہ کامل امن پسندی تو اس وقت ثابت ہوگی جب پورے بائبل کو جلائیں گے)

جب شہر کے تمام باشندے قتل کر دیے گئے۔ وہاں کے جانوروں تک کو نیست و نابود کر دیا گیا تو پھر اس شہر کا مصرف ہی کیا باقی رہ جاتا ہے۔ وہاں بلا وجہ پرندے آکر ان گھروں پر قبضہ کرلیں گے لہٰذا مناسب ہے کہ سارے شہر کو جلا دیا جائے۔ یہ کام بھی انہوں نے بہ خوبی کر دکھایا۔ ملاحظہ ہو!

"Then they set fire to the city & burnt it to the

Marfat.com

ground, along with everything in it, except the things made of gold, silver, bronze, and Iron, which they took and put in the Lord's treasury." **(Joshua: 6/24, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)**

''پھر انہوں نے اس شہر کو اور جو کچھ اس میں تھا سب کو آگ سے پھونک دیا اور فقط چاندی اور سونے کو اور پیتل اور لوہے کے برتنوں کو خداوند کے گھر کے خزانے میں داخل کر دیا۔'' (یشوع:۶/۲۴،مطبوعہ ہند،۲۰۰۹ء)

شہر کے تمام باشندوں کو قتل کر کے شہر کو آگ لگانے کے متعلق قلم کو حرکت دینے اور کچھ کہنے میں ایک طرح کی گستاخی ہی ہوگی۔ عیسائی دنیا میں سب سے بڑے امن خواہ اور جمہوریت کے پرچارک ہیں۔ ان سے ایک لمحے کے لیے یہ بھی نہیں دیکھا جاتا ہے کہ کوئی انسان اپنی رائے کے اظہار یا حق رائے دہی سے محروم کر دیا جائے۔ وہ حقوقِ انسانی کے سب سے بڑے محافظ ہیں پھر ان امن پسند اور پیس اسپریڈرس (Peace Spreaders) کے سامنے حقوق انسانی کا معاملہ اٹھانا چھوٹا منہ بڑی بات ہوگی۔ بائبل کے اسی اقتباس سے نام نہاد دہشت گردی کے خلاف لڑی جانے والی جنگ کی حقیقت بھی سامنے آ گئی۔ امریکہ اور اس کے حلیفوں کے بہ قول: نیویارک کی عالمی تجارتی منڈی پہ حملہ افغانی مسلمانوں نے کیا تھا جس میں تین ہزار گوروں کی جانیں رائیگاں چلی گئیں۔ لیکن اس کے انتقام میں امریکہ نے تقریباً پینتیس لاکھ افغانی، عراقی اور پاکستانی مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی۔ حقیقت یہی ہے کہ نہ وہ حملہ مسلمانوں نے کیا اور نہ اس کی ذمہ داری کسی بھی طرح ان پر عائد ہوتی ہے (جیسا کہ مختلف غیر جانب دار ایجنسیوں اور تحقیقاتی ٹیموں نے اپنی اپنی تحقیقات میں ذکر کیا ہے) بل کہ یہ سارا کھیل مسلمانوں کے معدنی ذخائر پہ قبضے اور اسلام دشمنی کی بھڑاس نکالنے کے لیے کھیلا گیا ہے۔

Marfat.com

چھٹی شہادت:-

بنی اسرائیل کے "جنگ جوخدا" نے یشوع سے کہا:

"خوف نہ کھا اور ہراساں نہ ہو۔ سب جنگی مردوں کو ساتھ لے اور اٹھ کر عی پر چڑھائی کر دے۔ دیکھ میں نے عی کے بادشاہ اور اس کی رعیت اور اس کے شہر اور اس کے علاقہ کو تیرے قبضے میں کر دیا ہے: اور اس کے بادشاہ سے وہی کرنا جو تو نے ریحو اور اس کے بادشاہ سے کیا ہے:"

(یعنی عی میں اسی طرح "خون آشام جھنڈا" لہرانا جس طرح ریحو میں "انسانی خون کے سمندر میں قتل و غارت کی کشتی میں بیٹھ کر عالمی امن کا جھنڈا" تم نے لہرایا تھا)

بنی اسرائیل جیسی قوم کو جب مار دھاڑ کا اذن الٰہی فتح کی بشارت کے ساتھ مل جائے تو پھر ان کے سیف و سنان کی نوک زباں سے یہی صدا آتی ہے:

مَیں کہاں رُکتا ہوں عرش و فرش کی آواز سے
مجھ کو جانا ہے بہت اونچا حد پرواز سے

انھوں نے گھات لگا کر عی کے شہریوں کو اپنے جال میں پھنسایا۔ یشوع نے کچھ لوگوں کو گھات میں پہاڑیوں میں بٹھا دیا اور بقیہ لشکر کو لے کر شہر پر حملہ کر دیا۔ عی والے بھی دفاع کے لیے نکل پڑے۔ جب عی والوں کو نکلتے ہوئے دیکھا تو اسرائیلی پسپائی اختیار کرنے لگے۔ پیچھے ہٹتے ہٹتے جب اسرائیلی انہیں شہر سے کافی دور لے گئے تو گھات میں بیٹھے فوجی دستہ نے پہلے ان کے شہر کو جلایا۔

اور پھر آگے عی کے ان شہریوں کا کیا حشر ہوا یہ بائبل کی زبانی سنیے:

"Meanwhile, the other Israelite soldiers had came from town and attacked the men of Ai from the rear, the Israelites captured the king

Marfat.com

of Ai & brought him to Joshua, They also chased the rest of the men of Ai into the desert and killed them, the Israelites army went back to Ai and killed everyone there."

(Joshua: 8/22-24, Pub. by American Bible Society New York, America, 1995)

''اور وہ دوسرے بھی ان کے مقابلے کو شہر سے نکلے سو وہ سب کے سب اسرائیلوں کے بیچ میں جو کچھ اِدھر اور کچھ تو ادھر تھے پڑ گئے انہوں نے ان کو مارا یہاں تک کہ کسی کو باقی چھوڑا نہ بھاگنے دیا۔ اور وہ عی کے بادشاہ کو زندہ گرفتار کر کے یشوع کے پاس لائے اور جب اسرائیلی عی کے سب باشندوں کو میدان میں اس بیابان کے درمیان جہاں انہوں نے ان کا پیچھا کیا تھا قتل کر چکے اور وہ سب تلوار سے مارے گئے یہاں تک بالکل فنا ہو گئے تو سب اسرائیلی عی کو پھرے اور اسے تہ تیغ کر دیا۔''

(یشوع: ۸/ ۲۲۔۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

اگر بائبل کی امن پسندی کا سارا افسانہ سپرد قرطاس کریں تو شاید اس کے لیے ہزار صفحات بھی کم پڑ جائیں گے۔ یہ فسانہ شب ہجر کی طرح دراز ہے۔ مزید یہ کہ امن کی جو تعلیمات بائبل میں تلوار اور لہو کی مدد سے لکھی گئی ہے ان ''پُر امن تعلیمات'' کو ہم اپنے معمولی قلم سے نقل کرنے میں بائبل کی توہین سمجھتے ہیں، اس لیے مقالے کو سمیٹتے ہوئے آخری اقتباس نقل کرتے ہیں۔ انصاف پسندوں کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔

ساتویں شہادت:-

بنی اسرائیل کے پیغمبروں کا حال انسانوں سے بالکل الگ ہے۔ وہ یہ جانتے ہی نہیں ہیں کہ انسان کے اندر ایک جبلت رحم نام کی بھی رکھی گئی ہے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں اتنا شان دار کارنامہ انجام دیا ہے کہ وہ ''آبِ زر'' جیسی ''حقیر روشنائی'' سے نہیں بل کہ ''انسانی لہو'' سے لکھنے کے قابل ہے۔ بائبل میں ان میں سے صرف

Marfat.com

ایک یشوع کی "سیرت مبارکہ" کے شان دار کارناموں کو چند الفاظ میں سمیٹتے ہوئے ہماری اور آپ کی آسانی کے لیے ان الفاظ میں تلخیص کر دیا گیا ہے:

"جن بادشاہوں کو یشوع اور بنی اسرائیل نے مارا اور جن کے ملک کو یشوع نے اسرائیلیوں کے قبیلوں کو ان کی تقسیم کے مطابق میراث کے طور پر دے دیا وہ یہ ہیں: کوہستانی ملک اور نشیب کی زمین اور میدان اور ڈھلانوں میں اور بیابان اور جنوبی قطعہ میں حتی اور اموری اور کنعانی اور فرزی اور حوی اور یبوسی قوموں میں سے: (۱) ایک یریحو کا بادشاہ۔ (۲) ایک عی کا بادشاہ جو بیت ایل کے نزدیک واقع ہے۔ (۳) ایک یروشلم کا بادشاہ۔ (۴) ایک حبرون کا بادشاہ۔ (۵) ایک یرموت کا بادشاہ۔ (۶) ایک لکیس کا بادشاہ۔ (۷) ایک عجلون کا بادشاہ۔ (۸) ایک جزر کا بادشاہ۔ (۹) ایک دبیر کا بادشاہ۔ (۱۰) ایک جدر کا بادشاہ۔ (۱۱) ایک حُرمہ کا بادشاہ۔ (۱۲) ایک عراد کا بادشاہ۔ (۱۳) ایک لبناہ کا بادشاہ۔ (۱۴) ایک عدُلام کا بادشاہ۔ (۱۵) ایک مقیدہ کا بادشاہ۔ (۱۶) ایک بیت ایل کا بادشاہ۔ (۱۷) ایک تفوح کا بادشاہ۔ (۱۸) ایک حفر کا بادشاہ۔ (۱۹) ایک افیق کا بادشاہ۔ (۲۰) ایک نشرون کا بادشاہ۔ (۲۱) ایک مدون کا بادشاہ۔ (۲۲) ایک حصور کا بادشاہ۔ (۲۳) ایک سمرون مرون کا بادشاہ۔ (۲۴) ایک اکشاف کا بادشاہ۔ (۲۵) ایک تعنک کا بادشاہ۔ (۲۶) ایک مجدِّو کا بادشاہ۔ (۲۷) ایک قادس کا بادشاہ۔ (۲۸) ایک کرمل کے یقنعام کا بادشاہ۔ (۲۹) ایک دور کی مرتفع زمین کے دور کا بادشاہ۔ (۳۰) ایک گوئیم کا بادشاہ جو جنجال میں تھا۔ (۳۱) ایک ترضہ کا بادشاہ۔ یہ سب اکتیس بادشاہ تھے۔"

(یشوع ۱۲:۷-۲۴ مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

Marfat.com

اس سیف کی حدت و تیزی بھی دیکھئے کہ انہوں نے ان اکتیس ممالک اور شہروں کے تمام باشندوں کو گدھ کی خوراک بنادیا مگر جبینِ انسانیت پہ کبھی ایک قطرۂ عرق بھی نمودار نہیں ہوا۔ یہاں بشری حقوق کی پامالی نہیں ہوئی۔ سفر یشوع کے صفحات پہ مندرجہ ذیل جملے اور تعبیرات حشرات الارض کی طرح رینگتے ہوئے نظر آتے ہیں:

"The Lord let them capture the town & it's king, they killed the king & vereyone else.

''اور انہوں نے خدا کی مدد سے اسے سر کر کے اسے اور اس کے بادشاہ اور اس کی سب بستیوں اور وہاں کے سب لوگوں کو تہ تیغ کیا۔''

اب ہوسکتا ہے جونز صاحب اور عیسائیت کے دیگر مبلغین یا خیر خواہ یہ کہیں کہ یشوع کے ذریعے کی جانے والی دہشت گردانہ کارروائیاں ملک گیری مہم کا حصہ تھیں نہ کہ کوئی مذہبی اور مقدس عمل۔ اس کے جواب میں ہم ایشیائی اور غیر سامی کیا کہہ سکتے ہیں۔ خاص کر عیسائیوں کے غلبے والے اس زمانے میں عیسائیت پہ تنقید ایک ناقابل معافی اور لائق گردن زنی جرم ہوسکتا ہے۔ ہاں! اگر وہ اظہار رائے کی آزادی دیں تو اپنی بات بھی نہ کہہ کر ان کی کتاب مقدس بائبل کا یہ اِقتباس نقل کر دیں:

"The Lord had given his Commands to his servant Moses, Moses had given them to Joshua, and Joshua obeyed them, He did everything that the Lord had commanded Moses." (Joshua: 11/15, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''جیسا خداوند نے اپنے بندہ موسیٰ کو حکم دیا تھا ویسا ہی موسیٰ نے یشوع کو حکم دیا اور یشوع نے ویسا ہی کیا اور جو جو حکم خداوند نے موسیٰ کو دیا تھا ان میں سے کسی کو اس (یشوع) نے بغیر پورا کیے نہیں چھوڑا۔''

(یشوع: ۱۵/۱۱: طبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

Marfat.com

مزید ابھی ہم نے چند سطر قبل جو اقتباس نقل کیا ہے اس کے انگریزی نسخے میں اس بات کی صراحت ہے کہ وہاں جو کچھ بھی ہو رہا تھا اس میں ان کے خدا کا حکم شامل تھا۔ ملاحظہ ہو:

"The Lord let them capture the town & it's king, they killed the king & vereyone else."

(Joshua: 10/32, Published by American Bible Society New York, 1995)

''خدا نے شہر اور اس کے بادشاہ پہ انہیں غلبہ دیا تو انہوں نے بادشاہ سمیت تمام شہریوں کو موجود سے معدوم بنا دیا۔''

اور ان کے خدا (یسوع مسیح) کی دنیا میں آمد کا مقصد کیا ہے...... فروغِ امن یا دہشت گردی؟ وہ بھی ملاحظہ فرمالیں! خود **Jesus Christ** فرماتے ہیں:

"Not peace, but a sword

Think not that I am come to send peace on earth: I came not to send peace, but a sword."

(Matthew: 10/34, 24/2, Mark: 13/2, Luke: 21/6, King James Version)

''یہ نہ سمجھو کہ میں زمین پر صلح کرانے آیا ہوں۔ صلح کرانے نہیں بل کہ تلوار چلوانے آیا ہوں۔''

(متی: ۱۰/ ۳۴، ۲۴/ ۲، مرقس: ۱۳/ ۲، لوقا: ۲۱/ ۶، بائبل سوسائٹی آف انڈیا، ہند، ۲۰۰۹ء)

جب خود اپنی مذہبی کتاب دہشت گردی کی تاریخ اور غیر مہذبانہ واقعات سے پر ہے تو پھر آپ کس منہ سے اسلام کو دہشت گردی کا مذہب قرار دیتے ہیں؟ قرآن کی آیات میں سرکشوں کے قتل کا حکم تو آپ کو دہشت گردی کے شیوع کا باعث نظر آتا ہے مگر ان لاکھوں بے گناہ بوڑھوں، بچوں، عورتوں اور جوانوں کا خون نظر نہیں آتا جن کے لہو کی سرخی بائبل کے صفحات سے آپ کے آبا و اجداد کے خلاف انصاف کا مطالبہ کرتی ہے؟؟ حضور! جملہ حقوق آتش بہ حق بائبل ہی محفوظ رکھیے۔

۲ رشوال المکرم ۱۴۳۱ھ مطابق 12 رستمبر 2010ء

باب چہارم:

اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حوارِیینِ مسیح علیہ السلام کے

اِیمان واِیقان کا ایک تقابلی مطالعہ

بچ پن سے سنتے آرہے ہیں کہ درخت اپنے پھل و پھول سے پہچانا جاتا ہے اور درخت کی حفاظت وصیانت بھی ان کے پھلوں کے افادے کے بہ قدر ہی کی جاتی ہے۔ چناں چہ جس کے نزدیک جو پھل اہم ہوتا ہے وہ اس کے پودوں کی دیکھ ریکھ اسی حساب سے کرتا ہے۔ اس پر خوب محنت و مشقت کرتا اور اسے طرح طرح سے سنوارنے سجانے میں دن ورات کے چین وسکون کو ایک کر دیتا ہے۔ کڑاکے کی سردی اور سخت گرمی ولو کی پروا کیے بغیر وہ اس کی سینچائی میں مشغول رہتا ہے۔ درخت اگر اچھا پھل لاتا ہے تو بہتر ورنہ اس کی جڑیں کاٹ کر اکھاڑ پھینکتا ہے۔

یہی مقولہ دیگر امور کے متعلق بھی کہا جاتا ہے چناں چہ مدارس و یونی ورسٹیز کی معرفت وشہرت ان کے فرزندوں کی علمی قابلیت اوران کے ذمہ دارانہ افعال وکردار سے مربوط ہوتی ہے۔ کیا جامعہ ازہر مصر، دار العلوم منظر اِسلام بریلی شریف، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، دار العلوم امجدیہ پاکستان، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، جامعہ امجدیہ گھوسی، دار العلوم جمدا شاہی اور دیگر مدارس کو شہرت ونام وری ان کے ابنا کی بے مثال صلاحیت اوران کے عمدہ اخلاق وخصائل کے بغیر حاصل ہوگئی ہے......؟؟؟

پھل وپھول اور فارغین کو دیکھ کر ہی لوگ بوستانوں اور علمی گلستانوں کی جودت و عمدگی اوران کی اہمیت کا اندازہ لگاتے اورانہیں اعترافی نذرانہ پیش کرتے ہیں۔

جب ہم تاریخ عالم پہ نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں موجودہ دور کی دو بڑی قومیں (۱) مسلمانوں اور (۲) عیسائیوں کے درمیان عقیدے کی ایک لمبی خلیج حائل نظر آتی ہے۔

Marfat.com

عیسائی جہاں مسیح علیہ السلام کو خدا سے کم تر درجہ دینے کو تیار نہیں ہیں۔ وہ مسیح علیہ السلام کو نہ یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیتے ہیں بل کہ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے بھی منکر ہیں۔ وہیں دوسری جانب قوم مسلم پیغمبر اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مسیح علیہ السلام سے افضل قرار دیتی ہے اور وہ عیسائیوں کے مسیح سے متعلق نظریہ اُلوہیت کی سختی سے تردید کرتی ہے۔ وہ مسیح علیہ السلام کو خدا کا ایک برگزیدہ پیغمبر و رسول مانتی ہے اور بس۔ لیکن آج ہمارے قلم نے محکمۂ آثار قدیمہ کے نقش قدم پہ چلتے ہوئے بائبل کے کھنڈرات میں چھپے حقائق کو سپردِ قرطاس کرنے کا عزم کیا ہے۔ ہم نے مسیح علیہ السلام اور پیغمبر اِسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی خصوصیات اور ان کے ذاتی فضائل و کمالات سے ہٹ کر ایک الگ طرح کی تحقیق پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہم شجر و ثمر (درخت و پھل) کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حوارین مسیح علیہ السلام کے ایمان و اعتقاد کی قوت کا ایک تقابلی جائزہ سپردِ قرطاس کرتے ہیں، کیوں کہ خود مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:

"A healty tree bears good fruit, but a poor tree bears bad fruit, A healty tree can not bear bad fruit, & a bad tree can not bear good fruit, & any tree that does not bear good fruit is cut down & thrown in the fire, so then you will know the false prophets by what they do."

(Matthew: 7/17-20, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India. 2008-2009)

"اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے: اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا ہے نہ برا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے: جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے: پس ان کے پھلوں سے تم ان (جھوٹے مدعیان نبوت۔ انگریزی اِقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔ عنبر مصباحی) کو پہچان لوگے:"

(انجیل متی: ۷/ ۱۷۔۲۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

Marfat.com

ایک دوسرے مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں:

"A good tree produces only good fruit, & a bad tree produces bad fruit, You can tell what a tree is like by the fruit it produces."

(Matthew: 12/33, Published by American Bible Society New York, America, 1995)

''یا تو درخت کو بھی اچھا کہو اور اس کے پھل کو بھی اچھا یا درخت کو بھی بُرا کہو اور اس کے پھل کو بھی برا کیوں کہ درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے۔''

(انجیل متی: ۱۲/ ۳۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اور ایک دیگر مقام پہ ارشاد فرماتے ہیں:

"A healty tree does not bear bad fruit, nor does a poor tree bear good fruit, every tree is known by the fruit it bears, you do not pick figs from thorn bushes or gather graps from bramble bushes."

(Luke: 6/43-44, Published by The Bible Society of India, Bangalore, 2008-2009)

''کیوں کہ کوئی اچھا درخت نہیں جو برا پھل لائے اور نہ کوئی برا درخت ہے جو اچھا پھل لائے۔ ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ کیوں کہ جھاڑیوں سے انجیر نہیں توڑتے اور نہ جھڑبیری سے انگور۔''

(انجیل لوقا: ۶/ ۴۳-۴۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اور بائبل میں یحییٰ علیہ السلام کا قول حق ان الفاظ میں مذکور ہے:

"Any tree that does not produce good fruit will be chopped down and thrown into fire."

(Matthew: 3/10, Luke: 3/9, Pub. by American Baible Society, New York, America, 1995)

''پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔''

(انجیل متی: ۳/۱۰، انجیل لوقا: ۳/۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اب ہم مسیحیوں کے خدا یسوع اور یحییٰ علیہ السلام کے انہی اقوال کی روشنی میں صحابۂ کرام اور ''رسولانِ عیسائیت''، یعنی حوارینِ مسیح کے ایمان وایقان کی قوت و بلندی کا ایک تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ اس پورے مقالے میں تمام موازناتی تحریریں عیسائیوں کے نبی یحییٰ اور ان کے خدا مسیح کے ان ہی ''مقدس اقوال'' کی ''عدالت'' میں بہ طور اِستغاثہ پیش کی جائیں گی۔

پہلا موازنہ

واقعہ معراج اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اِیمان

پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چچازاد بہن اُمّ ہانی کے گھر تشریف فرما تھے۔ اللہ عزوجل کے فرستادہ فرشتہ جبرئیل امین علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

''یارسول اللہ! اللہ ربّ العزت آپ کو اپنے قربِ خاص میں 'لامکاں' بلا رہا ہے۔ آج آپ ان مقامات کی سیر فرمائیں گے جنہیں کسی انسان کو دیکھنا تو دور، ان کا تصور بھی انسانی ذہن سے ماوراء ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل امین کے ہم راہ بُراق پہ سوار ہوئے اور پلک جھپکنے سے بھی کم مدت میں یہ دونفری قافلہ مسجد اقصیٰ فلسطین پہنچ گیا۔ وہاں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاے کرام علیہم السلام کو اپنی اقتدا میں نماز ادا کرنے کی سعادت بخشی۔ پھر وہاں سے وہ مختصر سی جماعت سات آسمانوں سے گزر کر بیری کے اس درخت تک پہنچی جو تمام خلائق کی آخری حد ہے اور جسے سدرۃ المنتہیٰ کہا جاتا ہے۔

سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچ کر جبرئیل امین کی رفاقت بھی داغِ مفارقت دینے پہ مجبور نظر آئی اور پھر اس مقام سے آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لے گئے جس کے متعلق قرآن حکیم نے ''قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى'' کی تعبیر اختیار فرمائی ہے۔ جب نبی کریم

Marfat.com

ﷺ پانچ وقتوں کی نماز کا بے مثل اور ان مول تحفہ لے کر سفر معراج سے واپس تشریف لائے اور بیان فرمایا تو کفار و مشرکین نے سرکشی دکھائی اور ماننے سے انکار کر دیا۔ مشرکین کو واقعۂ معراج ایک ایسا عنوان ہاتھ آیا جسے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کر کے وہ (اپنے گمانِ فاسد میں) انہیں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے برگشتگی پہ آمادہ کر سکتے تھے۔ مشرکین کا ایک وفد دوڑتے ہوئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور بولا:

اے ابوبکر! تمہارے دوست محمد (ﷺ) بالکل عجیب و غریب اور عقل کے خلاف باتیں کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے رات کے مختصر سے حصے میں مسجد اقصیٰ اور آسمانوں کی سیر کی ہے۔ بل کہ وہ تو اس سے بھی آگے جانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ کیا کوئی انسان وہاں تک رسائی حاصل کر سکتا ہے؟ اور وہ بھی اتنی قلیل مدت میں؟ کیا تمہاری عقل اسے تسلیم کر سکتی ہے؟؟؟

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

کیا حقیقۃً انھوں نے ایسا کہا ہے؟؟

مشرکین بولے:

ہاں! انھوں نے ایسا ہی کہا ہے۔ تم مکہ میں کسی سے بھی یہ بات پوچھ سکتے ہو۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

اگر انھوں نے ایسا کہا ہے تو سچ ہی کہا ہے۔ میں ساری دنیا کے لیے اسے ناممکن مانتا ہوں مگر اپنے حبیب محمد (ﷺ) کے لیے اس میں کوئی اِستحالہ نہیں دیکھتا، بل کہ میں تو اس سے بھی زیادہ بعید اور ناممکن چیز کو ان کے لیے ممکن مانتا ہوں۔"

(الدر المنثور: زیرِ آیت: سبحان الذی اسرٰی بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الأقصٰی، الخصائص الکبرٰی: حدیث اسماء، تاریخ الاسلام للذهبی: باب الاسراء الی المسجد الحرام)

مسیح کی قدرت پہ حوارین کا اِیمان

نبی کریم ﷺ کی قدرت پہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کی قوت کے ذکر کے بعد ہم مسیح علیہ السلام کی ''قدرت'' پہ ان کے شاگردوں کے ایمان کی قوت کو قلم بند کرتے ہیں:

مسیح علیہ السلام نے شہر گلیل سے نکل کر ایک پہاڑ کا رخ کیا۔ آپ اور آپ کے حوارین پہاڑی پر جا کر بیٹھ گئے۔ جب انہوں نے نیچے کی جانب نگاہ کی تو انہیں معتقدین کی ایک عظیم تعداد عازم محبت نظر آئی۔ مسیح علیہ السلام نے یہ منظر دیکھ کر فلپس کو مخاطب کیا اور استفسار فرمایا:

"Where can we buy enough food to feed all these people?" (he said this to test Philip; actually he already knew what he would do,) Philip answered: for everyone to have even a little, it would take more than two hundred silver coins to buy enough food, another of his disciples, Andrew who was Simon Peter's brother, said: there is a boy here who has five loaves of barely bread & two fish, but they will certainly not be enough for all these people."

(John: 6/1-9, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''ہم ان کے کھانے کے لیے کہاں سے روٹیاں مول لیں؟'' مگر اس نے اسے آزمانے کے لیے یہ کہا تھا کیوں کہ وہ آپ جانتا تھا کہ میں کیا کروں گا۔ فلپس نے اسے جواب دیا کہ دو سو دینار کی روٹیاں ان کے لیے کافی نہ ہوں گی کہ ہر ایک کو تھوڑا سا مل جائے؟'' اس کے شاگردوں میں سے ایک نے یعنی شمعون پطرس کے بھائی اندریاس نے اس سے

کہا: یہاں ایک لڑکا ہے جس کے پاس جو کی پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں ہیں مگر یہ اتنے لوگوں میں کیا ہیں؟۔''

(انجیل یوحنا:۶/۱۔۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

انجیل لوقا کے الفاظ یہ ہیں:

''جب دن ڈھلنے لگا تو ان بارہ نے آکر اس (مسیح) سے کہا کہ بھیڑ کو رخصت کر کہ چاروں طرف کے گاؤں اور بستیوں میں جا لگیں اور کھانے کی تدبیر کریں کیوں کہ ہم یہاں ویران جگہ میں ہیں۔''

(لوقا:۹/۱۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

اور انجیل مرقس کے الفاظ میں:

''جب دن ڈھل گیا تو اس کے شاگرد اس کے پاس آکر کہنے لگے یہ جگہ ویران ہے اور دن بہت ڈھل گیا ہے۔ ان کو رخصت کرتا کہ چاروں طرف کی بستیوں اور گاؤں میں جا کر اپنے لیے کچھ کھانے کو مول لیں۔''

(مرقس:۶/۳۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

واہ رے ایمان اور مہمان نوازی! بھیڑ کو دیکھ کر ان کے حلق کا پانی خشک ہو رہا تھا کہ مسیح علیہ السلام کے پاس جا کر ان کو رخصت کرنے کی صدا تکرار کے ساتھ لگانے لگے۔ یک لمحے کے لیے بھی دل میں یہ خیال نہیں آیا کہ جب مسیح ''خدا'' ہیں تو ان کے لیے س ویرانے میں کھانے کا انتظام کر دینا کوئی تعجب خیز بات یا امر محال نہیں ہے۔ بل کہ ولت ایمان سے خالی قلوب بے ایمانی کے سانچے میں ڈھلتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔ اگر مسیحی حضرات اجازت دیں تو ہم مسیح علیہ السلام کے مندرجہ ذیل اقوال کی روشنی میں کچھ عرض کریں:

''یا تو درخت کو بھی اچھا کہو اور اس کے پھل کو بھی اچھا یا درخت کو بھی بُرا کہو اور اس کے پھل کو بھی برا کیوں کہ درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے۔'' (انجیل متی:۱۲/۳۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

Marfat.com

اور

''کیوں کہ کوئی اچھا درخت نہیں جو برا پھل لائے اور نہ کوئی برا درخت ہے جو اچھا پھل لائے: ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے: کیوں کہ جھاڑیوں سے انجیر نہیں توڑتے اور نہ جھڑ بیری سے انگور:''

(انجیل لوقا: ۶/ ۴۳-۴۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے اور اس کی تصدیق بھی پھل دیکھ کر ہی کی جاتی ہے۔ جھاڑیوں سے انگور نہیں ملتے اور جھوٹے خدا سے ہدایت نہیں۔

اگر مسیح کی الوہیت خود ان کے رسولوں کو بھی ایمان کامل نہیں دے سکی تو کیوں نہ ان کی الوہیت اور ان کے متعلق خدائی کے دعویٰ کو باطل قرار دیا جائے......؟؟؟

اب دونوں واقعات کو مدنظر رکھ کر فیصلہ کریں! ایک نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابی کو تو اپنے نبی کی قدرت پہ پورا ایمان ہے کہ میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔ اگر وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے کروڑوں میل کا سفر شب بھر میں یا اس سے بھی کم وقت میں طے کیا ہے تو وہ صحیح کہہ رہے ہیں۔ ان کے لیے اس طرح کے امور میں عدمِ امکان کا شبہہ بھی غلط ہے۔ وہ تو اتنے بااِختیار ہیں کہ ناممکن اور محال چیزیں ان کے در پہ حاضر ہو کر اپنے امکان و وقوع کے لیے دامن پھیلاتی اور مرادیں پاتی ہیں۔ میرا ایمان ان کی قدرت اور ان کے اختیار میں نقص یا شبہۂ نقص کو بھی گوارا نہیں کرسکتا ہے۔ لیکن دوسری تصویر کا منظر یہ ہے کہ (عیسائی عقیدے کے مطابق) خود خدا کے ہم نشیں اور حوارین و رُسُل کو اپنے خدا کے لیے بھی وہ چیز ناممکن نظر آرہی ہے جو خدا سے کم درجہ ایک بشر سیّد الانس والجن پیغمبرِ اسلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک اور غزوۂ خندق کے موقع پر پل بھر میں کر دکھایا۔

ایک طرف فلپس اور اندریاس کے اس جواب کو ذہن کی تختی پر محفوظ رکھئے اور پھر غزوۂ احزاب (غزوۂ خندق) کے اس واقعہ کو پڑھیے!

Marfat.com

۵ھ میں کفار مکہ اور یہود مدینہ نے خفیہ معاہدہ اور باہمی اتحاد سے مدینہ منورہ سے نومولود اسلامی حکومت اور مسلمانوں کے اِستیصال کی خاطر ایک پلان بنایا۔ ان کا منصوبہ یہ تھا کہ مشرکین مکہ اچانک شہر قدس مدینہ منورہ پہ یلغار کریں گے اور یہود اندرونی کارروائی انجام دیں گے۔ حسب معاہدہ کفار کا لشکر جرار مدینہ کی طرف کوچ کرنے لگا۔ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ملی تو آپ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔ تمام مشوروں میں معمر صحابی حضرت سلمان فارسی کی رائے قبول کر لی گئی۔ ان کے مشورے کے مطابق مسلمان مدینہ کے اردگرد خندق کھودنے میں مصروف ہو گئے تاکہ کفار کو مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ سخت بھوک و پیاس اور فاقہ کشی کی وجہ سے ان کے بطن اور پشت کی قربت کافی بڑھ گئی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تین دنوں کے فاقہ کے ساتھ خندق کنی میں مشغول تھے۔ اسلام کے یہ اولین مجاہدین رجزیہ اشعار کو ہی اپنی غذا بنائے ہوئے تھے اور مسلسل گرسنگی کے باعث پیٹ میں پیدا ہوئے خلا کو پتھروں سے پُر کیے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کی اس حالت کو دیکھ کر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنی اہلیہ سے کہا: شریکِ حیات! میری روح محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین روزہ فاقہ کی وجہ سے اپنے شکم مبارک پہ پتھر باندھ رکھا ہے۔ اگر کچھ ہو سکے تو تیار کرو۔ وفا سرشت اہلیہ نے عرض کیا: اے میرے سرتاج! گھر میں کچھ آٹا اور ایک بکری ہے۔ میں کھانا تیار کرتی ہوں اور آپ جا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لائیں۔ حضرت جابر گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے آپ کے لیے کھانے کا اہتمام کیا ہے اور آپ چل کر غریب خانے کو دولت کدہ میں تبدیل فرما دیں۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کہا کہ وہ لوگوں میں عام ندا کر دے کہ آج جابر کے گھر تمام فدایانِ شمع محمدی کی دعوت ہے۔ اعلان کرنے والا جب یہ اِعلان کرنے لگا تو حضرت جابر کے چہرے پہ ایک رنگ آیا اور گزر گیا۔ ایک لمحے کے لیے ان کے دل میں یہ خیال آیا کہ جو کھانا میرے گھر تیار کیا جا رہا ہے وہ تو صرف چار پانچ

Marfat.com

لوگوں کو کفایت کرے گا۔ اگر یہ تمام اصحابِ محمد میرے گھر تشریف لے گئے تو میری عزت کا جنازہ نکل جائے گا لیکن ایمان کی تلوار نے اگلے ہی لمحے اس وسوسے کی گردن اُڑادی اور دل میں فوراً یہ عقیدہ جاگزیں ہوگیا کہ میں نے صرف نبی کریم ﷺ کی دعوت کی ہے اور ان کے طعام کا انتظام کیا ہے اور بقیہ افراد کو نبی محتشم ﷺ بلا کر لے جارہے ہیں۔ ان کے لیے انتظام بھی وہی فرمائیں گے۔ ان کے لیے کوئی بعید نہیں ہے کہ وہ پردۂ غیب سے ان کے لیے انتظام فرمادیں۔ حسب اِعلان پیغمبر اِسلام ﷺ حضرت جابر بن عبداللہ کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: جابر! آٹا اور گوشت کو میرے پاس لاؤ!" حضرت جابر گھر کے اندرونی حصے میں تشریف لے گئے اور اپنی اہلیہ سے فرمایا: دیکھو آج آسمان ہدایت کے مہ کامل اپنے تمام ستاروں کے ساتھ ہمارے گھر تشریف فرما ہیں اور انہوں نے آٹا اور گوشت طلب فرمایا ہے۔ اضطراب کی کوئی بات نہیں ہے، ہم نے انہیں دعوت دی ہے اور انہوں نے اپنے اصحاب کو۔ ہم ان کا انتظام کریں گے اور وہ اپنے اصحاب کے لیے انتظام فرمارہے ہیں۔ ایمان کامل سے بھرپور صحابیہ نے وہ سامان اٹھا کر اپنے شوہر کے حوالے کیا اور حضرت جابر نے اسے لاکر نبی محترم ﷺ کی بارگاہ میں پیش فرمادیا۔ پیغمبر اِسلام ﷺ نے ان میں لعاب مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر اس کھانے سے تمام اصحاب محمد نے خوب سیر ہوکر کھایا، مدتوں کا فاقہ مٹایا اور وہ کھانا تمام محلّہ والوں میں تقسیم کیا گیا اور پھر بھی بچ گیا۔ اور حضرت جابر کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ بچا ہوا کھانا اصل کھانے سے زیادہ تھا۔"

(صحیح البخاری: کتاب المغازی ۲/۵۸۸)

بائبل کے مذکورہ اقتباس اور حضرت جابر کے واقعہ میں یہ بات مشترک ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اور مسیح علیہما الصلوٰۃ و السلام دونوں نے کم کھانے میں زیادہ لوگوں کو کھلانے کا عظیم معجزہ دکھایا۔ مگر فرق ہم نشینوں کے ایمان کے وجود وعدم کا ہے کہ پیغمبر اِسلام ﷺ کے صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اپنے نبی کے لیے یہ بات ناممکن نظر نہیں آئی کہ چند لوگوں کے کھانے سے ہزاروں اشخاص کو شکم سیر فرمادیں

Marfat.com

مگر مسیح علیہ السلام کے حواریین کو یہ بات محال نظر آئی کہ ان کا ''خدا'' اتنے کم کھانے میں ایک عظیم بھیڑ کو کھلا سکے۔ سچ کہا ہے مسیح علیہ السلام نے:

"A healty tree bears good fruit, but a poor tree bears bad fruit, A healty tree can not bear bad fruit, & a bad tree can not bear good fruit, & any tree that does not bear good fruit is cut down & thrown in the fire, so then you will know the false prophets by what they do."

(Matthew: 7/17-20, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے؛ اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا ہے نہ برا درخت اچھا پھل لاسکتا ہے؛ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے؛ پس ان کے پھلوں سے تم ان (جھوٹے مدعیانِ نبوت) {انگریزی اِقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔عنبر مصباحی} کو پہچان لوگے؛''

(انجیل متی: ۷/۱۷۔۲۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اب ہم مسیحی حضرات سے مؤدبانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ اسی قول کی روشنی میں اصحاب محمد اور حواریین مسیح کے ایمان کا ایک غیر جانب دارانہ جائزہ لیں اور پھر ان کا ''دلِ منصف'' جو بھی فیصلہ دے گا ہم اسے بہ سروچشم تسلیم کرنے کو تیار ہیں۔کیا ان اِقتباسات کی روشنی میں یہ کہنا بجا نہ ہوگا کہ اچھا درخت پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت ہے جس سے اچھے اور میٹھے پھل حاصل ہوئے اور بُرا درخت مسیح علیہ السلام کی اُلوہیت کا دعویٰ ہے۔اسے بہ لفظ دیگر یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام کا یہ قول یہ فیصلہ دینے پر مجبور ہے کہ مذہب اسلام ایک سچا اور حقیقی مذہب ہے جب کہ مذہب مسیحی ایک اِختراعی دین ہے۔اور اگر مسیحی حضرات کو ایسا لگتا ہے کہ ان اقتباسات کی روشنی میں

Marfat.com

دین اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حقانیت ثابت نہیں ہوتی ہے تو بائبل میں مذکور مسیح علیہ السلام کے یہ اقوال کذب ومفتریٰ اور فریب ہیں۔ اور ایسی صورت میں نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن۔

جب کہ حواریین کے متعلق بائبل میں مذکور ہے:

"At that time Jesus went up a hill to pray & spent the whole night there praying to God, when day came, he called his disciples to him & chose twele of them; who he named apostles: Simon {who he named peter} & his brother Andrew; James & John, Philip & Bartholomew, Matthew & Thoms, James son of Alfhaeus, & Simon {who he called the Patriot}, Judas son of James & Judas Iscriot, who became the traitor."

(Luke: 6/12-16, published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گذاری۔ جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لیے اور ان کو رسول کا لقب دیا۔ یعنی شمعون جس کا نام اس نے پطرس بھی رکھا اور اس کا بھائی اندریاس اور یعقوب اور یوحنا اور فلپس اور برتلمائی۔ اور متی اور توما اور حلفی کا بیٹا یعقوب اور شمعون جو زیلوتیس کہلاتا تھا۔ اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ اور یہوداہ اسکریوتی جو اس کا پکڑوانے والا ہوا۔''

(انجیل لوقا: ۶/ ۱۲۔ ۱۶ مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اب ہم مسیح علیہ السلام کے قول کی روشنی میں جب ان حواریین کی رسالت کو دیکھتے ہیں

Marfat.com

تو بات صاف ہو جاتی ہے کہ جن رسولوں کو اپنے خدا کی قدرت پہ ایمان نہیں ہے وہ کیا کسی قوم کی رہبری کا فریضہ انجام دے سکیں گے......؟؟

اور حق یہ ہے کہ نہ مسیح خدا ہیں اور نہ ان کے یہ حوارییں رُسُل۔ بل کہ مسیح کی الوہیت بھی اختراعی اور ان رسولوں کی رسالت بھی جھوٹی (آنے والی سطروں میں ان جعلی رسولوں کے ''عظیم اور بے نظیر کارناموں'' کو بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔عنبر مصباحی) فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَ وَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ۔''

مزید برآں اس خدا کی خدائی تو دیکھیے کہ اس کے حوارییں و رُسُل انہیں خدا بھی مان رہے ہیں اور مجبور و بے بس بھی۔ کیا کوئی عاجز و مجبور بھی خدا ہو سکتا ہے......؟؟؟

شاید یہ تاریخ کا پہلا واقعہ ہو گا جہاں ایک شے کی خدائیت کے ساتھ اس کی بے بسی کا عقیدہ بھی رکھا گیا ہو۔

جن لوگوں نے اقانیم ثلثہ کے جزوِ لاینفک کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس ''مجسم خدا'' کے دست و پا کو بوسہ دیا اور ان کے عظیم معجزوں کو دیکھا، اس کی طرف سے رسول بنائے گئے، انہیں اس خدا کی قدرت پہ بھی ایمان نہیں ہے تو پھر جن لوگوں نے اسے دیکھا اور نہ ہی اس کے ہاتھوں کا بوسہ لیا وہ اگر اس ''مجبور خدا'' کی قدرت و الوہیت کا انکار کریں تو انہیں بائبل کے کس صحیح قابل قبول اُصول سے مجرم گردانا درست ہو گا......؟؟؟

دوسرا موازنہ

بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا ایمان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس سال کی عمر میں اپنی نبوت کا اعلان فرمایا اور اہل مکہ کو توحید کی دعوت دی تو مکہ کے بہت سے باشندے آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ وہ لوگ جو آپ کو امین و صادق کہتے نہیں تھکتے تھے وہ آپ کے اور آپ کے صحابہ کے خون کے پیاسے بن گئے۔ اس طرح دعوت کے ابتدائی سالوں میں ایمان لانے والوں کی تعداد

Marfat.com

مختصر ہی رہی۔ جن قلیل افراد نے اپنے دل کے گلشن کو گلابِ ایمان سے معطر کیا ان پر کفار و مشرکین ستم گر بجلیاں گرا رہے تھے۔ ظلم و جفا کی آہنی زنجیریں اِسلام پسندوں کے سینے اور ان کی پشتوں پہ برس رہی تھیں۔ شیدائے اِسلام کی رگوں سے بہنے والا خون اِسلام کی سینچائی و سیرابی کے کام آ رہا تھا اور پروانۂ محمدی اپنے لہو سے کونپلِ اِسلام کو تقویت پہنچا رہے تھے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا سنگ دل آقا انہیں عشق مصطفوی کی سزا دے رہا تھا۔ ان کے دل میں معطر گلابِ محبت کو ستم کی تمازت میں مرجھانے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ گرم پتھروں پہ لٹا کر ان کے ایمان و ایقان کا امتحان لیا جا رہا تھا اور انہیں اسلام سے اِنحراف پر آمادہ کرنے کے لیے ہر حربہ آزمایا جا رہا تھا لیکن قربان جائیے اس سیاہ لعل (**Black Diamond**) پہ جنہوں نے ہر ستم تو گوارا کر لیا مگر اپنے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک کو کم ہونے نہیں دیا اور بالآخر کافروں کی آنکھیں اس کی دمک سے خیرہ ہو گئیں اور اللہ عزوجل نے انہیں وہ عظیم اجر عطا فرمایا کہ آج کروڑوں دلوں کی دھڑکنیں ان کے نام پہ تیز ہو جاتی ہیں اور ان کے تذکرے امت مسلمہ کی مردہ روح کے لیے حیاتِ نو کے پیام بر معلوم ہوتے ہیں۔

(سیرۃ ابن ھشام: باب ما لقی بلال بعد اسلامہ،
تفسیر البغوی: زیرآیت: الذی یؤتی مالہ یتزکّی)

وقتِ مصیبت پطرس (**Peter**) کا مسیح کی شناسائی سے اِنکار

ایک طرف بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے صبر و محبت کے اس منظر کو نگاہوں کے سامنے رکھیے اور دوسری طرف مسیح علیہ السلام کے شاگرد خاص پطرس (**Peter**) جن سے مسیح کو اتنی زیادہ محبت تھی کہ پطرس ان کے سینے پر ٹیک بھی لگا لیا کرتے تھے۔

(انجیل یوحنا: ۱۳/ ۲۳_۲۵، ۲۱/ ۲۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ان کے ایمان کی قوت کو ملاحظہ فرمائیں:

مسیح علیہ السلام کی ولادت کے وقت سے ہی یہودی ان کی جان کے دشمن بنے ہوئے

تھے۔ یہودی ربی اور کاہن ان کی گرفتاری اور ان کے قتل کے درپے تھے اور موقع کی تاک میں لگے ہوئے تھے۔ آخر کار ایک مدت دراز کے بعد انہیں وہ لمحہ میسر آ ہی گیا جب انہوں نے سازشوں کے تانے بُن کر انہیں (بائبل اور عیسائی عقیدے کے مطابق۔ قرآن اور اسلام کا یہ عقیدہ ہرگز نہیں ہے) گرفتار کرنے میں کامیابی حاصل کر لی۔ جب وہ بھیڑ مسیح علیہ السلام کو گرفتار کر کے سردار کاہن کے دیوان خانہ لے جا رہی تھی تو پطرس بھی ان کے پیچھے چلتے ہوئے اس حویلی میں داخل ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر پطرس کی نگاہ ایک جماعت پہ پڑی جو آگ تاپنے میں مشغول تھی، وہ بھی وہیں ان کے درمیان بیٹھ گئے۔

اب آگے کا واقعہ بائبل کی زبان سے:

"Peter was siting outside in the courtyard when High Priest's servant woman came to him & said: "you too were with Jesus of Galilee" But he denied it in front of them all " I don't know what are you talking about" he answered, & went on out to the entrance of the courtyard, Another servant woman saw him & said to the men threre, "he was with Jesus of Nazareth", again peter denied it & answered, "I swear that I don't know that man!", after a little while the men standing there came to Peter " Of course you are one of them" they said, after all, the way you speak gives you away, then peter said, "I swear that I am telling the truth! My God punsih me if I am not! I do not know that man!."

(Matthew: 26/69-74, Published By The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

Marfat.com

"اور پطرس صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک لونڈی نے اس کے پاس آکر کہا تو بھی یسوع گلیلی کے ساتھ تھا: اس نے سب کے سامنے یہ کہہ کر انکار کیا کہ میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے: اور جب وہ ڈیوڑھی میں چلا گیا تو دوسری نے اسے دیکھا اور جو وہاں تھے ان سے کہا یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا: اس نے قسم کھا کر پھر انکار کیا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا: تھوڑی دیر بعد جو وہاں کھڑے تھے انہوں نے پطرس کے پاس آکر کہا بے شک تو بھی ان میں سے ہے کیوں کہ تیری بولی سے بھی ظاہر ہوتا ہے: اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا:" (انجیل متی: ۲۶/۶۹-۷۴، مطبوعہ بائبل سوسائٹی، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ذرا انکار کی قوت و تاکید تو ملاحظہ کیجئے کہ حلفیہ اور لعنیہ انکار کیا جا رہا ہے۔ ابھی مسیح علیہ السلام گرفتار ہی ہوئے تھے ان کا فیصلہ نہیں ہوا تھا مگر پطرس نے صرف گرفتاری کے خوف سے بچنے کے لیے مسیح کی شناسائی اور ان کی صحبت کا بھی اِنکار کر دیا۔ جتنی قوت مسیح کی صحبت و معرفت کے انکار میں صرف کی ہے اگر ان کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوتا تو ان کا طرزِ عمل یہ نہیں ہوتا۔

شاید اپنے حواریین کے اسی منافقانہ رویہ کو دیکھتے ہوئے مسیح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تھا:

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو اس پہاڑ سے کہہ سکو گے کہ یہاں سے سرک کر وہاں چلا جا اور وہ چلا جائے گا اور کوئی بات تمہارے لیے ناممکن نہ ہوگی۔"

(انجیل متی: ۲۱/۲۱-۲۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

آیئے ذیل میں ہم مذہب مسیحی میں پطرس کا مقام و مرتبہ بھی دیکھ لیں:

(۱) مذہب عیسائیت میں پطرس مسیح علیہ السلام کے ایک رسول کے طور پر مانے اور تسلیم کیے جاتے ہیں۔ مذہب مسیحی کے رسولوں کی فہرست میں پطرس کا نام بھی شامل

Marfat.com

ہے۔اور نہ صرف یہ کہ وہ رسول ہیں بل کہ ان تمام رسولانِ عیسائیت میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ذہن پر بار نہ ہو تو اس اقتباس کو دوبارہ ملاحظہ فرمالیں:

''اور ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گذاری:جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لیے اور ان کو رسول کا لقب دیا:یعنی شمعون جس کا نام اس نے پطرس بھی رکھا اور اس کا بھائی اندریاس اور یعقوب اور یوحنا اور فلپس اور برتُلمائی:اور متی اور توما اور حلفی کا بیٹا یعقوب اور شمعون جو زیلوتیس کہلاتا تھا:اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ اور یہوداہ اسکریوتی جو اس کا پکڑوانے والا ہوا:''

(انجیل لوقا:۶/۱۲۔۱۶،متی:۱۰/۲۔۴،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند،بنگلور،ہند،۲۰۰۹ء)

(۲) پطرس کا ہر لفظ اور ہر کلمہ عیسائیوں کے نزدیک الہام خداوندی اور مقدس ہے۔ ان کے الفاظ اٹل اور واجب العمل ہیں چناں چہ ان کے دو خطوط کو بائبل میں شامل کر کے''الہامی کتابوں'' کا درجہ دیا گیا ہے۔(پطرس کا پہلا اور دوسرا عام خط جو بائبل میں شامل ہیں:باب نمبر۱،آیت نمبر۱)

(۳) جب حوارین کی ایک کثیر تعداد رسول ہی ٹھہری تو پھر ان کا دیگر انبیا سے افضل ہونا کیوں کر بعید ہو سکتا ہے۔چناں چہ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق مسیح علیہ السلام کے تمام حوارین بہ شمول پطرس انبیاے کرام سے افضل ہیں۔ان کی آنکھیں دیگر انبیا کرام کی آنکھوں سے افضل،ان کے کان دیگر انبیاے کرام کے گوش ہائے مبارک سے افضل۔انجیل متّی میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے اپنے حوارین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"As for you, how fortunate you are! your eyes see & your ears hear, I assure you that many prophets & many of God's people wanted very

Marfat.com

much to see what you see, but they could not, & to hear what you hear, but they did not."

(Matthew: 13/16-17, Luke: 10/23-24, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''مبارک ہیں تمہاری آنکھیں اس لیے کہ وہ دیکھتی ہیں اور (مبارک ہیں) تمہارے کان اس لیے کہ وہ سنتے ہیں۔ کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راست بازوں کو آرزو تھی کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھا اور جو باتیں تم سنتے ہو سنیں مگر نہ سنیں۔''

(انجیل متّی: ۱۳/۱۶۔۱۷، انجیل لوقا: ۱۰/ ۲۳۔۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

انگریزی پیراگراف میں الفاظ کے پیچ وخم پہ غور کریں۔ اس میں ہے: ''**wanted very much**'' یعنی انبیا و صلحا کی شدید خواہش تھی کہ کچھ چیزوں کو دیکھیں اور سنیں مگر شدید طلب کے باوجود وہ مرادیابی سے محروم رہے اور وہی چیزیں مسیح کے حواریوں کو بے طلب دکھائی اور سنائی گئیں۔ مگر اتنی عنایات کے باوجود ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترا۔ صد افسوس!!!

(۴) عیسائی عقیدے کے مطابق مسیح علیہ السلام کے حوارین اتنے شریف، پاک باز، معصوم اور نیک طینت ہیں کہ کل بہ روز قیامت اللہ تعالیٰ انہیں منصف وجج کے عہدے پر مامور فرمائے گا۔ وہ انصاف کی کرسی پہ بیٹھ کر بنی اسرائیل کے اعمال اور ان کی کرتوتوں کا فیصلہ فرمائیں گے۔ بائبل میں مذکور ہے کہ پطرس نے مسیح علیہ السلام سے کہا:

"We have left every thing & followed you, what will we have?" Jesus said to them: you can be sure that when the son of man sits on his glorious throne in the New Age, then you twelve followers fo mine will also sit on thrones, to rule the twelve tribes of Israel."

(Matthew: 19/ 27-29, Luke: 22/30 published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

Marfat.com

''دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہو لیے ہیں۔ پس ہم کو کیا ملے گا؟: یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب اِبنِ آدم (مسیح علیہ السلام نے اپنے لیے یہ کلمہ کم وبیش ستر مرتبہ استعمال کیا ہے۔ان شاء اللہ اس موضوع پر کما حقہ بحث اگلی کسی کتاب میں۔عنبر مصباحی) نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لیے ہو، بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا انصاف کرو گے:''

(انجیل متی :۱۹/ ۲۷۔۲۹ ،انجیل لوقا:۲۲/ ۳۰،مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

یعنی جیسے ملزم ومجرم ویسے ہی جج۔

(۵) پطرس کو مذہب مسیحی کا تشریعی منصب عطا کیا گیا۔ تحلیل وتحریم کے سارے اختیارات انہیں دیے گئے۔اسے یہ حق حاصل تھا کہ جس چیز کو چاہے حلال قرار دے اور جس کو چاہے حرام قرار دے۔اس کے زبان کے ہر کلمہ کو فرشتے لوح محفوظ پہ نقش کرتے تھے۔مسیح علیہ السلام نے ازخود پطرس کو زمین وآسمان کی کنجی اور شہنشاہی عطا کی۔انجیل متی میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے پطرس کو مخاطب کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

"I will give you the keys of the kingdom of heaven; what you prohibit on earth will be prohibited in heaven, & what you permit on earth will be permitted in heaven."

(Matthew: 16/19, Published by The Bible Society of India, Bangalore, 2008-2009)

''میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا آسمان پر بندھے گا {جو کچھ تو زمین پر ناجائز قرار دے گا وہ

Marfat.com

آسمان پر بھی ناجائز شمار کیا جائے گا} اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا۔ {''اور جو کچھ تو زمین پر جائز قرار دے گا وہ آسمان پر بھی جائز قرار دیا جائے گا''۔ انگریزی اقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔ عنبر} (انجیل متی: ۱۶/۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ایسا نہیں کہا جا سکتا ہے کہ مسیح علیہ السلام نے صرف دینے کا وعدہ کیا ہے، اس اقتباس میں یہ کہاں ہے کہ انہیں یہ منصب عطا بھی ہوا۔ اس پر عرض یہ ہے کہ ہمارا خدا تو سبحان ہے ہی ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بل کہ ایک عام مومن کا اخلاق بھی یہ ہے کہ جو وعدہ کیا اسے پورا کیا۔ ہاں! اگر آپ کے خدا شریفوں کی اس علامت سے محروم ہوں تو ہمیں کچھ نہیں کہنا۔ البتہ اتنا پوچھنا ضرور چاہیں گے کہ آخر وہ کیا اسباب تھے جن کی بنیاد پہ مسیح علیہ السلام نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا؟ اگر وعدہ خلافی کا یہ نقص مسیح علیہ السلام کی جانب سے تھا تو پھر ماشاء اللہ ایسے خدا کی خدائی پہ کیا اعتبار؟ اور اگر کوئی نقص پطرس میں پیدا ہو گیا تھا کہ جس کی بنیاد پر مسیح علیہ السلام نے انہیں اس منصب کے لیے نااہل قرار دیا تو اسے بھی ظاہر کر دیں؟ اور لگے ہاتھوں اس کے ساتھ اس سوال کا جواب بھی مرحمت فرما دیں کہ ایسے غیر معتبر شخص کو رسالت اور تحلیل و تحریم کا کلی اختیار تفویض کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے......؟؟

(۶) جب پطرس کو منصب تشریعی دیا گیا تو اس سے دوسرے حواریین کو ضرور تھوڑی تکلیف ہوئی ہوگی کہ اسے منصب تشریعی ملا اور ہمیں کچھ نہیں۔ اس کی بھرپائی کے لیے مسیح علیہ السلام نے انہیں منصب تشریعی سے بھی بڑا مقام عطا کیا کہ وہ تو صرف حلال و حرام کے مالک تھے مگر انہیں ''منصب غفور'' پہ فائز کر دیا کہ پطرس کے حلال و حرام کی سرحدوں کو توڑ کر آنے والا تمہارے دامن میں پناہ لے سکتا ہے۔ مسیح علیہ السلام نے بہ شمول پطرس تمام حواریین کو روح القدس عطا فرمایا اور پھر انہیں گناہ بخشنے کا اختیار کامل دے دیا۔ انہیں بلا قید و شرط یہ اختیار دیا کہ آپ جس

Marfat.com

کے گناہ چاہیں بخش دیں اور جس کے گناہ نہ بخشنا چاہیں نہ بخشیں۔ لوحِ محفوظ اور اقلامِ ملائک آپ کے حکم کی اتباع کریں گے۔ ملاحظہ ہو:

"Then he breathed on them & said, "receive the Holy Spirit". If you forgive pepole's sins, they are forgiven; If you do not forgive them, they are not forgiven."

(Matthew: 20/22-23, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور یہ کہہ کر ان پر پھونکا اور ان سے کہا روح القدس لو۔ جن کے گناہ تم بخشو ان کے بخشے گئے اور جن کے گناہ تم قائم رکھو ان کے قائم رکھے گئے۔'' (انجیل یوحنا: ۲۰/ ۲۲-۲۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

(۷) پطرس کا نام دنیا اور دینِ مسیحی کے ان خواص الخواص میں آتا ہے جنھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان سے اور الیاس علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔ مسیح علیہ السلام پطرس، یعقوب اور یوحنا کو ہم راہ لے کر ایک اونچے پہاڑ پر تنہائی میں لے گئے اور ان کے سامنے مسیح علیہ السلام کی صورت بدل گئی۔ وہ ایک نئی شکل میں ان کے سامنے جلوہ افروز تھے۔ اور اناجیل کے مصنّفین کے بہ قول اس وقت مسیح علیہ السلام کا چہرہ سورج کے مانند چمکنے لگا اور ان کی پوشاک نور کی مانند سفید ہو گئی۔ اب اس کے آگے کیا ہوا وہ بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"Then the three disciples saw Elijah & Moses talking with Jesus, Peter spoke up & said to Jesus: "Teacher, how good it is that we are here!...........Then a cloud appeared and covered them with its shadow and a voice came from the cluod, "this is my own dear son-listen to him!", they took a quick look round but did not see

Marfat.com

anyone else: only Jesus was with them."

(Mark: 9/2-8, Matthew: 17/1-8, Luke: 9/28-36, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور ایلیاہ (الیاس) موسیٰ کے ساتھ ان کو دکھائی دیا اور وہ یسوع کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ پطرس نے اس سے کہا ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے (کہ ہم نے وہ دیکھا جو اوروں نے نہیں دیکھا)...... پھر ایک بادل نے ان پر سایہ کر لیا اور اس بادل سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اس کی سنو۔ اور انہوں نے یکا یک چاروں طرف نظر کی تو یسوع کے سوا اور کسی کو اپنے ساتھ نہ دیکھا۔''

(انجیل مرقس: ۹/ ۲۔۸، انجیل متی: ۱/۱۷۔۸، انجیل لوقا: ۹/ ۲۸۔۳۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

(۸) جب مسیح علیہ السلام کے حوارئین رسول ہوئے۔ لوح محفوظ اور قلم فرشتگاں ان کے تابع و فرماں بردار ٹھہرے تو پھر اسرار الٰہی ان سے کیسے پنہاں رہ سکتے ہیں، چناں چہ بائبل کی رو سے حوارئین اسرار الٰہی کے راز دار بھی ہیں۔ مسیح علیہ السلام ان ہی حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"The knowledge of kingdom of God has been given to you."

(Mark: 4/11, Luke: 8/10, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''تم کو خدا کی بادشاہی کا بھید دے دیا گیا ہے۔''

(انجیل مرقس: ۴/۱۱، انجیل لوقا: ۸/ ۱۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

(۹) مسیح علیہ السلام نے اپنے حوارئین کے حق میں شیطان کے شر سے حفاظت اور ان کے دلوں کی تطہیر کی خصوصی دعا کی:

"I do not ask you to take them out of the world, but I do ask you to keep them safe from the evil one............Dedicate them to your self by means

Marfat.com

of the truth, your word is truth."

(John: 17/15-17, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

’’میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تو انہیں دنیا سے اٹھا لے بل کہ یہ کہ اس شریر (شیطان) سے ان کی حفاظت فرما!......انہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر۔ تیرا کلام سچائی ہے۔‘‘

(انجیل یوحنا: ۱۷/۱۵۔۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

(۱۰) ان تمام مناصب کے ہوتے ہوئے مسیح علیہ السلام نے اپنے حوارین کو ایک اور خوش خبری دے رکھی تھی کہ کوئی ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔

"Everyone will hate you because of me, But not a single hair from your heads will be lost, Stand firm & you will save yourselves."

(Luke: 21/17-18, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

’’اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے۔ لیکن تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اپنے صبر سے تم اپنی جانیں بچائے رکھو گے۔‘‘ (انجیل لوقا: ۲۱/۱۷۔۱۸، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

پطرس کے سامنے مسیح علیہ السلام نے پہلے ہی یہ پیشین گوئی کی تھی وہ وقت مصیبت ان کی شناسائی کا انکار کرے گا مگر پطرس نے اس عزم کا اظہار کیا کہ اس کی جان چلی جائے تب بھی وہ آپ کی معرفت کا انکار نہیں کرے گا۔ ملاحظہ ہو!

"Peter spoke up & said to Jesus, "I will never leave you, even though all the rest do!" Jesus said to Peter, "I tell you that before the cock crows tonight, you will say three times that you

Marfat.com

do not know me" Peter answered, "I will never say that, even if I have to die with you!" and all the other disciples said the same thing."

(Matthew: 26/ 34-35, Published by The Bible Society of India, Banglaore, India, 2008-2009)

''پطرس نے جواب میں اس سے کہا گو سب تیری بابت ٹھوکر کھائیں گے لیکن میں کبھی ٹھوکر نہ کھاؤں گا۔ یسوع نے اس سے کہا میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ اسی رات مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تو تین بار میرا انکار کرے گا۔ پطرس نے اس سے کہا اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تو بھی میں تیرا انکار ہرگز نہ کروں گا۔ اور سب شاگردوں نے بھی اسی طرح کہا۔'' (انجیل متی: ۲۶/ ۳۴۔۳۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

اور مرقس نے اپنی انجیل میں اس وقت کی منظر نگاری ان الفاظ میں کی ہے:

''لیکن اس (پطرس) نے بہت زور دے کر کہا اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے تو بھی میں تیرا انکار ہرگز نہ کروں گا۔ اسی طرح اور سب نے بھی کہا۔'' (۱۴/ ۳۱، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

کیا مسیح علیہ السلام کے قول ''درخت کو ان کے پھلوں سے پہچانو'' کی روشنی میں اب بھی ہم یہ کہنے میں حق بہ جانب نہ ہوں گے کہ دین محمدی حق ہے۔ جس کے ادنیٰ پھلوں نے اپنی قوت ایمانی سے یہ ثابت کر دکھایا کہ ان کا درخت بہت مضبوط اور نہایت اچھا ہے۔ جب کہ اس کے برعکس دین مسیحی کے رسولوں کی قوتِ ایمانی اس کے حسن کے گرد پا کو بھی پانے سے قاصر ہے۔

تیسرا موازنہ

وقتِ ہجرت علی رضی اللہ عنہ بر فراشِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

اعلانِ نبوت کے بعد سے ہی سردارانِ قریش اور مشرکین مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

Marfat.com

دشمن ہو چکے تھے تاہم وہ ابوطالب کی حیات تک قول وگفتار اور سماجی مقاطعہ سے کام لیتے رہے۔ مگر ابوطالب کی وفات کے بعد ان کے ظلم کا دہانہ کھل پڑا اور وہ کھلم کھلا پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اِیذا پہنچانے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی ایذا رسانی کو درگذر فرمادیتے اوران سے کچھ بھی تعرض نہ فرماتے۔ان کے ہر ظلم کے جواب میں بس یہی ارشاد فرماتے:

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ'' (سورۃ الکافرون:٦)

لیکن آہستہ آہستہ ان کی ستم رانیوں کا سلسلہ دراز سے درازتر ہوتا گیا اور حد تو یہ کہ وہ پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازشیں کرنے لگے۔ اللہ رب العزت کی جانب سے وحی آئی کہ آپ ہجرت کر کے یثرب (مدینہ منورہ) تشریف لے جائیں۔ اہل یثرب آپ کے قدموں تلے پلکیں بچھانے کو بے تاب ہیں۔ حکم ربانی کے نزول کے بعد اب مکہ سے ہجرت فرض بن چکی تھی۔ پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق ہم دم ابوبکر کو ساتھ لے کر ہجرت کا قصد فرمایا۔ مگر مسئلہ یہ درپیش تھا کہ ہجرت کو مخفی رکھنا تھا اور کچھ لوگوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس امانتیں تھیں جن کی ادائیگی نہ کرنا شان انسانیت و رسالت کے خلاف ہے جب کہ حالت یہ تھی کہ قریش کے جوان کاشانۂ اقدس کے باہر ننگی تلواریں اور پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی خواہش لیے منتظر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا کہ وہ آپ کے بستر نور پہ آج کی شب آرام کریں اور کل صبح تمام امانتیں ادا کر کے مدینہ آجائیں۔ اس وقت کسی بھی شخص کا جواب یہی ہوتا کہ آپ اپنی جان بچا کر مجھے اپنے بستر پر قتل ہونے کے لیے سلا رہے ہیں؟؟ میں آپ کے اس حکم سے اتفاق نہیں رکھتا۔ مگر ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی نے عملاً جو جواب دیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس بستر نور پہ سونے کا شرف ملائکہ کو بھی نہیں ملا ہے۔ میں دنیا کی سعید ترین مخلوق ہوں جسے کاشانۂ اقدس کے اندر بستر افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم پر اِستراحت کا خصوصی حکم بارگاہ الٰہی اور بارگاہ نبوی سے صادر کیا جارہا ہے۔ یہ میری قسمت کی معراج ہے۔ حضرت علی بستر نور پہ

لیٹ گئے اور نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشت خاک اٹھا کر اس پر سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت کی اور اسے کفار کی جانب پھینکتے ہوئے ہوا میں اچھال دیا۔ اس خاکِ پاک کی برکت سے کفار کی آنکھیں بے بصارتی کا شکار ہو گئیں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار صحابی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ یثرب (مدینہ) کی طرف نکل پڑے۔

یہ ایک رسول کے صحابی کا ایمان ہے کہ نبی کی جان پہ جاں واری دنیا و آخرت کی سب سے عظیم نعمت ہے۔ حکم نبی پر اگر سر کٹتا ہے تو یہ اس کے لیے سعادت کی بات ہے۔ قسمت کی معراج یہی تو ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ان کی بارگاہ میں اپنے سر کا نذرانہ پیش کیا جائے۔ اور ایمان کی قوت تو دیکھیے کہ ایک لمحے کے لیے بھی انہیں تردد نہیں ہوا۔ قتل کا خوف کہیں دامن گیر نہیں ہوا۔ ماتھے پر شکنیں تک نمودار نہیں ہوئیں کہ مجھے تلواروں کے سایہ تلے سونے کا حکم کیوں دے رہے ہیں۔ بل کہ ان کے ایمان نے ان کے دل میں ایک ایسے گلشن کی آب یاری کر رکھی تھی کہ جس کے ہر پتے اور ہر گل سے یہی صدا آرہی تھی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے تو میں یہاں ضرور رکوں گا۔ آسمان کی رفعت اس کے مشتق سے اِنحراف کرتے ہوئے پستی میں اور زمین کی پستی بلندی میں تبدیل ہو سکتی ہے مگر ان کے الفاظ غلط نہیں ہو سکتے ہیں۔ پیغمبر اِسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ میں کل امانتیں ادا کر کے مدینہ کی جانب ہجرت کر جاؤں! اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس بستر نور پہ لیٹ کر میں اتنا مبارک ہو جاؤں گا کہ کل کے روز موت بھی میرے سامنے آنے کے تصور ہی سے پسینہ پسینہ ہو جائے گی۔

ایک طرف اس تاریخی دستاویز کو دلِ کے نہاں خانے میں محفوظ رکھیے اور پھر اسے پڑھیے جو دیدۂ عبرت ہے!

یہوداہ کا مسیح کو تیس درہم کے عوض یہودیوں کے ہاتھ فروخت کرنا

مسیح علیہ السلام کے شاگردوں کی تعداد ستر سے زیادہ تھی۔ ان میں بھی مسیح علیہ السلام نے کچھ حضرات کو خصوصی ترقی دی تھی اور انہیں "رسول" کے منصب جلیل پہ فائز کیا تھا۔ رسولوں کے اسما کی فہرست اوپر ذکر کی گئی ہے۔ رسولانِ عیسائیت کے اسما کی فہرست اگر ذہن سے نکل گئی ہو تو اسے ایک بار پھر تازہ کر لیں تا کہ موازناتی تحریر کا لطف کما حقہ آ سکے:

"اور ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گذاری: جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لیے اور ان کو رسول کا لقب دیا: یعنی شمعون جس کا نام اس نے پطرس بھی رکھا اور اس کا بھائی اندریاس اور یعقوب اور یوحنا اور فلپس اور برتلمائی: اور متی اور توما اور حلفی کا بیٹا یعقوب اور شمعون جو زیلوتیس کہلاتا تھا: اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ اور یہوداہ اسکریوتی جو اس کا پکڑوانے والا ہوا:"

(انجیل لوقا: ۶/ ۱۲-۱۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اوپر جو خصوصیات حوارین کی ذکر کی گئی ہیں ان میں یہوداہ تو برابر کے حصہ دار تھے ہی، ان کے علاوہ انہیں ایک اور خصوصی فضلیت یہ حاصل تھی کہ وہ مسیح علیہ السلام کے خزانے کے امین بھی تھے۔

(انجیل یوحنا: ۱۲/ ۶، ۱۳/ ۲۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

جب مسیح تثلیثی مذہب کے خدا ہی ٹھہرے تو ان کے کچھ رسول بھی ہونے چاہیے۔ سو انھوں نے اپنے "خدائی اختیار" کا استعمال کرتے ہوئے اپنے ان بارہ شاگردوں کو "رسالت کے منصب جلیل" پہ فائز کیا۔ ہمیں اس پہ اعتراض نہیں کہ انہوں نے کیوں ان بارہ اشخاص کو رسالت سونپی۔ بھلا ہم کون ہیں جو عیسائیوں کے خدا کے تصرفات پہ انگشت نمائی کریں۔ مگر اتنا عرض کرنے کی اجازت تو شاید تمام عقل مندوں کی جانب سے ہمیں ہو گی ہی کہ جس شخص کو خدا منصب رسالت تفویض کر کے

Marfat.com

لوگوں کی رہ بری کے لیے مبعوث کرتا ہے وہ اپنے اخلاق وکردار اور خصائل وفضائل میں موجودہ وقت کی تمام اولادِ آدم پہ یا کم از کم ہم منصب افراد کے علاوہ بقیہ تمام خلائق پہ فائق ہوتے ہیں اور ہونا بھی چاہیے ورنہ وہ کس منہ سے لوگوں کو حسنات کی ترغیب دیں گے۔ مگر عیسائیت کے ''رسولوں'' کا حال یکسر مختلف ہے۔ وہ کذب، فریب اور رشوت ستانی کے ماہر ہیں۔ انہی ''رسولانِ عیسائیت'' میں ایک نام یہوداہ اسکریوتی کا بھی ہے۔ اس نے جو کارنامہ انجام دیا وہ کوئی بھی شریف شخص انجام نہیں دے سکتا ہے چہ جائے کہ ''رسول''۔ ہاں! عیسائیت کے رسولوں کا ایسا شیوہ ہوسکتا ہے۔ وہ ''بے مثل رسول'' خود اپنے ''خدا'' کے ساتھ ہی فریب کرنے لگا۔ بائبل میں ہے:

"Judas Iscariot was one of the twele disciples he went to the chief priest & asked: how much will you give me if I help you arrest Jesus? they paid thirty silvers coins, & from then he started looking for a good chance to betray Jesus."

(Matthew: 26/14-16; Mark: 14/10-11; Luke: 22/3-6, Published by American Bible Society, New York, 1995)

''اس وقت ان بارہ میں سے ایک نے جس کا نام یہوداہ اِسکریوتی تھا سردار کاہنوں کے پاس جا کر کہا کہ: اگر میں اسے (مسیح کو) تمھارے حوالے کرادوں تو مجھے کیا دو گے؟ انہوں نے اسے تیس روپے تول کر دے دیے: اور وہ اس وقت سے اسے پکڑوانے کا موقع ڈھونڈنے لگا:''

(متی: ۲۶/ ۱۴ـ۱۶، مرقس: ۱۴/ ۱۰ـ۱۱، لوقا: ۲۲/ ۳ـ۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اگر عیسائی محققین اجازت دیں تو عرض کریں:

یہ کیوں کر ممکن ہوگیا کہ ''خدائے عیسائیت'' نے ایک بدعمل شخص کو منصب رسالت تفویض کردیا......؟؟؟

ایک رشوت خور اور بدعنوان انسان کو رسول و پیغمبر بنا کر لوگوں کی رہ بری مقصود

Marfat.com

تھی یا رہ زنی......؟؟؟

اگر ''خدائے عیسائیت'' کو یہ بات معلوم تھی کہ یہوداہ اسکریوتی بے ایمان اور غدار ہے تو پھر انھوں نے از خود اسے منصبِ رسالت پہ کیوں فائز کیا......؟؟؟

اور اگر وہ اس کے نفس کی شرارت سے واقف نہیں تھے تو پھر وہ خدا ہی کیسا جو لوگوں کے احوال اور ان کے عواقب کے تعلق سے وصف جہالت سے متصف ہو......؟؟؟

مزید یہ کہ بات اگر صرف خداع کی کوشش تک ہی محدود ہوتی تو کم شناعت تھی مگر خدا بھی فریب کھا گئے۔ آخر وہ خدا ہی کیسا جو ایک انسان کے فریب کا شکار ہو گیا......؟؟؟

ایک ادنیٰ درجے کا بے غیرت شخص بھی جب بے غیرتی کا مظاہرہ کرتا ہے تو کم از کم اپنے ماں باپ، رشتہ داروں اور پیر و مرشد کا گھرانہ چھوڑ کر کہیں اور یہ کارنامہ انجام دیتا ہے مگر عیسائیت کے رسول کا حال اس سے مختلف نظر آرہا ہے۔ اس نے خود اپنے خدا کو ہی دھوکہ دے ڈالا۔ اور انہی کی جان تیس دینار کے عوض دشمنوں کے ہاتھوں فروخت کردی۔ اس موقع سے مجھے شدت کے ساتھ ایک مسخرے کا یہ جملہ یاد آرہا ہے: چور بھی اپنے آشیانے سے کم از کم دو چار گھر چھوڑ کر چوری کرتا ہے۔ لیکن عیسائیت کے ''رسولوں'' کا حال ''انتہائی شریفوں'' کے اس قاعدہ سے بھی مستثنیٰ ہے۔

سچ کہا ہے مسیح علیہ السلام نے:

"A healty tree bears good fruit, but a poor tree bears bad fruit, A healty tree can not bear bad fruit, & a bad tree can not bear good fruit, & any tree that does not bear good fruit is cut down & thrown in the fire, so then you will know the false prophets by what they do."

(Matthew: 7/17-20, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

Marfat.com

''اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے: اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا ہے نہ برا درخت اچھا پھل لاسکتا ہے: جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے: پس ان کے پھلوں سے تم ان (جھوٹے مدعیانِ نبوت۔ انگریزی اقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔عنبر مصباحی) کو پہچان لوگے:''

(انجیل متّی: ۷/۱۷۔۲۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

اگر ہم انگریزی اقتباس میں **Prophets** کے ساتھ **Gods** کا بھی اِضافہ کرلیں تو عبارت میں جامعیت پیدا ہوجائے گی اور مطلب ہوگا کہ ''تم ان کے پھلوں سے ہی ان جھوٹے مدعیانِ الٰہیت و نبوت کو پہچان لوگے''۔ اور جب ''خدائے عیسائیت'' اچھا پھل (اچھے رسول) لانے سے قاصر رہے تو کیوں نہ انہیں گلشن اُلوہیت سے کاٹ کر آتش عبدیت کے حوالے کردیا جائے..... ؟؟؟

اور اسی طرح جب رسولانِ عیسائیت اچھے اعمال پیش کرنے سے قاصر رہے تو کیوں نہ انہیں ''خیابانِ شرفا'' سے کاٹ کر مئے نوشوں، رشوت خوروں اور بدعنوانوں کی جھاڑی میں پھینک دیا جائے..... ؟؟؟

ایک دیگر مقام پہ اسلام کو تقویت پہنچاتے ہوئے مسیح فرماتے ہیں:

''کیوں کہ کوئی اچھا درخت نہیں جو برا پھل لائے اور نہ کوئی برا درخت ہے جو اچھا پھل لائے: ہر درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ کیوں کہ جھاڑیوں سے انجیر نہیں توڑتے اور نہ جھڑ بیری سے انگور:''

(انجیل لوقا: ۶/ ۴۳۔۴۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

حضرت مسیح کی ''اِلٰہی تعلیمات'' نے جو کام نہیں کیا وہ کام پیغمبر اسلام ﷺ کی ''نبوی تعلیمات'' نے کر دکھایا۔ اور مسیح علیہ السلام کے بہ قول جھاڑیوں (جھوٹے مدعی الوہیت کی تعلیمات) سے انجیر (اچھے رسول) نہیں توڑے جاتے اور نہ جھڑ بیری (جھوٹے مدعی نبوت کی تعلیمات) سے انگور (اچھے افراد) حاصل کیے جاتے ہیں۔ اس

Marfat.com

کا مطلب یہ ہے کہ خدائی کا یہ سارا دعویٰ سفید جھوٹ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اور حق یہی ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ مسیح علیہ السلام سے افضل ہیں۔ کیوں کہ انہوں نے اپنی نبوی تعلیمات سے جو معجزہ کر دکھایا وہ خود اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ ان کے پھلوں (صحابہ کے ایمان) کو دیکھ کر اس درخت (پیغمبر اسلام ﷺ کی حقانیت) کو پہچانا جائے۔

چوتھا موازنہ

جنگ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لیے صحابہ کی جاں نثاری

مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے وقت ایسا لگ رہا تھا کہ مکہ کے مشرکین اپنی نازیبا حرکتیں بند کر کے ہمیشہ کے لیے خاموشی اختیار کر لیں گے۔ مگر سرکشی سرشت افراد سے اس طرح کی توقع عقل ودانش کو فریب دینے کے مترادف ہے۔ وہ اپنی ایذا رسانیوں کا سلسلہ پیہم جاری رکھے ہوئے تھے اور اسی کے نتیجے میں حق وباطل کے درمیان پہلا معرکہ بدر کے کنویں کے پاس رونما ہوا، جس میں اسلام پسندوں کے ۳۱۳ر افراد نے طاغوتی لشکر کی عظیم تعداد کو شکست فاش دے کر دنیا والوں پہ یہ بات واضح کر دی کہ مسلمان اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت کے لیے ہر طرح کی قربانی دینے کو تیار کھڑے ہیں۔ پہلی جنگ میں ہزیمت نے کفار مکہ اور بالخصوص سرداران قریش کو اسلام دشمنی کے جنون میں مبتلا کر دیا اور انہوں نے میدان بدر سے واپسی کے وقت ہی مسلمانوں کو سال آئندہ پھر مقابلہ آرائی کا پیغام سنا دیا۔ کچھ ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ حسب وعدہ مکہ کے ستم گر اور مدینہ کے مدافعین جنگ کے لیے احد کے میدان میں پہنچ گئے۔ میدان میں پہنچتے ہی پیغمبر اسلام ﷺ نے تیر اندازوں کے ایک جتھے کو پہاڑ پہ بٹھا دیا اور یہ حکم دیا کہ وہ تا حکم ثانی وہیں جمے رہیں اگر چہ ہم فتح یاب ہو جائیں لیکن پھر بھی وہ اپنی اپنی پوزیشنوں پہ قائم رہیں۔ جنگ شروع ہوئی اور مسلمانوں کی جرات ودلیری کے سامنے کفار سرنگوں ہو کر بھاگنے لگے۔ کفار کے بھاگتے ہوئے لشکر کو دیکھ کر مسلمان مال غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اور یہ

Marfat.com

منظر دیکھ کر پہاڑی پہ بیٹھے تیرانداز بھی ان کا ہاتھ بٹانے کے لیے اتر پڑے۔ جب خالد بن ولید اور ان جیسے چند مدبر مکہ والوں نے مسلمان تیراندازوں کو اپنی پوزیشن چھوڑتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے پلٹ کر دوبارہ وار کر دیا اور اس طرح رسول خدا ﷺ کے حکم سے بے توجہی کے سبب مسلمانوں نے جیتی ہوئی بازی کھودی۔ اس وقت مشرکین کا ایک دستہ نبی کریم ﷺ کے قتل کے ارادے سے آپ کی طرف بڑھا، لیکن قربان جایئے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، علی مرتضیٰ، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن جراح، ابوطلحہ، زبیر بن عوام، عبدالرحمٰن بن عوف، عمارہ، زیاد، مصعب بن عمیر اور ابو دجانہ رضی اللہ عنہم سمیت دیگر صحابہ پہ کہ انہوں نے اپنے جسموں کا حصار بنا کر نبی کریم ﷺ کی حفاظت فرمائی اور کفار کے ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔ اس دل دوز معرکہ میں سیسہ پلائی حفاظتی دیوار کی چند اینٹیں حضرت زیاد، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عمارہ اور حضرت ابو دجانہ اسی میدان احد سے دنیا سے اٹھا کر جنت کے محلات کی زینت بنادی گئیں۔

ایک طرف جنگ اُحد کے اس منظر کو دل کی تختی پہ محفوظ رکھیے اور پھر دین مسیحی کا جائزہ لیجیے! اس وقت دین اسلام کی حقانیت اور پیغمبر اسلام ﷺ کی فضیلت بہ شمول ''خدائے عیسائیت یسوع'' تمام افرادِ عالم پہ آفتابِ نیم روز کی طرح غالب نظر آئے گی۔

وقت مصیبت حواریین مسیح کو چھوڑ کر بھاگ گئے

آپ دین مسیحی میں حواریین کا مقام ومرتبہ اور ان کی ''رسالت'' کا تذکرہ بھی پڑھ ہی چکے ہیں مگر یاددہانی کے لیے ایک بار پھر دیکھ لیں تاکہ موازنہ کا لطف کماحقہ آسکے:

(۱) اور ان دنوں میں ایسا ہوا کہ وہ پہاڑ پر دعا کرنے کو نکلا اور خدا سے دعا کرنے میں ساری رات گذاری۔ جب دن ہوا تو اس نے اپنے شاگردوں کو پاس بلا کر ان میں سے بارہ چن لیے اور ان کو رسول کا لقب دیا۔ یعنی شمعون جس کا نام اس نے پطرس بھی رکھا اور اس کا بھائی

Marfat.com

اندریاس اور یعقوب اور یوحنا اور فلپس اور برتلمائی۔ اور متی اور توما اور حلفی کا بیٹا یعقوب اور شمعون جو زیلوتیس کہلاتا تھا۔ اور یعقوب کا بیٹا یہوداہ اور یہوداہ اسکریوتی جو اس کا پکڑوانے والا ہوا۔

(انجیل لوقا:۱۲/۶۔۱۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

(۲) عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق مسیح علیہ السلام کے تمام حوارین بہ شمول پطرس انبیائے کرام سے افضل ہیں۔ ان کی آنکھیں دیگر انبیائے کرام کی آنکھوں سے افضل۔ ان کے کان دیگر انبیائے کرام کے گوش ہائے مبارک سے افضل۔ انجیل متّی میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے حوارین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

"As for you, how fortunate you are! your eyes see & your ears hear, I assure you that many prophets & many of God's people wanted very much to see what you see, but they could not, & to hear what you hear, but they did not."

(Matthew: 13/16-17, Luke: 10/23-24, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''مبارک ہیں تمہاری آنکھیں اس لیے کہ وہ دیکھتی ہیں اور تمہارے کان اس لیے کہ وہ سنتے ہیں۔ کیوں کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھا اور جو باتیں تم سنتے ہو سنیں مگر نہ سنیں۔''

(متّی:۱۳/۱۶۔۱۷، لوقا:۱۰/۲۳۔۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

(۳) عیسائی عقیدے کے مطابق مسیح علیہ السلام کے حوارین دربارِ الٰہی کے منصف اور جج ہیں۔ خود بائبل میں مذکور ہے کہ پطرس نے مسیح علیہ السلام سے کہا:

"We have left every thing & followed you, what

Marfat.com

will we have?" Jesus said to them: you can be sure that when the son of man sits on his glorious throne in the New Age, then you twelve followers fo mine will also sit on thrones, to rule the twelve tribes of Israel."

(Matthew: 19/ 27-29 Luke: 22/30, published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

"دیکھ ہم تو سب کچھ چھوڑ کر تیرے پیچھے ہو لیے ہیں۔ پس ہم کو کیا ملے گا؟" یسوع نے ان سے کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب ابنِ آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تخت پر بیٹھے گا تو تم بھی جو میرے پیچھے ہو لیے ہو، بارہ تختوں پر بیٹھ کر اسرائیل کے بارہ قبیلوں کا اِنصاف کرو گے۔"

(متی: ۱۹/ ۲۷-۲۹، لوقا: ۲۲/ ۳۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، ۲۰۰۹ء)

(۴) مسیح نے بارہ میں سے ایک پطرس کو مسیح علیہ السلام نے زمین و آسمان کی کنجی اور شہنشاہی عطا کی۔ خود بائبل میں ہے کہ مسیح علیہ السلام نے پطرس کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"I will give you the keys of the kingdom of heaven; what you prohibit on earth will be prohibiied in heaven, & what you permit on earth will be permitted in heaven."

(Matthew: 16/19, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

"میں آسمان کی بادشاہی کی کنجیاں تجھے دوں گا اور جو کچھ تو زمین پر باندھے گا آسمان پر بندھے گا {جو کچھ تو زمین پر ناجائز قرار دے گا وہ آسمان پر بھی ناجائز شمار کیا جائے گا} اور جو کچھ تو زمین پر کھولے گا وہ آسمان پر کھلے گا۔ {اور جو کچھ تو زمین پر جائز قرار دے گا وہ آسمان پر بھی

Marfat.com

جائز قرار دیا جائے گا۔" انگریزی اِقتباس کا حقیقی ترجمہ یہی ہے۔

عنبر مصباحی} (انجیل متی: ۱۶/۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

(۵) مسیح کے چند حواریوں کا نام دنیااور دین مسیحی کے ان خواص الخاص اشخاص میں آتا ہے جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان سے اور الیاس علیہ السلام سے ملاقات کی ہے۔ مسیح علیہ السلام پطرس، یعقوب اور یوحنا کو ہم راہ لے کر ایک اونچے پہاڑ پر تنہائی میں لے گئے اور ان کے سامنے ہی مسیح علیہ السلام کی صورت بدل گئی۔ وہ ایک نئی شکل میں ان کے سامنے جلوہ افروز تھے اور اناجیل کے مصنّفین کے بقول اس وقت مسیح علیہ السلام کا چہرہ سورج کے مانند چمکنے لگا اور ان کی پوشاک نور کی مانند سفید ہوگئی۔ اب اس کے آگے کیا ہوا وہ بائبل کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

"Then the three disciples saw Elijah & Moses talking with Jesus, Peter spoke up & said to Jesus: "Teacher, how good it is that we are here!............Then a cloud appeared and covered them with its shadow and a voice came from the cluod, "this is my own dear son-listen to him!", they took a quick look round but did not see anyone else: only Jesus was with them."

(Mark: 9/2-8, Matthew: 17/1-8, Luke: 9/28-36, Published by The Bible Society of India, Bangalore, india, 2008-2009)

"اور ایلیاہ (الیاس) موسیٰ کے ساتھ ان کو دکھائی دیا اور وہ یسوع کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ پطرس نے اس سے کہا ہمارا یہاں رہنا اچھا ہے (کہ ہم نے وہ دیکھا جو اوروں نے نہیں دیکھا)...... پھر ایک بادل نے ان پر سایہ کرلیا اور اس بادل سے آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے۔ اس کی

سنو: اورانہوں نے یکا یک چاروں طرف نظر کی تو یسوع کے سوا اور کسی کو اپنے ساتھ نہ دیکھا:'' (انجیل مرقس: ۹/۲_۸، انجیل متی: ۱۷/۱_۸، انجیل لوقا: ۹/۲۸_۳۶، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

(۶) بائبل کی رو سے حوارین اسرار الٰہی کے راز دار ہیں۔ مسیح علیہ السلام انہی حضرات کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"The knowledge of kingdom of God has been given to you." *(Mark: 4/11, Luke: 8/10, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)*

''تم کو خدا کی بادشاہی کا بھید دے دیا گیا ہے:''

(انجیل مرقس: ۴/۱۱، انجیل لوقا: ۸/۱۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

(۷) مسیح علیہ السلام نے اپنے حوارین کے حق میں شیطان کے شر سے حفاظت اور ان کے دلوں کی تطہیر کی خصوصی دعا کی:

"I do not ask you to take them out of the world, but I do ask you to keep them safe from the evil one .....Dedicate them to your self by means of the truth, your word is truth."

(John: 17/15-17, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''میں یہ درخواست نہیں کرتا کہ تو انہیں دنیا سے اٹھالے بل کہ یہ کہ اس شریر (شیطان) سے ان کی حفاظت فرما!......انہیں سچائی کے وسیلے سے مقدس کر! تیرا کلام سچائی ہے:''

(انجیل یوحنا: ۱۷/۱۵_۱۷، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

مسیح علیہ السلام نے اپنے حوارین کو ایک اور خوش خبری دے رکھی تھی کہ کوئی ان کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گا۔

"Everyone will hate you because of me, But not

a single hair from your heads will be lost, Stand firm & you will save yourselves."

(Luke: 21/18-19, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور میرے نام کے سبب سے سب لوگ تم سے عداوت رکھیں گے۔ لیکن تمہارے سر کا ایک بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اپنے صبر سے تم اپنی جانیں بچائے رکھو گے۔'' (انجیل لوقا: ۱۸/۲۱۔۱۹، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

حواریین اور رسولان عیسائیت کے ان تمام مناصب اور ان کے تمام القابات کو ذہن میں رکھتے ہوئے درج ذیل واقعہ پڑھیں:

''مسیح علیہ السلام کے 'فریبی رسول' یہوداہ اسکریوتی کی رہنمائی میں فریسیوں اور ربیوں کی ایک جماعت مسیح علیہ السلام کو پکڑنے کے لیے آئی اور انھوں نے یہوداہ اسکریوتی کی نشان دہی پر انہیں پکڑ بھی لیا۔ یہ منظر دیکھ کر پطرس نے تلوار اٹھائی تو مسیح علیہ السلام نے ڈانٹ دیا اور فرمایا: اپنی تلوار کو میان میں کر لے کہ کیوں کہ جو تلوار کھینچتے ہیں وہ سب تلوار سے ہلاک کیے جائیں گے۔ کیا تو نہیں سمجھتا ہے کہ میں اپنے باپ سے منت کر سکتا ہوں اور وہ فرشتوں کے بارہ تُمن سے زیادہ میرے پاس موجود کر دے گا؟۔ مگر وہ نوشتے کا یوں ہی ہونا ضرور ہے کیوں کہ پورے ہوں گے۔ اسی وقت یسوع نے بھیڑ سے کہا کہ تم لوگ کیا تلواریں اور لاٹھیاں لے کر مجھے ڈاکو کی طرح پکڑنے نکلے ہو؟ میں ہر روز ہیکل میں بیٹھ کر تعلیم دیتا تھا اور تم نے مجھے نہیں پکڑا۔ مگر یہ سب اس۔ لیے ہوا ہے کہ نبیوں کے نوشتے پورے ہوں۔''

مسیح علیہ السلام کی یہ بات سن کر ان لوگوں نے کیا کیا جو ان کے ساتھ مرنے اور جینے کی قسم کھاتے تھے، وہ بھی دیکھیے:

"Then all the disciples left him & ran away."

(Matthew: 26/52-56, Publshied by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

Marfat.com

''اس پر سب شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔''

(انجیل متی: ۲۶/ ۵۲۔ ۵۶، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ۲۰۰۹ء)

انہیں مسیح علیہ السلام نے صرف تلوار چلانے سے منع کیا تھا، ساتھ چلنے سے نہیں۔ ایک رسول (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہم نشینوں کا حال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے محبوب اور مقتدیٰ کی حفاظت کے لیے اپنی جانیں قربان کردیں۔ صرف نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صدا لگانے سے باز آنے کے لیے انہیں بے حساب زروزن کا لالچ دیا گیا مگر انہوں نے یہ بھی گوارا نہیں کیا کہ کم از کم تھوڑی دیر کے لیے ان کافروں کی بات مان کر مال ودولت حاصل کرلیں۔ گرم پتھروں پہ خون میں لت پت ہوتے رہے مگر ایمان کی قوت کمزور نہیں ہوئی اور یا محمد، یا محمد کا نعرہ لگاتے ہوئے جان قربان کردی۔ جب کہ ''رسولانِ عیسائیت'' بہ وقتِ مصیبت ہی ''اپنے خدا'' کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ سچ کہا ہے مسیح علیہ السلام نے:

''اسی طرح ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے اور برا درخت برا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت برا پھل نہیں لاسکتا ہے نہ برا درخت اچھا پھل لاسکتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لوگے۔''

(انجیل متی: ۷/ ۱۷۔ ۲۰، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اور مسیح علیہ السلام کی تصدیق کرتے ہوئے یحییٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"Every tree that does not produce good fruit will be chopped down and thrown into fire."

(Matthew: 3/10, Luke: 3/9, Pub. by American Baible Society, New York, America 1995)

''پس جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔''

(انجیل متی ۳/ ۱۰، انجیل لوقا: ۳/ ۹، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

۲۵/ ۱۱/ ۱۴۳۱ھ/ ۴/ ۱۱/ ۲۰۱۰ء، بروز جمعرات

Marfat.com

باب پنجم

نسخ، اسلام اور بائبل

جس معاشرے اور ماحول میں نبی کریم ﷺ نے آنکھ کھولی وہ معاشرہ تاریخ عالم کا بدترین باب تھا۔ دنیا کی ہر ممکن برائی اور خرابی آج سے پندرہ صدی قبل کے عرب میں بہ صورت اتم موجود تھی۔ نبی کریم ﷺ نے سب سے پہلے اپنے عمل و کردار سے ان عرب والوں پہ یہ بات واضح کردی کہ انسان چاہے کتنی ہی پراگندہ سوسائٹی میں پلا بڑھا ہو، اس کے اندر قدرت کی جانب سے ودیعت کردہ ایک ایسی فطرت ہوتی ہے جو مدھم روشنی کا سراغ پاکر انسان کو روشن راہوں کا مسافر بنا سکتی ہے۔ یہ اور بات ہے کہ وہ فطرت، مسلسل برائیوں کے گرداب میں لمبی مدت تک رہ جانے کے بعد زنگ آلود ہو جاتی ہے اور اسے مصقل کرنے کے لیے تھوڑی محنت اور کچھ مدت درکار ہوتی ہے۔ نہایت بگڑے معاشرے کے علاج کے لیے کوئی بھی ماہر نفسانیات تدریجی معالجہ کی راہ ہی اختیار کرے گا۔ اگر کوئی ماہر نفسانیات تدریجی مراحل کے فوائد سے صرف نظر کرتے ہوئے اپنی منفرد حکمت کو استعمال میں لانے کی کوشش کرے گا تو یقیناً لفظ ''فلاح'' اس سے عداوت پہ اتر آئے گا۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہے جو بہ کثرت شراب پیتا ہے۔ ہر لمحہ شراب کی بوتل اس کے منہ سے لگی رہتی ہے اور بوئے شراب سے وہ اپنی جان سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے، تو ایسے شخص سے شراب کی عادت چھڑانے کے لیے صحیح حکمت یہی ہے کہ اسے ابتدا میں ہلکی مقدار میں شراب پینے کی اجازت دی جائے اور گذرتے روز وشب کے ساتھ اس کی مقدار میں کمی لائی جائے یہاں تک کہ وہ بالکلیہ شراب ترک کرنے پہ آمادگی کی حالت میں پہنچ جائے۔

آپ علم نفسانیات کے اس اہم اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے عرب کے اس دور کا

Marfat.com

ایک تجزیاتی مطالعہ کریں جس میں پیغمبر آخر الزماں ﷺ مبعوث ہوئے تھے تو یہ حقیقت آپ کے سامنے بے نقاب ہونے کو بے تاب ہوگی کہ پیغمبر اسلام ﷺ کا طرزِ عمل حکمت کے عین مطابق تھا۔ قرآن کا ایک وقت میں ایک ہی چیز کو جائز قرار دینا اور پھر کچھ ہی مدت بعد اسی چیز کو حرام قرار دینا عقل سلیم اور علم نفسانیات کے عین مطابق ہے کیوں کہ اس وقت حالات ہی ایسے تھے۔ مگر اسلام دشمنی کو روزینہ اور شبینہ بنانے والے مستشرقین (Orientaiists) اور یورپی اسکالرز کو اسلام کا حکم نسخ ایک کذب اور فریب نظر آتا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اسلام محمد ﷺ جب کسی نئی مصیبت میں پھنستے تو ایک نئی وحی کا سہارا لیتے اور اپنے اصحاب کو یہ کہتے کہ سابق حکم منسوخ ہو گیا ہے اور اس کی جگہ یہ نیا حکم نازل ہوا۔ اس طرح وہ بہ آسانی ہر پریشانی سے نکل جاتے تھے۔ (معاذ اللہ) اسلام کے حکم نسخ کو مستشرقین دنیا کے سامنے اس کے غیر مستقل اور غیر حقیقی دین ہونے کی دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں۔ مگر ہم اس بحث میں اپنے سابق منہج تحقیق پہ چلتے ہوئے اپنی طرف سے کوئی بات نہ کہہ کر صرف ان کی الہامی اور مقدس کتاب سے چند اِقتباسات نقل کریں گے۔ اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان اقتباسات سے مستشرقین کے مکر وفریب کے سارے تار و پود خود بہ خود ٹوٹ کر بکھر جائیں گے۔

بائبل میں حکم نسخ

اگر مستشرقین اور یورپی محققین نسخ کی ضرورت اور اس کے جواز کے قائل ہیں تو پھر ان کا اسلام کے حکم نسخ پہ اعتراض کیا معنی رکھتا ہے؟؟ اور اگر وہ نسخ کے قائل نہیں ہیں تو پھر سنیں! اسلام واحد ایسا مذہب نہیں ہے جس نے نسخ کا حکم دیا ہے۔ بل کہ اس سے پہلے جو مذہب موسوی اور عیسوی تھے وہ بھی نسخ کے قائل تھے۔ آیئے! ہم آپ کو بائبل کی دنیا کی سیر کراتے ہیں اور پھر دیکھیے کہ اسلام کو جلانے کے لیے پھینکا گیا گولہ کہاں جا کر گرتا ہے اور اس آگ سے کون سا مذہب جل کر خاکستر ہوتا ہے۔

Marfat.com

اسحاق کا وجود غیر شرعی

بائبل میں شامل کتاب استثنا کی رو سے ہر بہن سے نکاح حرام ہے۔ خواہ وہ حقیقی ہو (ایک ہی ماں اور ایک باپ سے ہو)، خواہ علاتی (صرف باپ ایک ہو اور مائیں جدا جدا ہوں) یا اخیافی (صرف ماں ایک ہو اور باپ الگ الگ) بہ ہر صورت نکاح حرام ہی ہے۔ کتاب استثنا میں ایسے شخص پر خدا کی لعنت کا ذکر ہے جو اپنی کسی بھی طرح کی بہن سے نکاح کرے:

"God's curse on anyone who has intercourse with his sister or half sister."

(Deuteronomy: 27/22, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''لعنت اس پر جو اپنی بہن سے مباشرت کرے خواہ وہ اس کے باپ کی بیٹی ہو خواہ ماں کی۔'' (استثنا: ۲۷/۲۲، مطبوعہ بائبل سوسائٹی ہند، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اور سفر احبار میں بالتصریح موجود ہے:

"Don't have intercourse with your sister or your step-sistert, wether or not she was brought up in the same house with you."

(Leviticus: 18/9, Deuteronomy: 27/22, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''تو اپنی بہن کے بدن کو چاہے وہ تیرے باپ کی بیٹی ہو چاہے تیری ماں کی اور خواہ وہ گھر میں پیدا ہوئی ہو خواہ اور کہیں بے پردہ نہ کرنا۔''

(احبار: ۹/۱۸، استثنا: ۲۷/۲۲ مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند ۲۰۰۹ء)

بائبل کے مذکورہ دونوں اقتباسات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر طرح کی بہن سے نکاح حرام ہے۔ اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ بائبل میں کسی ایسی شادی کا تذکرہ آیا ہے یا نہیں جس میں بھائی نے اپنی بہن سے شادی رچائی ہو۔ بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ

کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے اپنی حقیقی، علاتی یا اخیافی بہن سے شادی کی ہے یا نہیں۔ تحقیق وجستجو کے وقت ہماری نگاہ سب سے پہلے حضرت سارہ کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس قول پر جا کر رُک گئی:

"She really is my sister. she is the daughter of my father, but not of my mother, and I married her."

(Genesis: 20/12, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور فی الحقیقت وہ میری بہن بھی ہے کیوں کہ وہ میرے باپ کی بیٹی ہے اگرچہ میری ماں کی بیٹی نہیں۔ پھر وہ میری بیوی ہوئی۔''

(پیدائش: ۲۰/ ۱۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی شادی یہود ونصاریٰ کی دادی جان سارہ کے ساتھ ایک ابدی حرام رشتہ تھا جس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر مستشرقین کہیں کہ پہلے ایسا جائز تھا پھر بعد میں ممنوع ہو گیا تو اس پر عرض ہے کہ حضور! اسی کا نام نسخ ہے اور شریعت محمدیہ میں بھی ایسا ہی ہے۔ اسلام کا حکم نسخ کوئی الگ چیز نہیں ہے۔

آیئے! اب ایسی حرام شادی کی سزا بھی بائبل میں ہی دیکھ لیں:

"If a man marries his sister or half sister, they shall be publicly disgraced & driven out of the community, He has had intercourse with his sister and must Suffer the consequences."

(Leviticus: 20/17, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

اس اقتباس کا واضح ترجمہ یہ ہے:

''اگر کوئی شخص اپنی حقیقی یا سوتیلی بہن سے شادی کرے تو ان دونوں کو سرِ عام ذلیل کیا جائے اور انہیں سماج سے نکال دیا جائے۔ اس شخص نے اپنی

Marfat.com

بہن کے ساتھ رشتہ قائم کیا ہے اس لیے نتیجے کا ذمہ دار بھی وہی ہے۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر طرح کی بہن سے نکاح حرام ہے۔ اور اس طرح کی شادی کرنے والے افراد کو عوامی طور پر رسوا کیا جائے اور ان کا سوشل بائی کاٹ کیا جائے۔ مگر اسی مطبع دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور سے شائع شدہ اردو نسخے کا ''الہامی ارشاد'' کچھ اور ہی ہے۔ ذرا اسے بھی ملاحظہ فرمالیں!

''اور اگر کوئی مرد اپنی بہن کو جو اس کے باپ کی یا اس کی ماں کی بیٹی ہو لے کر اس کا بدن دیکھے اور اس کی بہن اس کا بدن دیکھے تو یہ شرم کی بات ہے۔ وہ دونوں اپنی قوم کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے قتل کیے جائیں۔'' (احبار: ۲۰/۱۷، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ہم نے جب ایک ہی چرچ کی زیر سرپرستی شائع شدہ دو الگ الگ زبانوں کے ایڈیشنوں میں اختلاف دیکھا تو اپنے رفیق ہم دم مولانا محمد افروز رضا مصباحی (ناگ پور، مہاراشٹرا، ہند) کی جانب سے تحفے میں دیے گئے امریکا سے شائع شدہ انگریزی بائبل **Contemporary English Version** کی طرف رجوع کیا تو وہاں بھی ہندوستانی انگریزی نسخہ ***Good News Bible*** کی طرح یہ الفاظ بکھرے ہوئے ملے:

"If you marry one of your sister, you will be punished, and the two of you will be disgraced by being openly forced out of the community."

(Leviticus: 20/17, American Bible Society, New Yok, 1995)

''اگر تم اپنی کسی بھی بہن سے شادی کرو گے تو سزا پاؤ گے اور دونوں سماجی مقاطعہ کے ذریعے رسوا کیے جاؤ گے۔''

آیئے ذرا بائبل سوسائٹی ہند کی جانب سے ۲۰۱۰ء میں شائع کی گئی ہندی بائبل کو بھی دیکھ لیں۔ اس میں درج ذیل عبارت ہے:

Marfat.com

";kfn dksbZ viuh cfgu dk, pkgs mldh lxh cfgu gks pkgs lkSrsyh, mldk uxu ru ns[ks vkSj mldh cfgu Hkh mldk uxu ru ns[ks, rks ;g fufUnr ckr gS, os nksuksa vius tkfr Hkkb;ksa dh vkaW[kksa ds lkeus u"V fd, tk,sa; D;ksads tks viuh cfgu dk ru m?kkM+usokyk Bgjsxk mls vius v/kZe dk Hkkj Lo;a mBkuk iM+sxkA (ySO;O;oLFkk: 20/17, ckbcy lkslkbVh vkWQ bafM;k] csaxyksj] bafM;k] 2010)

"اگر کوئی شخص اپنی حقیقی یا سوتیلی بہن کے ستر کو دیکھے اور اُس کی بہن اُس کے ستر کو دیکھے تو یہ ننگی بات ہے وہ دونوں اپنی قوم کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہلاک کیے جائیں کیوں کہ جو شخص اپنی بہن کا تن اکھاڑنے والا بنے گا اُسے اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔"

اب اس سوال کا جواب ہم مسلمانوں کے ذمہ نہیں ہے کہ اردو، ہندی اور انگریزی نسخوں میں سے کس کا حکم صحیح ہے اور کس کا غلط......؟؟؟ اور کون سا حکم "الٰہی الہامی" ہے اور کون سا "خود ساختہ الہامی" ہے......؟؟؟

بہر حال! اس جرم کے مرتکبین کی سزا سماجی مقاطعہ ہو یا قتل۔ لیکن ایک نکتے پہ تو تمام نسخے متفق ہیں کہ اس طرح کی شادی حرام ہے۔ اور اس مقام پہ یہی ہمارا مقصود بھی ہے۔

نامعلوم وجوہات کی بنیاد پہ ان دونوں بھائی بہن پر اس سزا کا نفاذ نہیں ہوا۔ اور ان کی اس غیر شرعی شادی سے ان کی نسل بھی چل پڑی۔ جب ابراہیم علیہ السلام کی عمر سو سال تھی اس وقت سارہ کے بطن سے بنی اسرائیل کے جد اعلیٰ اسحاق پیدا ہوئے۔ اور ظاہری بات ہے کہ جو بچہ کسی جائز سماجی اور شرعی رشتہ کے بغیر وجود میں آئے اس کا شمار "غیر مستند" افراد کی فہرست میں ہی ہوگا۔ اور سماج میں اس کی حیثیت کیا ہوگی یہ اہل فہم پہ مخفی

Marfat.com

نہیں۔ چلیے !اس بحث کو چھوڑ کر ہم صرف یہ معلوم کریں کہ اس طرح کے بچوں کا مقام و مرتبہ اور ان کی حیثیت بائبل میں کیا بیان ہوئی ہے۔ تو لیجیے اسے بھی ملاحظہ فرمالیں!

"No one born out of wedlock of any descendant of such a person, even in the tenth generation, may be included among the Lord's people."

(Deuteronomy: 23/2, Pub. by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''کوئی حرام زادہ خدا کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دسویں پشت تک اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے۔''

(استثنا: ۲۳/۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

اب لگے ہاتھوں ان دس لوگوں کی فہرست پہ بھی ایک نظر ڈال لیجیے جو بائبل کے حکم کے مطابق رب کی جماعت اور مقدس لوگوں کے گروہ میں شمولیت کے اہلیتی امتحان میں بیٹھنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتے ہیں:

"Isaac, Jacob, Judah, Peroz, Hezron, Ram, Ammindab, Nahson, Salmon, Boaz."

(Matthew: 1/2-5, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India)

(۱) اسحاق، (۲) یعقوب، (۳) یہوداہ، (۴) فارص وزارح، (۵) حصرون، (٦) رام، (۸) عمیند اب، (۸) نحسون، (۹) سلمون اور (۱۰) بوعز۔'' (انجیل متی: ۱/۱۔۵، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

متی اور لوقا کی انجیلوں میں اسحاق علیہ السلام سے دس ویں پشت تک کے اسما میں اختلاف بھی ہے (اور اس پہ بہت کچھ کلام کی گنجائش بھی ہے۔ عنبر مصباحی) مگر ان تمام بحثوں سے ہٹ کر ابھی ہم صرف اتنا عرض کرنا چاہیں گے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے ذکر پر اتفاق ہے۔ جن کا دوسرا نام اسرائیل بھی ہے اور بنی اسرائیل یہود ونصاریٰ خود کو انہی کی طرف منسوب کرتے ہوئے اسرائیلی اور بنی اسرائیل کہتے ہیں۔ جب یعقوب

Marfat.com

علیہ السلام (معاذ اللہ، صد معاذ اللہ) ایک ''غیر سماجی'' کی اولاد ٹھہرے اور بائبل کی رو سے خدا کی محبوب قوم میں ان کی شمولیت ہی ممکن نہیں ہے تو پھر ان کے تقدس اور محبوب خدا ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

اللہ رب العزت جسے بھی نبی بنا کر مبعوث کرتا ہے اسے ان تمام برائیوں سے مبرا کر کے بھیجتا ہے جو معاشرے میں بری سمجھی جاتی ہیں۔ (نعوذ باللہ) جب اسحاق ایک ''غیر سماجی'' ہونے کے باعث خدا کی برکت اور اس کی جماعت میں شمولیت سے محروم ہیں تو پھر خدا کی جانب سے انہیں اور ان کی نسل (بنی اسرائیل) کو محبوب اور حاکم دنیا بنائے جانے کا دعویٰ کہاں تک درست ہو سکتا ہے ؟؟

یہود و نصاریٰ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وفضیلت گھٹانے کے لیے یہ بیان کرتے ہیں کہ بائبل میں ان کے جد امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ کا تذکرہ ایک باندی کے طور پر آیا ہے اور وہ اسی باندی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی نسل سے ہیں۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ ایک آزاد عورت کی اولاد اور اس کی نسل ایک باندی کی اولاد اور اس کی نسل سے افضل ہوگی۔ اس کے جواب میں ہم صرف اتنا ہی کہیں گے:

یہ بات تو صحیح ہے کہ ایک آزاد عورت کی اولاد باندی کی اولاد سے بہتر و افضل ہے۔ اور تھوڑی دیر کے لیے ہم آپ کی یہ بات بھی مان لیتے ہیں کہ پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جدہ ماجدہ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا ایک باندی تھی مگر اسی کے ساتھ اسے بھی بیان کر دیں کہ ان کی دادی جان سارہ کے ساتھ حضرت ابراہیم کا نکاح غیر شرعی اور حرام خالص تھا اور ان کے اختلاط سے پیدا ہونے والے اسحاق علیہ السلام ایک ''غیر شرعی'' تھے۔ اور اسی کے ساتھ ایک جملہ اور بھی اضافہ کر لیجیے کہ سماج اور شریعت میں ایک جائز الوجود بچے کی جو حیثیت ہوتی ہے وہ ایک غیر سماجی کی نہیں۔ اگر چہ جائز الوجود باندی کی نسل سے ہو اور غیر شرعی آزاد کے بطن سے۔

موسیٰ اور ہارون کا وجود بھی غیر شرعی

یہود و نصاریٰ نے نسخ کی آڑ لے کر اسلام کو مٹانے کے لیے جو گولہ پھینکا تھا ابھی تک تو اس کی آنچ صرف ان کے آباؤ اجداد کے جائز وجود، ان کی نبوت اور ارضِ موعود کے دعویٰ کو جلا کر خاکستر کر رہا تھا مگر ابھی اس آگ کی حقیقی منزل نہیں آئی ہے۔ اس کی آخری منزل ان کے نبی موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے جائز وجود، ان کی نبوت اور بائبل میں شامل توریت کی آسمانی حیثیت کو جلانا ہے۔

بنی اسرائیل یہود و نصاریٰ کے سب سے جفاکش پیغمبر حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے والد عمرام (عمران) نے اپنی پھوپھی سے نکاح کیا تھا۔ بائبل کی کتاب خروج میں ہے:

> **"Amram married his father's sister Jochebed, who bore him Aron & Moses, Amram lived 137 years."** **(Exodus: 6/20, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)**

> ''اور عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوکبد سے بیاہ کیا۔ اس عورت کے اس سے موسیٰ اور ہارون پیدا ہوئے۔ اور عمرام کی عمر ایک سو سینتیس برس کی ہوئی۔'' (خروج: ۶/۲۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

آیئے! اب اس نکاح کی شرعی حیثیت بھی دیکھ لیں کہ یہ نکاح جائز تھا بھی کہ نہیں۔ بائبل کی کتاب احبار میں ہے:

> **"Don't have intercourse with an aunt, wether she is your father's sister or your mother's sister."** **(Leviticus: 18/12-13, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)**

> ''تو اپنی پھوپھی کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیوں کہ وہ تیرے باپ کی قریبی رشتہ دار ہے۔ تو اپنی خالہ کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا کیوں کہ وہ

Marfat.com

تیری ماں کی قریبی رشتہ دار ہے۔''

(احبار: ۱۸/ ۱۲۔۱۳، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

جب یہ نکاح غیر شرعی اور حرام تھا تو پھر اس نکاح فاسد سے پیدا ہونے والی اولاد ''غیر شرعی'' ٹھہرے گی۔ اور ایسوں کے متعلق بائبل کے حوالے سے پڑھ ہی چکے ہیں:

"No one born out of wedlock of any descendant of such a person, even in the tenth generation, may be included among the Lord's people."

(Deuteronomy: 23/2, Pub. by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''کوئی حرام زادہ خدا کی جماعت میں داخل نہ ہو۔ دس ویں پشت تک اس کی نسل میں سے کوئی خداوند کی جماعت میں نہ آنے پائے۔''

(استثنا: ۲۳/ ۲، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ان اقتباسات کو ذہن میں رکھ کر ایک سوال کا پیدا ہونا فطری ہے کہ جب موسیٰ و ہارون کے والدین کا نکاح ہی غیر شرعی اور ناجائز تھا اور ولد الزنا دس نسل تک خدا کی جماعت اور اس کے محبوبوں کی فہرست میں شامل ہونے کے اہل نہیں ہیں تو پھر ان کو نبوت کی دولت عظمیٰ کیسے مل گئی .....؟؟؟

نبوت کوئی ایسی شے نہیں جسے مارکیٹ سے خرید لیا جائے یا چرا لیا جائے۔ اب ایسی صورت میں ہم بائبل کی صحت اور اس کے مندرجہ بالا اقتباسات کی درستگی کی تقدیر پر یہ کہنے میں حق بہ جانب ہوں گے کہ ان کی نبوت کا دعویٰ فسانہ کے سوا کچھ نہیں۔ اور یہ دعویٰ بھی کذب محض کے سوا کچھ نہیں رہ جاتا ہے کہ بائبل میں شامل توریت ایک آسمانی کتاب ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پہ نازل ہوئی تھی۔ کیوں کہ جس شخص پہ اس کتاب کے نزول کا دعویٰ ہے اس کی نبوت اور پاکیزگی مشکوک ہی نہیں بل کہ جعلی ثابت ہو رہی ہے۔

ہاں! اگر عیسائی محققین یہ مان لیں کہ قرآن حکیم اور پیغمبر اسلام ﷺ نے توریت

وانجیل کے متعلق جو خبر دی ہے کہ ان کتابوں میں یہود و نصاریٰ نے تحریف کر دی ہے، وہ صحیح ہے، تو پھر بات بن سکتی ہے۔ اور حضرت موسیٰ، حضرت ہارون اور حضرت اسحاق علیہم السلام سے غیر شرعی ہونے کا الزام اٹھ سکتا ہے۔ مگر اس صورت میں بھی ان کے لیے ایک دوسری مصیبت یہ کھڑی ہو جائے گی کہ ان کی کتاب مقدس بائبل کی صحت مشکوک ہی نہیں بل کہ نادرست ہو جائے گی۔ اور پھر اس کے بعد انہیں ایک دوسرا کام یہ بھی کرنا پڑے گا کہ قرآنِ مجید کی صحت و درستگی تسلیم کریں اور اس کے بعد اگلا مرحلہ اس کے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ وہ اسلام قبول کرلیں یا کم از کم خود کو ان سزاؤں کا حق دار قرار دیں جو قرآن حکیم نے ان جیسے محرفین اور اِسلام کی حقانیت کا علم ہونے کے باوجود اسلام لانے سے پہلو تہی کرتے رہنے والے اشخاص کے لیے بیان کی ہیں۔

یوسف بن یعقوب کا وجود بھی غیر شرعی

جب غیر شرعی شادیوں اور ان سے وجود پانے والے افراد کا تذکرہ نکل پڑا ہے تو کچھ اور لوگوں کا ''ذکر خیر'' بھی سن لیجیے۔ بیوی کی بہن یعنی سالی سے نکاح بھی بائبل کی رو سے غیر مسلم ہے اور ایسی شادی حرام قرار دی گئی ہے۔ چناں چہ کتاب احبار میں ہے:

"Don't take your wife's sister as one of your wives, as long as your wife is living."

(Leviticus: 18/18, Pub. by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''تو اپنی سالی سے بیاہ کر کے اسے اپنی بیوی کی سوکن نہ بنانا کہ دوسرے کے جیتے جی اس کے بدن کو بھی بے پردہ کرے۔''

(۱۸/۱۸، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

یہ جان لینے کے بعد کہ سالی سے نکاح حرام ہے اور بیوی کی مدت حیات تک اس کے جواز کی کوئی صورت نہیں ہے۔ آیئے! ہم اور آپ یہ دیکھیں کہ ایسی غیر شرعی شادی کا ذکر بائبل میں ہے یا نہیں۔ بنی اسرائیل کے آباؤ اجداد میں سے کسی نے یہ کار

خیر انجام دیا ہے یا نہیں۔ تلاش وجستجو کرنے کے بعد آپ کو بائبل کی پہلی کتاب پیدائش میں ہی اس بات کا بیان مل جائے گا کہ یعقوب (اسرائیل) کے ماموں لابن کی دو بیٹیاں تھیں: (۱) لبناہ۔ (۲) راحل۔ راحل لبناہ سے زیادہ حسین تھی اور یعقوب کو وہی پسند بھی تھی مگر بڑی کی موجودگی میں چھوٹی کی شادی کو عار جانتے ہوئے یعقوب کی شادی ان کو دھوکے میں رکھ کر بڑی یعنی لبناہ سے کردی گئی اور پھر سات سال بعد راحل سے بھی کردی گئی جس سے مدتوں بعد یوسف کی پیدائش ہوئی۔

(۲۹/ ۱۔۳۰/ ۲۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

کیا کیجیے گا یہاں تو پوری کی پوری نسل ہی غیر شرعی شادیوں کی دل داہ نظر آرہی ہے۔ شاید کچھ چیزیں وراثت میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ بنی اسرائیل کے موجودہ سپوت اگر اسلام کے حکم نسخ پہ ''تجاہل عارفانہ تنقید'' کی تکلیف نہیں کرتے تو انہیں ہم سے یہ سننے کی زحمت نہیں کرنی پڑتی۔

بنی اسرائیل کے لیے گرگٹ اور چھپکلی بھی حلال

کتاب پیدائش میں ہے کہ اللہ رب العزت نے بلاخیز طوفان کے بعد نوح علیہ السلام اور ان کے فرزندوں سے فرمایا:

"All the animals, birds & fishes will live in fear of you, They are all placed under your power, now you can eat them, as well as green plants; I give them all to you for food, The one thing you must not eat is meat with blood still in it, I forbid this because the life is in the blood."

(Genesis: 9/2-4, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور زمین کے کل جانوروں اور ہوا کے کل پرندوں پر تمہاری دہشت اور تمہارا رعب ہوگا۔ یہ اور تمام کیڑے اور جن سے زمین بھری پڑی ہے اور

Marfat.com

سمندر کی کل مچھلیاں تمہارے ہاتھ میں کی گئیں۔ ہر چلتا پھرتا جاندار تمہارے کھانے کو ہوگا۔ ہری سبزی کی طرح میں نے سب کا سب تم کو دے دیا۔ مگر تم گوشت کے ساتھ خون کو جو اس کی جان ہے نہ کھانا۔''

(پیدائش: ۹/ ۲۔۴، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

ایک طرف اس اقتباس کو سامنے رکھیے اور پھر نسخ کے ناقدین سے پوچھیے کہ تمام جانور، کیڑے مکوڑے اور دریائی جاندار یہ تمام کی تمام چیزیں ان کے کھانے کے لیے جائز ہیں یا نہیں......؟؟ اگر ان کا جواب ہاں میں ہے تو پھر ان کے لیے نیولا، چوہا، چھپکلی اور گرگٹ کی ''بریانی'' اور ''وازہ وان'' بنوائیے اور انہیں ناک تک زبردستی کھلائیے۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ بائبل میں ان چیزوں کی ناپاکی اور حرمت کا حکم ہے:

"Moles, rats, mice, and lizards must be consired unclean, whoever thouces them or their dead bodies will be unclean until evening."

(Levitcus: 11/29-30, Published by The Bible Society of India, Bangalore, India, 2008-2009)

''اور زمین کے رینگنے والے جانوروں میں سے جو تمہارے لیے ناپاک ہیں وہ یہ ہیں یعنی نیولا اور چوہا اور ہر قسم کی بڑی چھپکلی۔ اور حرذون اور گوہ اور چھپکلی اور سانڈا اور گرگٹ۔ سب رینگنے والے جانوروں میں سے یہ تمہارے لیے ناپاک ہیں۔ جو کوئی مرے پیچھے ان کو چھوئے وہ شام تک ناپاک رہے گا۔'' (احبار: ۲۹/۱۱۔۳۰، مطبوعہ دی بائبل سوسائٹی آف انڈیا، بنگلور، ہند، ۲۰۰۹ء)

تو پھر یہ بتائیں کہ یہ چیزیں کب حرام قرار دی گئیں اور اس کے وجوہات کیا تھے......؟؟

اور جب ان چیزوں کے حکمِ جواز کے منسوخ ہونے سے زمین و آسمان میں کوئی طوفان نہیں آیا تو پھر آخر اسلام کا حکم نسخ دیکھ کر آپ کے دل میں کیوں آگ سلگنے لگتی ہے......؟؟

۲ر دسمبر ۲۰۱۰ء، بروز جمعرات

Marfat.com

بابِ ششم

اسیرانِ جنگ اور دشمنوں کے ساتھ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے "خلق عظیم" اور "پیغمبرانِ بائبل" کے اخلاق و کردار کا تقابلی جائزہ

ہیلو مسٹر! ٹکٹ......؟

برتھ نمبر 17 پہ بیٹھا غیر ملکی مسافر: **Here is. Sir** (لیجیے!)

ٹی ٹی ای: **Is your name George Warner?** (آپ کا نام جارج وارنر ہے؟)

اجنبی مسافر: **Yes, Sir** (جی ہاں)

ٹی ٹی ای: (برتھ نمبر 20 پہ بیٹھے مسافر سے) ٹکٹ دکھاؤ؟

مسافر: لیجیے سر!

ٹی ٹی ای: تمہارا نام نجم الثاقب ہے؟

مسافر: جی ہاں۔

برتھ نمبر 17 پہ بیٹھا غیر ملکی مسافر (نجم الثاقب کی طرف نظر حقارت سے دیکھتے ہوئے): **?Are you Muhammadan** (تم محمدن ہو؟)

نجم الثاقب: **I am a muslim not Muhammadan** (میں محمدن نہیں مسلمان ہوں)

جارج وارنر: **does Muhammaden differ to Muslim?**

Marfat.com

(کیا محمدن اور مسلمان میں کچھ فرق بھی ہے؟)

نجم الثاقب: *Yes, it is different from Muslim, our Religion is Islam which we had gotten through Prophet Mohammad, and Non-Muslims naming us Muhammadan attempt to indicate that we worship Mohammad, as Christains worship Christ and call themselves Christains, therefore many europeans and Christains consider us as a worshipper of Mohammad, not as his Ummah.*

(ہاں محمدی اور مسلمان میں فرق ہے۔ ہمارا مذہب اسلام ہے جو ہمیں محمد ﷺ کے ذریعے حاصل ہوا۔ اور بہت سے غیر مسلم ہمیں محمڈن کہہ کر یہ پیغام دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ کے پجاری ہیں۔ جیسے عیسائی عیسیٰ کی پرستش کرتے ہیں اور خود کو عیسائی کہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے یورپی اور عیسائی ہمیں ان کی امت نہیں بل کہ پجاری سمجھتے ہیں)

جارج وارنر: *Your country's season is very nice, sometime cool & sometime hot.*

(آپ کے ملک کا موسم بہت اچھا ہے، کبھی ٹھنڈا کبھی گرم)

نجم الثاقب: *Many countries in the world have only cool season, & many only hot, but our beloved homeland INDIA has three seasons, hot, cool & rainy, it is it's merit.*

(دُنیا کے بہت سے ممالک صرف ٹھنڈے ہیں اور بہت سے صرف گرم مگر ہمارے محبوب مادر وطن ہندوستان کی یہ خوبی ہے کہ یہ ٹھنڈی، گرمی اور برسات تینوں موسموں کا جامع ہے)

Marfat.com

جارج وارنر: **Therefore I like to spend my times in it & visit it's renowned places.** (اس لیے مَیں یہاں وقت گزارنے اور یہاں کے مشہور مقامات کی سیاحت وزیارت کو پسند کرتا ہوں) **You are very sensitive boy but you believe in Islam which commands to terror.** (تم بہت سنجیدہ اور حساس لڑکے ہو مگر تم مذہب اِسلام کے ماننے والے ہو جو دہشت گردی کا حکم دیتا ہے)

نجم الثاقب: **Can you talk in Urdu?** (کیا آپ اُردو میں گفتگو کر سکتے ہیں؟)

جارج وارنر: ہاں! ہام (ہم) ارڈو میں گفتگو کر سکتا ہے۔

نجم الثاقب: تو سنیے! آپ نے کسی اسلامی کتاب میں پڑھا ہے کہ اسلام دہشت گردی کا حکم دیتا ہے......؟؟

جارج وارنر: ناہیں (نہیں) ہام (ہم) نے ٹیلی ویژن، نیوز پیپرز اور یورپین رائٹرز کی کتابوں میں پڑھا اور سنا ہے کہ اِسلام ٹیرر (**terror**) کا ریلیجن (**religion**) ہے۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ پہ ان ویڈیوز کو دیکھا ہے جن میں افغانستان، پاکستان اور عراق کے ٹیررسٹ (**terrorist**) کو اللہ اکبر اور اسلام کا نارہ (نعرہ) لگا کر ٹیرر **spread** کرتے (پھیلاتے ہوئے) دیکھا ہے۔ وہ لوگ کہتا ہے (کہتے ہیں) کہ اسلام ان کو ایسا کرنے کا حکم دیتا ہے۔

نجم الثاقب: اگر کوئی جارج بش (**George Bush**) نامی عیسائی بے قصور لوگوں کو یہ کہہ کر مارنا شروع کر دے کہ یسوع مسیح (**Jesus Christ**) اور **Moses** (موسیٰ علیہ السلام) نے یہی پیغام دیا ہے تو کیا آپ مان لیں گے......؟؟؟

جارج وارنر: مَیں کیسے مانے گا......؟؟؟ **Jesus Christ** اور **Moses** نے یہ کمانڈ (حکم) نہیں دیا ہے۔ ہم نے چاروں **Gospel** (اناجیل) اور پورا

Marfat.com

Bible اسٹڈی (مطالعہ) کیا ہے اس میں کہیں ایسا نہیں ہے۔

نجم الثاقب: لیکن جس نے **Bible** نہیں پڑھا ہے اگر وہ جارج بش نامی دہشت گردی کی بات درست مان کر یہ کہے کہ مسیح نے دہشت گردی کا حکم دیا ہے لہٰذا وہ دہشت گرد ہے اور اس کا دین عیسائیت (**Christianity**) دہشت گردی کا مذہب ہے تو کیا اس کا یہ کہنا صحیح ہوگا......؟؟؟

جارج وارنر: ہماری **Bible** کی (کا) **Study** اور ری سرچ کے بلا (بغیر) اس کو اس طرح کہنا (کہنے) کا **right** (حق) نہیں ہے۔

نجم الثاقب: اسی طرح جب آپ نے قرآن یا دیگر معتبر اِسلامی کتابوں میں دہشت گردی کا جواز نہیں پڑھا تو پھر آپ کا اسلام کو دہشت ازم کہنا صحیح نہیں ہے۔

اتنے میں ٹرین متھرا اسٹیشن پر پہنچی اور شروع ہوگیا:

گرما گرم چائے۔ پکوڑی لو پکوڑی۔ آملیٹ آملیٹ۔ اللہ کے نام پہ دیدو! انکل! چار روز سے کھانا نہیں کھایا ہے کچھ مدد کر دو! جو دے دے اس کا بھی بھلا جو نہ دے اس کا بھی بھلا۔ دس روپے کی دس پوڑی اور سبزی فری لے جاؤ بھیو ا۔

پانچ دس منٹ تک یہ شور و ہنگامہ رہا پھر گاڑی چل پڑی۔

نجم الثاقب: مسٹر وارنر! تو مَیں یہ کہہ رہا تھ کہ **Islamic Books** کا **study** کیے بغیر آپ کا اِسلام کو آتنک ازم کہنا درست نہیں ہے۔

جارج وارنر: مَیں نے اپنے **country** (ملک) اور یورپ کے گائر (غیر) جانب دار اور **truthful** (سچے) پروفیسرز اور **orientalists** (مستشرقین) سے سنا اور ان کی کتابوں اور ان کے **articles** (مضامین) میں پڑھا ہے کہ اِسلام کی کتابوں میں ٹیرر کا حکم ہے۔ (صدیوں سے یورپ و امریکہ سمیت ساری دنیا میں یورپین پروفیسرز اور مستشرقین کی جھوٹی غیر جانب داری کی تشہیر اور پروپیگنڈہ کیا گیا تاکہ لوگ ان کی باتوں پہ آنکھیں بند کر کے اِیمان لے آئیں پھر ان کی فروخت شدہ

Marfat.com

زبان وقلم کو اِسلام مخالف مہموں میں بھرپور اِستعمال کیا گیا۔ یہ شخص بھی اسی پروپیگنڈہ کا شکار لگتا ہے یا پھر خداع کی کوشش کر رہا ہے۔ عنبر مصباحی)

نجم الثاقب: مَیں آپ کے سامنے پیغمبر اِسلام ﷺ کے امن وسلامتی کے داعی خلقِ عظیم کے صرف دو واقعہ کو ذکر کرتا ہوں:

(1)

جب پیغمبر اِسلام ﷺ نے اپنی نبوت ورسالت کا اعلان کیا اور اہلِ مکہ کو اسلام کی دعوت دی تو اہل مکہ ان کی اور ان کے **companions** (صحابہ) کی جان کے دشمن ہو گئے۔ انہیں ہر طرح کی اذیت دی۔ مسلسل ۳ سالوں تک **social boycott** (سماجی مقاطعہ) کیا اور درخت کی پتیوں کو غذا بنانے پہ مجبور کیا۔ دشمنانِ اِسلام جاں وارانِ محمدی کو سخت تپش میں گرم اور کھولتے ہوئے پتھروں پہ لٹا کر ان کے جسموں پہ بھاری بھاری شلیں رکھ دیتے۔ ان سب حالات کو دیکھ کر پیغمبر اِسلام ﷺ اور ان کے اصحاب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے۔ مگر ظالموں نے وہاں بھی پیچھا نہ چھوڑا اور ظلم و جفا کے تاک میں لگے رہے جس کے باعث غزوۂ بدر کا معرکہ رُونما ہوا۔ اس میں پیغمبر اِسلام ﷺ نے مکہ والوں کو شکست دے کر ان کے ستر افراد کو گرفتار کر لیا۔ اس وقت یہ قانون اور دستور تھا کہ جنگ میں گرفتار لوگ یا تو قتل کر دیے جاتے یا پھر وہ اپنے بچوں سمیت غلام بنا لیے جاتے تھے اور ان کی عورتیں باندی بنا لی جاتی تھیں مگر نبی ﷺ نے ان کی عورتوں سے کچھ بھی تعرض نہ کیا اور گرفتار لوگوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا جب کہ مکی زندگی میں مسلمانوں پہ عرصۂ زیست تنگ کرنے والوں کے سردار یہی لوگ تھے مگر اس کے باوجود آپ نے انہیں بخش دیا۔ امن وسلامتی کے داعی کے اس ''خلقِ عظیم'' کو دیکھ کر ان میں سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

(2)

۸ھ میں جب نبی کریم ﷺ نے قریش کی عہد شکنی اور شرارت انگیزیوں کے

Marfat.com

باعث مکہ کو فتح کر لیا تو اہل مکہ یہی سمجھ رہے تھے کہ آج کا دن ان کی زندگی کا آخری اور الوداعی دن ہے، مگر نبی ﷺ نے مکہ والوں کو مژدۂ بخشش کا عام پیغام دے کر اِرشاد فرمایا:

''لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ''

''آج کے دن تم پہ کوئی ملامت نہیں۔''

مکہ والوں نے جب یہ دیکھا کہ آج سے آٹھ سال قبل تک ہم نے جنہیں مسلسل تیرہ سالوں تک ایذائیں دیں۔ ان پر ہر ممکن اور متصور ظلم کو واقع بنا دیا۔ ان پر پتھروں اور کانٹوں کی برسات کی۔ آج جب وہ غالب ہوئے تو کچھ نہ کہا۔ خود پہ ڈھائے گئے ظلم وستم کا revenge (اِنتقام) نہیں لیا بل کہ مسکراتے چہرے کے ساتھ لب وزبان سے تبسمی ازہار بکھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ''

''آج کے دن تم پہ کوئی ملامت نہیں۔''

ان چیزوں کو دیکھ کر تمام مکہ والے بول پڑے:

قسم خدا کی! ان سے اور ان کے دین سے زیادہ امن و شانتی بھرا (peaceful) مذہب یا انسان کوئی دوسرا ہو ہی نہیں سکتا۔ مذہبِ اِسلام ہی آغوشِ سلامتی ورحمت ہے۔ اور سبھوں نے بہ یک زبان کہا:

''لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه''

جارج وارنر: (حیرت سے) تم نے جو بتایا کیا وہ truth (سچ) ہے......؟

نجم الثاقب: ہاں! یہ سب سچ ہے۔ آپ کسی بھی Authorized Islamic Book (معتبر اِسلامی کتاب) میں ان واقعات کو دیکھ سکتے ہیں۔

جارج وارنر: ہم نے یورپ و امریکہ میں سنا اور پڑھا ہے کہ Islamic Prophet (پیغمبر اِسلام ﷺ) بہت ظالم اور دہشت گرد تھا (معاذ اللہ)۔ اس نے

باپ بیٹوں، بھائی بہنوں اور ماں بیٹیوں میں **clash** (تصادم) کروا دیا تھا۔ باپ نے اپنے ہی بیٹوں کو اس کی وجہ سے قتل کر دیا۔ محمد (ﷺ) نے اپنے **religion** (مذہب) کو **sword** (تلوار) سے **spread** کیا (پھیلایا)۔ اور جس نے اس کے **religion** کو **accept** (قبول) کرنے سے **deny** (انکار) کیا اس کو ختم کر دیا۔

نجم الثاقب: یہ سب آپ کے **priests** (پادریوں)، **orientalists** (مستشرقین) اور **rulers** (حکم رانوں) کی کرشمہ سازی ہے کہ انھوں نے دنیا کے سب سے بڑے پیامِ امن اور مجسمۂ رحمت و سلامتی مذہب اسلام اور اس کے پیغمبر کو سب سے بڑا ظالم بنا دیا ورنہ حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ آپ **Authorized Islamic Books** کا اسٹڈی کریں **reality** (حقیقت) خود ہی کلین ہو جائے گی۔

جارج وارنر: اب تو مَیں جرور (ضرور) **Authorized Islamic Books** کا اسٹڈی کرے گی (گا)۔

نجم الثاقب: کیا آپ **Christianty** (مسیحیت) میں **believe** (ایمان) رکھتے ہیں......؟

جارج وارنر: ہاں! ہم ہر سنڈے کو چرچ جاتا ہے اور فادر سے **sins** (گناہ) **forgive** (معاف) کراتا ہے۔

نجم الثاقب: ٹھیک ہے تو سنیے! مَیں آپ کو آپ کی **Holy Bible** سے چند ایسے **chapters** (اِقتباسات) دکھاتا ہوں جن سے خود آپ کے مذہب کے متعلق آپ کا اسٹڈی **deep** (گہرا) ہو جائے گا:

(1)

"later that day, Joshua captured Makkedah & killed it's king & everyone else in the town, just as he had done at Jericho."

(Joshua: 11/28 published by American Bible Society

Marfat.com

New York, America, 1995)

''اس کے بعد یوشع نے میکادہ پر قبضہ کیا اور بادشاہ سمیت اس شہر کے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، جیسا اس نے جیریکو میں کیا تھا کہ وہاں بھی ایک ایک کو قتل کر دیا تھا۔

(اور امام احمد رضا لائبریری جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں موجود برطانوی نسخے **King James Version** کے الفاظ میں:

"& had not left any remaining"

اور ہندوستانی اردو ایڈیشن کی زبان میں: ''کسی کو بھی جیتا نہ چھوڑا''

کتاب یوشع میں بعینہٖ یہی الفاظ کم و بیش ۲۵ مقامات پہ ملیں گے۔ لگتا ہے ہلاکو خاں اور ہٹلر کے باپ کی سوانح حیات ہے۔ عنبر مصباحی)

جارج وارنر صاحب! آپ کے معزز نبی نے بادشاہ اور فوجیوں سمیت شہر کے تمام بے گناہ بوڑھے، بچے اور عورتوں کو قتل کر دیا۔ شاید یہ **terrorism** (دہشت گردی) نہیں بل کہ امن کی دعوت ہے اور مکہ کے پیکر جور و جفا انسانوں کو **forgive** (بخش) دینے کا نام دہشت گردی ہے..........؟؟؟

(2)

solomon counted all the foreigners who were living in Israel, just as his father David had done when he was king, & the total was 1,53,600, he assigned 70,000 of them to carry building supplies & 80,000 of them to cut stone from the hills, He chose 3,600 others to supervise the workers and to make sure the work was compeleted."

(2Chronicles: 2/17-18 American Bible Society New York, America, 1995)

Marfat.com

"بنی اسرائیل کے بادشاہ سلیمان نے اپنے باپ داؤد کی طرح اسرائیل میں رہنے والی غیر قوم کے افراد کو شمار کروایا۔ ان کی کل تعداد **1,53,600** تھی۔ ان میں سے **70,000** کو گارہ اٹھانے اور عمارتوں کی تعمیرات میں لگادیا جب کہ **80,000** کو پہاڑوں سے پتھر توڑنے اور بقیہ **3,600** کو ان تمام بدنصیبوں کی نگرانی پہ لگادیا۔"

جارج وارنر صاحب! شاید آپ کی بائبل سے ہی ٹھاکرے خاندان نے یہ قابل اِفتخار تعلیم حاصل کی ہے کہ ممبئ صرف مراٹھیوں کی ہے اور غیروں کے لیے صرف کوڑا کرکٹ ہے۔

کیا آپ کا ملک **Britain** (برطانیہ) **UNO** (اقوامِ متحدہ) کے **Human Rights Declaration** (حقوقِ اِنسانی منشور) کی تصدیق کرتا ہے یا نہیں......؟؟؟

جارج وارنر: ہاں! ہمارا **country** تو **UNO** کے **founders** (بانیوں) میں سے ہے۔

نجم الثاقب: اور بائبل پر بھی ایمان رکھتا ہے......؟

جارج وارنر: ہاں رکھتا ہے۔ ابھی آپ کے ہینڈ میں جو وَرژن ہے وہ نیویارک امریکہ سے **pulished** (شائع شدہ) ہے۔ برطانیہ سے بہت پہلے ایک کنگ جیمس ورژن ایڈیشن شائع ہوا جس کے شروع میں ہماری **queen** کا ایک لیٹر ہے۔ اس میں اس نے بائبل کے اتھاریٹی کا **mention** (ذکر) کیا ہے۔ (جامعہ اشرفیہ مبارک پور کی لائبریری میں یہ نسخہ موجود ہے۔ عنبر مصباحی)

نجم الثاقب: مگر بائبل کے **mentioned chapters** (مذکورہ بالا اِقتباسات) اور **UNO** کے **Human Rights Declaration** (حقوقِ اِنسانی منشور) میں **clash** (تناقض) ہے۔ پھر آپ کیا کہتے ہیں؟؟

جارج وارنر: اب مجھے ری سرچ کرنا ہوگا۔ ہم تو کبھی اس view (نظر) سے بائبل پڑھا ہی نہیں۔

نجم الثاقب: جارج وارنر صاحب! مَیں نے آپ کے سامنے example (نمونے) کے لیے صرف دو chapter پیش کیا ہے۔ بائبل میں اس طرح کی اور آیات دیکھنا ہو تو Joshua (سفر یوشع مکمل)، **Both Chronicles**، (تواریخ اول و دوم) **Both kings** (سلاطین اول و دوم)، **Both Samuals** (سموئیل اول و ثانی) اور **Hebronic** (عبرانیوں کے نام پولس کے خط) 11/32-34 کا مطالعہ کریں! آپ کے optic (عینک) کا نمبر بدل جائے گا۔ پھر جب نئے اور صحیح نمبر کے optic سے دیکھیے گا تو نظارہ ہی کچھ اور ہوگا۔

۳۱/مارچ ۲۰۱۰ء بروز چہارشنبہ شب ۱۰:۱۱ بجے

() () () () ()

Marfat.com

تعارفِ مصنف

از قلم: محمد شہاب الدین حلیمی مصباحی

نام و نسب : محمد جاوید احمد بن عمیر احمد بن سیٹھ صغیر احمد بن محمد نصیر الدین بن محمد

والدہ محترمہ : احمدی بیگم بنت محمد اسماعیل بن محمد کتاب علی بن فقیر محمد

قلمی نام : عنبرؔ مصباحی

تعلیمی نسبتیں: امجدی اور مصباحی

تاریخ ولادت: ۹ر صفر المظفر ۱۴۱۰ھ/۱۱ر ستمبر ۱۹۸۹ء بہ روز دوشنبہ مبارکہ

جاے پیدائش: ملت نگر کسیاپٹی، پوسٹ حسن پور بر ہروا، وایا باچپٹی، ضلع سیتامڑھی، بہار (ہند)

تعلیمی سرپرست: عم محترم و اُستاذِ مکرم حضرت علامہ مفتی محمد مرتضیٰ رضوی مصباحی طال ظلہ بانی و مہتمم دار العلوم معینیہ چشتیہ، چشتیہ نگر، ناندیڑ، مہاراشٹر، انڈیا

نکاح : عالمہ عائشہ سلطانہ بنت احمد حسین، بچھار پور، پوپری، سیتامڑھی، بہار (ہند) ۵ر رجب المرجب ۱۴۳۴ھ/۱۶ر مئی ۲۰۱۳ء بہ روز جمعرات

ای میل رابطہ: ambermisbahi@yahoo.com

ambermisbahi@gmail.com

تحصیل علوم و علمی معاہد

(۱) مدرسہ اسلامیہ فیض القرآن، ملت نگر کسیاپٹی، باچپٹی، سیتامڑھی، بہار (ہند) از قاعدۂ بغدادی تا ابتدائی کتب نیز حفظ پارۂ اول از ابتداے ۱۹۹۶ء تا اختتام ۱۹۹۸ء

Marfat.com

(۲) دار العلوم غریب نواز، رضا چوک، ناندیڑ، مہاراشٹر، (انڈیا) اعدادیہ تا رابعہ از ربیع الآخر ۱۴۲۱ھ / جولائی ۲۰۰۰ء تا شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ / اکتوبر ۲۰۰۳ء

(۳) طیبۃ العلما جامعہ امجدیہ رضویہ، گھوسی، مئو، یوپی (ہند) عالمیت از شوال المکرم ۱۴۲۴ھ / دسمبر ۲۰۰۳ء تا شعبان المعظم ۱۴۲۶ھ / ستمبر ۲۰۰۵ء

(۴) الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی (ہند) فضیلت اور تقابل ادیان از شوال المکرم ۱۴۲۶ھ / نومبر ۲۰۰۵ء تا شعبان المعظم ۱۴۳۰ھ / اگست ۲۰۰۹ء

(۵) مولانا آزاد نیشنل اُردو یونی ورسٹی، حیدر آباد، آندھرا پردیش (ہند) .B.A از ۲۰۱۰ء تا ۲۰۱۲ء

تدریسی، تنظیمی اور صحافتی خدمات

(۱) دار العلوم امام احمد رضا، رتنا گیری، مہاراشٹر، ہند (بہ حیثیت عربک لکچرار) از ۲۴ر شوال المکرم ۱۴۳۰ھ / ۱۴ر اکتوبر تا ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۳۰ھ / ۳۱ر دسمبر ۲۰۰۹ء

(۲) کنز الایمان ایجوکیشنل اینڈ چیریٹیبل ٹرسٹ گلبرگہ، کرناٹک، ہند (بہ حیثیت ڈائرکٹر) از ۲۰ر صفر المظفر ۱۴۳۱ھ / ۵ر فروری ۲۰۱۰ء تا ۱ر ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ / ۱۷ر مارچ ۲۰۱۰ء

(۳) شاہ ہمدان میموریل ٹرسٹ، پان پور، کشمیر، ہند- از ۵ر ربیع الآخر ۱۴۳۱ھ / ۲۱ر مارچ ۲۰۱۰ء تا ۱۷ر شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ / ۶ر جولائی ۲۰۱۲ء بہ حیثیت وائس پرنسپل دار العلوم شاہ ہمدان و ایڈیٹر ماہ نامہ "المصباح"- از ۱۸ر شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ / ۷ر جولائی تا ۱ر ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ / ۱۸ر ستمبر ۲۰۱۲ء بہ حیثیت پرنسپل دار العلوم شاہ ہمدان و ایڈیٹر ماہ نامہ "المصباح"

(۴) مرکز پبلک انگلش میڈیم اسکول، مرکز نگر، وِمبرلی گنج، ساؤتھ انڈمان، ہند از ۲۱ر ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ / ۸ر اکتوبر ۲۰۱۲ء تا حال (بہ حیثیت پرنسپل)

تصنیفات

(۱) اسلام اور عیسائیت: ایک تقابلی مطالعہ (مطبوعہ ۲۰۱۱ء)

(۲) بائبل میں نقوشِ محمدی (مطبوعہ ۲۰۱۳ء)

(۳) بائبل میں اسلامی احکام (زیرِ تکمیل)

(۴) دورِ جدید اور اسلام کا تعزیراتی نظام (زیرِ تکمیل)

(۵) اسلام کے متعلق یورپ اور اباحت پسندوں کے شبہات کا جواب (زیرِ تکمیل)

(۶) بائبل اور تناقضات (زیرِ تکمیل)

(۷) عصمت انبیا اور بائبل (زیرِ تکمیل)

(۸) بائبل میں عقل و مشاہدات مخالف آیات واقتباسات (زیرِ تکمیل)

(۹) تحریک استشراق اور قرآن مجید، برائے شعبۂ تقابل ادیان ۹-۲۰۰۸ء (غیر مطبوعہ)

(۱۰) عنبر الصرف (صرف کے اہم اصول وقواعد پہ مشتمل مختصر کتاب) (غیر مطبوعہ)

(۱۱) عنبر النحو (نحو کے اہم اصول وقواعد پہ مشتمل مختصر کتاب) (زیرِ تکمیل)

ترتیب

(۱) شانِ رسالت میں ابن تیمیہ کی گستاخیاں، ترجمہ: مفتی ناظم علی مصباحی (مطبوعہ ۲۰۱۲ء)

مقالات

محترم عنبر مصباحی صاحب اب تک مذہبی، سماجی، تنظیمی، سیاسی اور بین الاقوامی حالات پہ اردو، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں میں تقریباً ایک ہزار صفحات پہ محیط پچاس سے زائد اداریے اور مضامین تحریر فرما چکے ہیں۔ جو ہند و بیرون ہند کے تقریباً ایک درجن سے زائد مجلات واخبارات میں شائع ہوئے ہیں۔ ذیل میں ان مقالات کی تفصیل قلم بند کی جاتی ہے:

(۱) مجرم کون؟ ہم؟ آپ؟ یا غریب لڑکی کا مجبور باپ؟؟

Marfat.com

(۲) دعاے ابراہیمی (میلاد مصطفیٰ ﷺ)

(۳) القدس کی حفاظت اور فلسطینی لڑکیاں

(۴) اسلامی حدود وتعزیرات بائبل اور عقل سلیم کی نظر میں

(۵) توحید، نبوت مسیح اور بائبل

(۶) دشمنوں کے ساتھ پیغمبر اسلام ﷺ اور پیغمبران بائبل کے اخلاق وکردار کا تقابلی مطالعہ

(۷) دہشت گردی کا داعی کون؟؟ قرآن؟؟ یا بائبل؟

(۸) نسخ، اسلام اور بائبل

(۹) بابری مسجد ملکیت مقدمہ کا فیصلہ: ہندوستانی جمہوریت داغدار

(۱۰) اطاعت والدین

(۱۱) واقعۂ کربلا: ایک سبق

(۱۲) قرآن سوزی کی دھمکی: اسلام دشمنی کا جنون یا سستی شہرت کی خواہش

(۱۳) اسلام، حجاب اور فرانس

(۱۴) بریلی کا احمد رضا ایک سچا عاشق رسول

(۱۵) امام احمد رضا کا مسلک حق

(۱۶) امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

(۱۷) وادی کے مدارس اور ان کا مستقبل

(۱۸) اللہ کے ولی

(۱۹) نسل نو میں منشیات اور بے راہ روی کے اسباب اور ان کا تدارک

(۲۰) امریکہ پہ صہیونی کنٹرول: ایک تجزیاتی مطالعہ

(۲۱) کفر کا حامی اور اسلام کا باغی

(۲۲) واقعۂ معراج شریعت، عقل اور سائنس کی نظر میں

(۲۳) وادی میں پانی اور دوا کی حالت

Marfat.com

(۲۴) کیا ہم خوشیاں منانے کے حق دار بھی ہیں؟؟

(۲۵) بائبل کا ایک مختصر تنقیدی مطالعہ

(۲۶) گل و برگ سے جنت نشاں تک (سفرنامۂ کشمیر)

(۲۷) تنقیص رسالت کا شرعی حکم

(۲۸) دنیا کی پہلی ذہین حکم راں خاتون بلقیس (مختصر ناول)

(۲۹) دریائے نیل کے مسافر (نامکمل متوسط ناول) (غیر مطبوعہ)

(۳۰) محدثِ کبیر کی تدریسی خدمات (دورِ طالب علمی کا اوّلین مطبوعہ اور انعام یافتہ مقالہ)

(۳۱) اسلام اور موجودہ دور کے مسلمان

(۳۲) عید میلاد النبی ﷺ شریعت، عقل اور جمہوری اصول کے تناظر میں

(۳۳) بدعت کی مختصر تشریح

(۳۴) امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

(۳۵) اوبامہ اور دہشت گردی

(۳۶) اوباما کو نوبل پرائز برائے امن

(۳۷) پیر مقبول احمد شاہ کشمیری

(۳۸) جمہوریۂ ہند میں دہشت گردانہ واقعات کا ایک تجزیاتی مطالعہ

(۳۹) متن گڈکری کا پہلا خطبۂ صدارت: ایک تجزیہ

(۴۰) سپاس نامہ شیخ ابوبکر احمد

(۴۱) آئین برائے ایک تنظیم

(۴۲) آئین برائے تنظیم

(۴۳) وادی میں عیسائیت کے بڑھتے قدم: اسباب و علل اور سد باب۔

(۴۴) اردو زبان کے فروغ میں کشمیر کی بس اور ٹرین کا کردار

(۴۵) شیر بہار: کتاب حیات کا ایک مختصر مطالعہ

Marfat.com

(۴۶) مکہ و مدینہ پہ ایٹمی حملہ کا امریکی منصوبہ اور مسلم حکمرانوں کی مجرمانہ خاموشی

(۴۷) کرناٹک حکومت کا گاؤکشی مخالف بل ۲۰۱۰ء اور مسلمان

(۴۸) ہندوستان اور موجودہ مسلمان

(۴۹) فلسطینی سرزمین پر بنی بعض اسرائیلی کالونیاں غیر قانونی (اسرائیلی ہائی کورٹ کا فیصلہ)

(۵۰) ناروے میں بچے کی تادیب پہ والدین کو جیل: یہ ترقی ہمیں کدھر لے جا رہی ہے؟

(۵۱) سب سے بڑی جمہوریت میں خواتین کتنی محفوظ؟

(۵۲) نوجوان اور مذہب سے دوری

(۵۳) الجھاز و حکمه الشرعی (عربی)

(۵۴) الخیار بید النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم (عربی)

(۵۵) ***What the Bible says about Allah's innocent Messengers?***

(۵۶) ***What the Bible says about Islamic penal code?***

() () () () ()

عن قریب مصنف کی منظر عام پر آنے والی نئی کتاب

بائبل میں نقوشِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

مصنف

جاوید احمد عنبر مصباحی

پرنسپل مرکز پبلک (انگلش میڈیم) اسکول

وِمبرلی گنج، جزیرۂ انڈمان۔ ہند

صفحات: 500 تقریباً

والضحیٰ پبلی کیشنز

لاہور۔ پاکستان

Marfat.com

والضحیٰ پبلی کیشنز

داتا دربار مارکیٹ لاہور۔پاکستان

0300-7259263,0315-4959263

Marfat.com